عمران سیریز
بلیک ہیڈ
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

بلیک ہیڈ

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

یہی شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ عمران سارا کام خود کرتا ہے اور انہیں کام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔ ایسی صورت میں اگر پوری ٹیم بھی مشن میں شامل ہو جائے تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazhar kaleem.ma@gmail.com

عمران نے کار اپنے فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج سے باہر نکالی اور پھر کار روک کر وہ نیچے اترا اور اس نے جا کر گیراج کا دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور واپس آکر کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھاتا، کار کی فرنٹ سائیڈ کی طرف سے کسی نے شیشہ کھٹکھٹایا تو عمران نے چونک کر دیکھا۔ دوسری طرف کار کے شیشے میں سے ایک سوکھا سا چہرہ نظر آ رہا تھا جس کی آنکھوں میں بھی شدید ویرانی تھی۔ اس کی چھوٹی سفید داڑھی بھی بکھری ہوئی نظر آ رہی تھی۔ عمران نے ایک بٹن پریس کیا تو دوسری سائیڈ کا شیشہ خود بخود کھل گیا۔

"کیا چاہتے ہیں بابا جی"...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں بے حد تھک گیا ہوں اور میری بیٹی نے شام نگر سے گاڑی

میں آتا ہے اور میرا اندازہ ہے کہ میں اب اگر کسی نہ کسی طرح چل بھی پڑوں تب بھی پیدل ریلوے اسٹیشن تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیا تم میری مدد کر سکتے ہو"...... اس پریشان بوڑھے نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کو ریلوے اسٹیشن تک پہنچنے کے لئے کتنے پیسے چاہئیں بابا جی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پیشہ ور گداگر نئے سے نئے نفسیاتی بہانے بنا کر لوگوں کے جذبہ رحم سے ناجائز مفاد اٹھاتے ہیں۔

"تو تم مجھے کوئی گداگر سمجھ رہے ہو۔ حیرت ہے۔ ڈاکٹر عبدالرشید کو لوگ اب گداگر سمجھنے لگ گئے ہیں۔ تف ہے ڈاکٹر عبدالرشید۔ تف ہے تم پر"...... اس بوڑھے نے بڑے شکستہ سے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ گیا اور اس کی یہ بات سن کر اور اسے آگے جاتا دیکھ کر عمران کے دل میں جیسے برچھی سی اتر گئی۔ چند لمحوں تک وہ حیرت سے بت بنا بیٹھا رہا اور پھر یکلخت بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر وہ کار سے نیچے اترا تو اس نے اس بوڑھے کو لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں آگے بڑھتے دیکھا۔ اس نے ایک میلی سی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے پیروں میں پرانے اور قدرے پھٹے ہوئے جوتے تھے اور اس نے جرابیں بھی پہنی ہوئی تھیں لیکن جرابوں میں سوراخ صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے سر کے بال کھچڑی ہو رہے تھے۔

"ڈاکٹر صاحب۔ ڈاکٹر صاحب"...... عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"مجھے چھوڑ دو نوجوان۔ تم نے مجھے گداگر سمجھ لیا تھا۔ آئی ایم سوری۔ میں تمہاری فراخ پیشانی دیکھ کر یہ سمجھا تھا کہ تم ذہین اور ہمدرد انسان ہو گے اور ایک بوڑھے ڈاکٹر کی مدد کرو گے لیکن بہرحال ایسا تو ہوتا ہی ہے۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں بہرحال کسی نہ کسی طرح اسٹیشن پہنچ ہی جاؤں گا"...... اس بوڑھے نے رک رک کر اور انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا۔

"آئی ایم سوری ڈاکٹر صاحب۔ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی ہے۔ میں آپ سے دست بستہ معافی چاہتا ہوں۔ آپ کار میں بیٹھئے میں آپ کو ریلوے اسٹیشن لئے چلتا ہوں"...... عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ وعدہ کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تم پھر ڈاکٹر عبدالرشید کو گداگر سمجھ لو"...... بوڑھے نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب میں یہ غلطی نہیں کروں گا۔ آئیے"...... عمران نے کہا تو بوڑھا واپس مڑا اور پھر عمران نے خود ہی اسے سائیڈ سیٹ پر بٹھایا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار سٹارٹ کی اور پھر اسے تیزی سے آگے بڑھانے لگا۔

"اور تیز چلاؤ نوجوان۔ میری بیٹی مجھے وہاں نہ پا کر بے حد پریشان ہو گی اور گاڑی ٹھیک ساڑھے تین بجے پہنچ جاتی ہے۔ یہ ایسی گاڑی

ہے جو کبھی لیٹ نہیں ہوتی"۔۔۔۔۔۔ بوڑھے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے جناب"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو تم بھی ڈاکٹر ہو لیکن لگتا ہے تم نے تعلیم کو ذریعہ آمدنی بنایا ہوا ہے ورنہ تمہارا حال بھی میری طرح ہی ہوتا"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا تو عمران سمجھ گیا کہ ڈاکٹر عبدالرشید بہرحال پڑھا لکھا ہے جو ڈی ایس سی کی ڈگری کا سن کر فوری سمجھ گیا کہ عمران بھی ڈاکٹر ہے۔

"آپ نے کس مضمون میں ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں نے طبیعات میں ہاورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے پھر میں پاکیشیا کی خدمت کرنے یہاں آگیا۔ انہوں نے مجھے یہاں یونیورسٹی میں لیکچرار لگنے کا کہا لیکن میں نے انہیں بتایا کہ مجھے کسی اہم سائنسی لیبارٹری میں جگہ دی جائے لیکن وہ نہیں مانے اور پھر میں نے اپنے ہی گھر میں لیبارٹری بنالی اور میں ایسی ایجاد کی کوشش میں لگ گیا جس سے پاکیشیا کا دفاع ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنایا جائے لیکن پھر رات کے وقت کچھ لوگ میری لیبارٹری میں گھس آئے۔ انہوں نے سب کچھ تباہ کر دیا اور مجھے بھی شدید زخمی کر کے چلے گئے۔ وہ اپنی طرف سے مجھے ہلاک کر کے گئے تھے لیکن میں بچ گیا اور پھر

مجھے ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے روانی سے اپنے بارے میں بتاتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ اس لئے خاموش ہو گیا کہ کار ریلوے اسٹیشن کے کمپاؤنڈ میں داخل ہو گئی تھی۔ عمران نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ ڈاکٹر عبدالرشید بھی دوسری طرف سے نیچے اتر آئے تھے اور اب وہ بڑی عقیدت بھری نظروں سے ریلوے اسٹیشن کو دیکھ رہے تھے۔ اسٹیشن پر خاصا رش تھا۔ عورتیں اور مردوں کے ساتھ ساتھ قلی بھی آ جا رہے تھے۔ عمران نے پارکنگ کارڈ لیا اور پھر ڈاکٹر عبدالرشید کو ساتھ لے کر وہ آگے بڑھنے لگا۔

"گاڑی کا کیا نام ہے ڈاکٹر صاحب"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بوڑھے سے پوچھا۔

"سپر ایکسپریس"۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران نے قریب سے جاتے ہوئے ایک قلی کو آواز دی۔

"یس سر"۔۔۔۔۔۔ قلی نے عمران کے قریب آکر کہا۔ ساتھ ساتھ وہ ڈاکٹر کو بھی دیکھے چلا جا رہا تھا۔

"سپر ایکسپریس کب آ رہی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"دس منٹ بعد پہنچ رہی ہے جناب۔ لیکن اگر آپ ان بڑے میاں کے ساتھ آئے ہیں تو آپ کو مایوسی ہو گی"۔۔۔۔۔۔ قلی نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ ڈاکٹر عبدالرشید وہاں سے کافی آگے بڑھ کر ریلوے اسٹیشن کے مین گیٹ کے پاس سیڑھیوں کے قریب جا کر

کھڑا ہو گیا تھا۔ وہاں اور بھی بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ شاید وہ بھی ٹرین سے آنے والوں کو لینے آئے تھے۔

"کیا تم انہیں جانتے ہو"...... عمران نے چونک کر قلی سے پوچھا۔

"جی صاحب۔ گزشتہ آٹھ سالوں سے میں بھی یہاں کام کر رہا ہوں اور یہ بھی گزشتہ کئی سالوں سے روزانہ یہاں آتے ہیں اور سپر ایکسپریس پر آنے والی اپنی بیٹی کا انتظار کرتے ہیں اور پھر مایوس ہو کر واپس لوٹ جاتے ہیں۔ یہاں کے سب لوگ انہیں جانتے ہیں۔ ان سے بات کی جائے تو الٹا ناراض ہو جاتے ہیں۔ میرے لئے کوئی حکم ہو تو بتا دیں۔ گاڑی آنے والی ہے"...... قلی نے کہا۔

"تم جا سکتے ہو"...... عمران نے کہا تو قلی سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ عمران ہونٹ بھینچے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر ڈاکٹر عبدالرشید کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔

"میری بیٹی آ رہی ہے۔ میں تمہیں اس سے ملواؤں گا۔ بے حد پیاری بچی ہے۔ تم یقیناً اسے پسند کرو گے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں عمران کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے ان کی ویران آنکھوں میں ابھرتی ہوئی چمک دیکھ لی تھی۔

"ہاں۔ میں ضرور ملوں گا"...... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر عبدالرشید کے چہرے پر مسرت کی ایک لہر سی دوڑ گئی اور پھر تھوڑی

دیر بعد گاڑی اسٹیشن پر پہنچ گئی اور مسافر اور سامان اٹھائے قلی ہجوم کی صورت میں باہر آنے لگے۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ قلی نے اسے جو کچھ بتایا تھا اس کے مطابق ڈاکٹر عبدالرشید کی بیٹی نہیں آ سکی لیکن ڈاکٹر عبدالرشید کے جسم میں تناؤ آ گیا تھا اور وہ اشتیاق بھری نظروں سے اس انداز سے بار بار ہجوم کو دیکھ رہا تھا کہ جیسے اسے اپنی بیٹی کی آمد کا سو فیصد یقین ہو اور پھر ہجوم آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا گیا۔ اس کے بعد گاڑی بھی آگے سفر کے لئے روانہ ہو گئی تو ڈاکٹر عبدالرشید کے چہرے پر بھی آہستہ آہستہ دوبارہ مایوسی اور ویرانی سی چھانے لگ گئی۔ اب ان دونوں کے ساتھ کھڑے ہوئے افراد بھی جا چکے تھے۔

"میری بیٹی نہیں آ سکی۔ مجھے یقین ہے کہ کوئی مجبوری ہو گئی ہو گی۔ بہرحال وہ کل ضرور آئے گی"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور واپس مڑ کر تھکے تھکے انداز میں چلنے لگا۔ عمران خاموشی سے اس کے ساتھ چل رہا تھا۔ عمران کو مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے کہ وہ کن الفاظ میں ڈاکٹر عبدالرشید کو سمجھائے۔ وہ اس لئے اس کے ساتھ چل رہا تھا کہ پارکنگ میں جا کر وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا اور پھر اس کے بارے میں مزید سوچے گا لیکن جب ڈاکٹر عبدالرشید پارکنگ کی طرف بڑھنے کی بجائے اسی طرح ڈھیلے قدموں سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تو عمران چونک پڑا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ پارکنگ ادھر ہے"...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر

عبدالرشید جو اپنے کسی خیال میں تھے بے اختیار چونک پڑے۔

" ہو گی۔ پھر میں کیا کروں" .... ڈاکٹر عبدالرشید نے جھٹکے دار اور قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

" آپ میرے ساتھ کار میں آئے تھے۔ اب میرے ساتھ واپس چلیں۔ میں آپ کو آپ کی رہائش گاہ پر پہنچا دیتا ہوں" .... عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں۔ مجھے یاد آگیا۔ میں واقعی تمہارے ساتھ آیا تھا لیکن اس وقت تو میں بہت تھک گیا تھا اور میری بیٹی کی آمد میں وقت بھی بے حد کم رہ گیا تھا لیکن اب تو میرے پاس وقت ہی وقت ہے۔ اب میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ تمہارا شکریہ نوجوان۔ ہاں۔ تم نے اپنا نام علی عمران بتایا تھا۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ مسٹر علی عمران" .... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا اور پھر کاندھے جھکا کر آگے بڑھنے لگے۔

" ڈاکٹر صاحب۔ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو مجھے طبیعات کا ایک مشکل مسئلہ سمجھا دیں۔ میں نے تو کئی سائنس دانوں سے معلوم کیا ہے لیکن سب نے یہی کہا ہے کہ یہ مسئلہ صرف ڈاکٹر عبدالرشید ہی حل کر سکتے ہیں" .... عمران نے ایک اور داؤ کھیلتے ہوئے کہا۔

طبیعات کا مسئلہ۔ اچھا۔ پھر تو واقعی مجھے اس بارے میں بات کرنا پڑے گی لیکن میں تمہیں کہاں لے جاؤں۔ چلو میرے گھر چلو۔

لیکن سنو۔ وہاں جا کر یہ نہ کہنا کہ میں نے تمہیں کچھ کھانے پینے کے لئے نہیں دیا کیونکہ میں نے دو روز سے کچھ نہیں کھایا اور میں صرف سادہ پانی پیتا ہوں۔ میں نے ایک سال سے چائے بھی نہیں پی" .... ڈاکٹر عبدالرشید اپنی ہی رو میں بولتے چلے جا رہے تھے۔

" آپ فکر مت کریں۔ میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ صرف طبیعات کا مسئلہ حل کراؤں گا" .... عمران نے اس کی نفسیات کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ پھر چلو۔ یہاں کیوں کھڑے ہو۔ ابھی ہمیں بہت دور جانا ہے" .... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

" ہم کار میں آئے تھے اور اب کار میں ہی واپس جائیں گے۔ آیئے ادھر پارکنگ کی طرف" .... عمران نے کہا اور پھر پارکنگ کی طرف مڑ گیا۔ ڈاکٹر عبدالرشید سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا اور پھر آدھے گھنٹے بعد وہ ایک مضافاتی کالونی میں بنی ہوئی ایک چھوٹے سے تین کمروں کی کوٹھی میں موجود تھے۔ کوٹھی کا فرنیچر کافی پرانا تھا لیکن وہاں ہر طرف صفائی ستھرائی موجود تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوٹھی کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھا گیا ہو۔

"یہاں صفائی کون کرنے آتا ہے۔ بڑی محنت سے ہر چیز کو صاف کیا گیا ہے" .... عمران نے ایک پرانے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہاں کس نے آنا ہے۔ ہاں میری بیٹی چونکہ بے حد صفائی پسند ہے اس لئے میں روزانہ خود اس کوٹھی کی اچھی طرح صفائی کرتا ہوں

تاکہ میری بیٹی کو کوئی اعتراض نہ ہو"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے اس بار مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ کوٹھی چھوٹی ہونے کے باوجود بہرحال کوٹھی تھی اور پھر جس انداز میں یہاں صفائی نظر آرہی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ بوڑھا ڈاکٹر نجانے کتنے گھنٹے یہاں صفائی میں لگاتا ہوگا۔

"ہاں ۔ تم بتاؤ ۔ طبیعات کا کیا مسئلہ ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے پوچھا۔

"ڈاکٹر صاحب ۔ آپ کی بیٹی کا کیا نام ہے اور وہ کہاں سے آرہی ہے"...... عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا ۔ ظاہر ہے طبیعات کے مسئلے کی بات تو ڈاکٹر عبدالرشید کے ساتھ بات چیت کے لئے بہانہ تھا۔

"میری بیٹی کا نام نادیہ ہے اور وہ ایکریمیا سے آرہی ہے"۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے بیٹی کے ذکر پر لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بیٹی ایکریمیا میں کہاں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کہیں رہتی ہوگی ۔ اب مجھے کیا معلوم ۔ مجھے تو ایکریمیا سے آئے ہوئے پندرہ سولہ سال ہو گئے ہیں"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے قدرے لاتعلقانہ سے انداز میں جواب دیا۔

"آپ اپنی بیٹی کو وہاں ایکریمیا میں چھوڑ آئے تھے"...... عمران نے بات آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا ۔ وہ بڑے محتاط انداز میں بات کر رہا تھا ۔ دراصل اسے اس بوڑھے سے بے حد ہمدردی ہو گئی تھی اور

وہ چاہتا تھا کہ اسے اس تکلیف سے نکال دے لیکن ظاہر ہے یہ کام انتہائی مشکل تھا اس لئے عمران جہاں جا رہا تھا وہ سب کچھ بھول کر اس ڈاکٹر عبدالرشید سے ہی باتیں کرنے میں مصروف ہو گیا تھا۔

"میں چھوڑ آیا ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو ۔ کیا میں تمہیں اتنا ظالم نظر آرہا ہوں کہ میں اپنی دس سالہ بیٹی کو ایکریمیا میں اکیلا چھوڑ کر آجاتا ۔ میں تو اسے ساتھ لے آیا تھا لیکن پھر جب میں زخمی ہو کر ہسپتال میں تھا تو وہ واپس ایکریمیا چلی گئی"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہسپتال میں زخمی ہو کر ۔ اوہ ۔ یہ سب کیسے ہوا"...... عمران نے دانستہ بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"تم کیوں میری کہانی سنو گے ۔ تمہیں اس سے کیا فائدہ ہو گا جبکہ یہاں تو لوگ بغیر فائدے کے کی طرف دیکھنے سے بھی گریز کرتے ہیں ۔ بہرحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں کیونکہ تم مجھے ایسے آدمی لگتے ہو جو دوسروں کی باتیں بغیر کسی فائدے کے سنتے ہیں اور پھر تم ڈی ایس سی ہو ۔ میری طرح پڑھے لکھے ہو ۔ ان پڑھ نہیں ہو ۔ چلو بتا دیتا ہوں ۔ سنو ۔ میں نے ہاورڈ یونیورسٹی سے طبیعات میں ڈگری حاصل کی اور پھر وہیں ایک بڑی ریسرچ لیبارٹری میں کام کرنے لگا ۔ میرے ذہن میں ایک ایسے آلے کی ایجاد کا منصوبہ تھا جس میں سے نکلنے والی ریز کو خلائی سیارے کی خصوصی مشینری کے ذریعے کسی بھی محدود ایریئے پر اگر مرکوز کر کے فائر کیا جائے تو اس ایریئے میں یہ

ریز طویل عرصے تک قائم رہتی ہیں اور ان ریز کے سرکل کو کوئی میزائل کسی صورت کراس نہ کر سکے گا بلکہ میزائل جیسے ہی ان ریز سے ٹکرائے گا وہ خود بخود جل کر راکھ ہو جائے گا ۔ میں نے اس آئیڈیئے کو منظور کرایا اور حکومت ایکریمیا نے اسے بخوشی منظور کر لیا کیونکہ یہ دفاع کا انتہائی اہم منصوبہ تھا ۔ پھر میں نے اس پر کام شروع کر دیا ۔ میں نے چار سال تک اس پر دن رات کام کیا البتہ اس دوران میں نے اس لیبارٹری کے ایک ساتھی سائنس دان ڈاکٹر جوزف کی بہن سے شادی کر لی تھی ۔ اس کی آفر بھی ڈاکٹر جوزف نے ہی کی تھی ۔ وہ بھی میری ذہانت سے بہت حد مرعوب تھا اور اس کی بہن بھی، جس کا نام ایتھل تھا ۔ ایتھل خود بھی سائنس دان تھی اور ہماری لیبارٹری میں ہی کام کرتی تھی ۔ پھر میری ایک بیٹی پیدا ہوئی پھر جب میری بیٹی دو سال کی تھی تو ایتھل ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو گئی ۔ وہ بہت تیز کار چلاتی تھی ۔ میں نے اسے کئی بار منع بھی کیا لیکن وہ نہ مانی اور ہلاک ہو گئی ۔ بہرحال میں وہاں کام کرتا رہا میں نے اپنے منصوبے میں ستر فیصد کامیابی حاصل کر لی تھی کہ اچانک ایک روز مجھ پر حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ میرا سالا ڈاکٹر جوزف میرے منصوبے کے الٹ کام کر رہا ہے ۔ میں تو اپنے کام میں اس قدر غرق رہتا تھا کہ مجھے کسی معاملے میں پڑنے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی لیکن ایک بار اتفاق سے میری بیٹی اپنے ماموں کے چند کاغذات اٹھا لائی ۔ میں نے سرسری طور پر انہیں پڑھا تو میں اچھل پڑا

ڈاکٹر جوزف جن ریز پر کام کر رہا تھا وہ ریز میری ایجاد کردہ ریز جنہیں میں نے ڈیفنس ریز اور ڈی ریز کا نام دیا تھا، اس نے ان ریز کی ماہیت پر ریسرچ کر کے اس کو اس انداز میں تبدیل کر دیا کہ اگر ان ریز کو کسی بھی خلائی سیارے کے ذریعے زمین کے کسی بھی ایریئے پر فائر کیا جاتا تو وہاں موجود افراد جل کر راکھ ہو جاتے لیکن وہاں موجود بلڈنگز اور تمام غیر جاندار اشیاء پر ان کا کوئی اثر نہ ہوتا ۔ اسے اس نے بلیک ہیڈ ریز کا نام دیا ہوا تھا اور وہ اس پر کام کر رہا تھا ۔ مجھے یہ پڑھ کر بے حد غصہ آیا کیونکہ یہ منصوبہ نہیں تھا بلکہ انسانیت کا قتل عام تھا ۔ میں نے جا کر ڈاکٹر جوزف پر چڑھائی کر دی ۔ اس نے مجھ سے معافی مانگی اور وعدہ کیا کہ وہ اب اس پر مزید ریسرچ نہیں کرے گا لیکن دوسرے ہی روز مجھے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر جوزف کو کسی نامعلوم لیبارٹری میں منتقل کر دیا گیا ہے ۔ میری باوجود کوشش کے میری اس سے فون پر بات نہ کرائی گئی اور میں سمجھ گیا کہ حکومت ایکریمیا بلیک ہیڈ ریز بنانے سے باز نہیں آئے گی ۔ میں نے اس پر احتجاج کیا اور بطور احتجاج استعفیٰ دے دیا ۔ مجھے منانے کی بے حد کوشش کی گئی لیکن میرا دل اچاٹ ہو گیا تھا اور پھر میں اپنی بیٹی سمیت واپس پاکیشیا آ گیا ۔ میں نے یہاں آ کر اعلیٰ حکام سے اپنے دفاعی ریز کے منصوبے کی بات کی لیکن میری بات نہ سنی گئی جس پر میں نے اپنی اس کوٹھی کے نیچے تہہ خانے میں لیبارٹری قائم کر لی ۔ ایکریمیا سے میں کچھ رقم لے کر آیا تھا جس کی مدد سے میں نے لیبارٹری قائم کی ۔

میری تھوڑی سی زرعی اراضی تھی جس کی آمدنی سے میرا اور میری بیٹی کا گزارہ ہو رہا تھا کہ اچانک ایک رات لیبارٹری میں ڈاکو گھس آئے اور انہوں نے لیبارٹری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔ مجھے بھی انہوں نے اپنی طرف سے ہلاک کر دیا تھا۔ میری بیٹی کہیں چھپ گئی تھی اس لئے وہ ان کے ہاتھ نہ آئی۔ پھر مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں تھا۔ وہاں جب میں نے اپنی بیٹی کے بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ اسے حفاظت کی غرض سے ایکریمیا اس کے ماموں کے پاس بھجوا دیا گیا ہے۔ میں خاموش ہو گیا۔ ہسپتال میں طویل عرصہ گزارنے کے بعد جب میں واپس اپنی کوٹھی میں آیا تو صحت یاب تو ہو چکا تھا لیکن میرے پاس رقم نہ تھی کہ میں دوبارہ لیبارٹری بناتا۔ میں نے لوگوں سے کہا۔ حکومت سے کہا لیکن کسی نے میری بات نہ سنی تو میں خاموش ہو گیا۔ پھر میں نے اپنی بیٹی کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ مجھ سے ملنے کے لئے وہاں سے چل پڑی ہے اور سپر ایکسپریس کے ذریعے وہ دارالحکومت پہنچ رہی ہے۔ میں ریلوے اسٹیشن پر گیا مگر وہ نہ آئی تو پھر میں دوسرے روز گیا۔ اس طرح آج بھی گیا لیکن وہ آج بھی نہیں آئی"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جبکہ عمران خاموش بیٹھا سنتا رہا۔ البتہ بلیک ہیڈ کا نام سن کر وہ چونکا ضرور تھا۔

"کیا آپ کی بیوی ایتھل اور ڈاکٹر جوزف یہودی تھے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ایتھل نے مجھ سے شادی کرنے سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کا نام میں نے کاشفہ رکھا تھا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے جواب دیا۔

"آپ کا گزر بسر کیسے ہو رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اور میں کھا رہا ہوں۔ جب وہ نہیں دیتا تو میں نہیں کھاتا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی وہ جو زرعی زمین تھی اس کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہسپتال سے واپس آ کر مجھے پتہ چلا کہ وہ میں نے بیچ دی تھی۔ چنانچہ وہ بک گئی"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے لاپرواہ سے لہجے میں کہا۔

"اب آپ کی آمدنی کیسے ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی بتایا ہے لیکن تم اتنے بھلکڑ ہو کہ ابھی تو میں نے بتایا ہے اور تم بھول گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دے رہا ہے اور میں کھا رہا ہوں۔ جب وہ نہیں دیتا تو میں نہیں کھاتا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

"کیا اس کی طرف سے اس کا کوئی فرشتہ آتا ہے آپ کو دینے کے لئے"...... عمران نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فرشتہ۔ ہاں۔ وہ فرشتہ ہی ہے۔ البتہ اس کا نام انسانوں جیسا بابا رحیم داد ہے۔ وہ میری زرعی زمین کے قریب ایک بستی میں رہتا

ہے ۔وہ پہلے ہمارے گھر میں ملازم رہا تھا۔اس نے مجھے گود کھلایا ہوا ہے ۔وہ کبھی کبھار آتا ہے ۔بہت بوڑھا آدمی ہے ۔ ایک دو روز میرے پاس رہتا ہے اور مجھے زمین کے قریب ایک دکان کا کرایہ دے جاتا ہے۔اس کا کہنا ہے کہ یہ دکان میں نے فروخت نہیں کی تھی اس لئے وہ اب بھی میری ملکیت ہے ۔وہ اس کی آمدنی وصول کر کے مجھے دے جاتا ہے ۔میں اس سے کھانے پینے کی چیزیں لا کر گھر میں رکھ لیتا ہوں اور پھر پکا پکا کر کھاتا رہتا ہوں ۔اب دو روز سے وہ چیزیں ختم ہو گئی ہیں لیکن بابا رحیم داد نہیں آیا اس لئے میں دو روز سے بھوکا ہوں ۔اللہ کو یہی منظور ہو گا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس کا دل بوڑھے عبدالرشید کے لئے دکھ سے بھر گیا تھا۔اس قدر بڑا سائنس دان اور اس حالت میں یہاں موجود تھا اور کوئی اس کا والی وارث نہ تھا اور وہ دو روز سے بھوکا تھا۔

" بابا رحیم داد دراصل مجھے پیسے دے گیا تھا لیکن وہ جلدی میں مجھے آپ کا پتہ نہ بتا سکا تھا اس لئے میں وہ رقم آپ تک پہنچا نہ سکا تھا جس کی میں معافی چاہتا ہوں"...... عمران نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید بے اختیار چونک پڑا۔اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" تمہیں دے گیا تھا۔کیا تم پھول نگر جاتے رہتے ہو۔کیا تم بابا رحیم داد سے واقف ہو"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

" میں نہیں ۔میرا ملازم پھول نگر کا رہنے والا ہے ۔وہ بابا رحیم داد کو جانتا ہے ۔ بابا رحیم داد اس کے پاس آیا تھا اور پھر وہ اسے رقم دے کر چلا گیا کہ آپ تک پہنچا دی جائے وہ بعد میں آئے گا"۔ عمران نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس نے ڈاکٹر عبدالرشید کے سامنے رکھ دی لیکن ڈاکٹر عبدالرشید بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈی دیکھ کر اس طرح پیچھے ہٹ گیا جیسے اسے کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔

" یہ ۔یہ اتنی بری رقم تو بابا رحیم داد نہیں دے سکتا۔وہ تو دو ہزار روپے دے جاتا ہے ۔ پھر تم"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

" اس نے بتایا تھا کہ اس نے وہ دکان کسی نئے کرایہ دار کو دے دی ہے اور یہ رقم ایڈوانس کے طور پر اس سے لی ہے اور ہاں ۔ڈاکٹر صاحب ۔یاد آیا۔وہ کہہ رہا تھا کہ وہ دکان بیچ رہا ہے اور دکان بیچ کر وہ رقم بینک میں رکھوا دے گا جہاں سے آپ کو ماہانہ بیس پچیس ہزار روپے ملتے رہیں گے کیونکہ بابا رحیم داد کہہ رہا تھا کہ وہ اب بیمار رہتا ہے اور کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو سکتا ہے ۔ایسا نہ ہو کہ دکان پر غلط لوگ قبضہ کر لیں"...... عمران نے کہا۔اسے معلوم تھا کہ وہ مسلسل جھوٹ بول رہا ہے لیکن ڈاکٹر عبدالرشید کی ذہنی کیفیت ایسی تھی کہ اسے یہ سب کچھ ان کی بھلائی کے لئے کہنا پڑا۔

" اچھا ۔یہ بات ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔چلو اسے بھی یہاں آکر

پیسے دینے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے گی ۔ ٹھیک ہے اور اب میں تمہیں کھلا پلا سکتا ہوں ۔ تم بیٹھو ۔ میں بازار سے چیزیں لے آتا ہوں پھر پکاؤں گا اور تمہیں بھی کھلاؤں گا اور خود بھی کھاؤں گا ۔ یہ رقم تو ایک دو سال چل ہی جائے گی"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے نوٹوں کی گڈی سے دو نوٹ نکال کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

" یہ گڈی آپ یہاں کسی محفوظ جگہ پر رکھ لیں اور سنیں ۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ میری طرف سے دعوت کھائیں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ تم مجھے بے عزت کر رہے ہو ۔ میرے پاس مہمان بن کر آئے ہو اور یہ تو انتہائی بے عزتی کی بات ہے کہ مہمان میزبان کو دعوت دے ۔ نہیں ایسا ممکن نہیں ہے اور سنو ۔ آئندہ تم نے ایسی بات کی تو کان سے پکڑ کر باہر نکال دوں گا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے غصے سے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا ۔ ظاہر ہے اب وہ نہ جا سکتا تھا اور نہ ہی کچھ کہہ سکتا تھا اس لئے وہ خاموش بیٹھا رہا ۔ یہاں فون بھی موجود نہ تھا اس لئے وہ یہاں سے کسی کو فون بھی نہ کر سکتا تھا ورنہ اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ ڈاکٹر عبدالرشید کے بارے میں سرداور سے بات کرے لیکن پھر اس نے یہ کام بعد میں کرنے کا سوچا اور اطمینان سے بیٹھ گیا۔

اسرائیل کے صدر کی کار محافظ کمانڈوز کی کاروں کے کارواں میں تیزی سے چلتی ہوئی ایک سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ بلٹ پروف کار کی عقبی سیٹ پر صدر سیٹ سے پشت لگائے بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک باوردی ڈرائیور کار چلا رہا تھا ۔ ڈرائیور اور صدر کے درمیان بھی بلٹ پروف شیشے کی ایک دیوار موجود تھی ۔ صدر ایک خصوصی معاملے پر بریفنگ کے لئے ایک خاص مقام پر جا رہے تھے چونکہ انہیں فلسطینی گروپوں سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا اس لئے ان کی حفاظت کا خصوصی انتظام کیا گیا تھا اور اس وقت وہ انہی سرکاری حفاظتی انتظامات کے تحت زیرو ہاؤس کی طرف جا رہے تھے ۔ زیرو ہاؤس اسرائیل کے دارالحکومت کے مضافاتی علاقے میں واقع فوجی چھاؤنی کے اندر ایک خصوصی عمارت تھی ۔ صدر ہیلی کاپٹر پر بھی وہاں جا سکتے تھے لیکن گزشتہ دنوں فلسطینی گوریلوں نے ایک فوجی

ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی تباہ کر دیا تھا اور اب تک اسرائیلی پولیس اور ایجنسیاں انہیں ٹریس نہ کر سکی تھیں اس لئے صدر نے ہیلی کاپٹر پر جانے کا رسک نہ لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ان کا قافلہ زیر ہاؤس کے سامنے پہنچ گیا اور پھر صدر کو کمانڈوز کے گھیرے میں اس عمارت کے اندر ایک بڑے ہال نما کمرے میں لے جایا گیا۔ یہاں ایک کرنل موجود تھا جس نے صدر کو باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

" یہ کرنل سٹارک ہیں سر"...... صدر کے ملٹری سیکرٹری نے صدر سے مخاطب ہو کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" آپ کا تعلق کس ایجنسی سے ہے کرنل"...... صدر نے اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ سامنے دیوار پر ایک وسیع سکرین نصب تھی جس کے ساتھ ہی ایک اسٹینڈ پر چوکور مشین رکھی ہوئی تھی۔

" جناب۔ ایکریمیا کی معروف بلیک ایجنسی سے جناب"۔ کرنل سٹارک نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بلیک ہیڈ لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج آپ ہیں"...... صدر نے پوچھا۔

" یس سر"...... کرنل سٹارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ مجھے حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتائیں لیکن پوری تفصیل سے"...... صدر نے کہا تو کرنل سٹارک نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور اس کا رخ اسٹینڈ پر رکھی ہوئی

مشین کی طرف کر کے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دیوار پر نصب ایک بڑی سکرین روشن ہو گئی اور اس پر سمندر کا منظر نظر آنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل سٹارک نے کمنٹری شروع کر دی۔ سکرین پر بار بار مناظر بدل رہے تھے اور ان مناظر کے بارے میں تفصیل کرنل سٹارک بتا رہا تھا۔ صدر صاحب جہاں ضروری سمجھتے تھے وہاں اس سے سوال بھی کر دیتے تھے اور کرنل سٹارک مؤدبانہ انداز میں ان کے سوال کا تفصیلی جواب دے دیتا تھا۔

" اوکے۔ اب اسے آف کر دو"...... صدر نے کہا تو کرنل سٹارک نے ریموٹ کنٹرول نما آلے کو آپریٹ کرتے ہوئے سکرین کو آف کر دیا۔

" کیا آپ کبھی پاکیشیا گئے ہیں"...... صدر نے پوچھا۔

" نو سر"...... کرنل سٹارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والے عمران کو جانتے ہیں آپ"...... صدر نے پوچھا۔

" یس سر۔ ان کے بارے میں کئی کہانیاں سنی ہیں میں نے لیکن آج تک ان سے ٹکراؤ نہیں ہوا"...... کرنل سٹارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ کو معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری پہلے کس کے تحت تھی اور اب کس کے تحت ہے"...... صدر نے پوچھا۔

" یس سر۔ پہلے یہ لیبارٹری سارج کے تحت تھی اور اسے سارج

ہیڈ کوارٹر سے کنٹرول کیا جاتا تھا۔ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے سارج ایجنسی کا بھی خاتمہ کر دیا اور سارج ہیڈ کوارٹر کو بھی تباہ کر دیا اور اب خطرہ ہے کہ وہ بلیک ہیڈ لیبارٹری پر ضرور حملہ کریں گے لیکن آپ نے بریفنگ میں دیکھا ہو گا کہ اس لیبارٹری کا محل وقوع اور اس کے انتظامات ایسے ہیں کہ وہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں کسی صورت بلیک ہیڈ لیبارٹری تک پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو کسی صورت زندہ نہیں بچ سکتے"...... کرنل سٹارک نے کہا۔

"جبکہ وہ ایسا کر لیں گے۔ انہوں نے آج تک اس سے بھی زیادہ حفاظتی اقدامات کو شکست دے کر بے شمار لیبارٹریاں تباہ کر دی ہیں اس لئے مجھے اس بارے میں کوئی خوش فہمی نہیں ہے کہ اس بار وہ ایسا نہ کر سکیں گے لیکن میں نے یہاں اس بریفنگ کا انتظام اس لئے کرایا ہے کہ میں خود وہاں جا کر جائزہ نہیں لے سکتا تھا۔ البتہ اب بریفنگ کے بعد میں ان لوگوں کو یقینی طور پر ہلاک کرنے کا منصوبہ بنا لوں گا۔ اوکے تھینک یو"...... صدر نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار میں سوار دوبارہ پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ان کی پیشانی پر غور و فکر کے تاثرات نمایاں تھے۔ اپنے مخصوص آفس میں پہنچ کر انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہی رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ

مؤدبانہ تھا۔

"کرنل رینالڈ جہاں بھی ہوں انہیں ٹریس کر کے آفس میں بھجواؤ"...... صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کرنل رینالڈ حاضری چاہتے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بھجوا دو انہیں"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل رینالڈ اسرائیل کے قومی معاملات کے مشیر تھے اور اس کے علاوہ ایکریمیا کے ساتھ اسرائیلی تعلقات کے مشیر بھی تھے کیونکہ کرنل رینالڈ کا ایکریمیا میں بے حد وسیع دوستانہ حلقہ تھا اور تو اور وہ ایکریمین صدر کے کلاس فیلو بھی تھے اس لئے جو کام کوئی بھی ایکریمین صدر سے نہ کرا سکتا تھا کرنل رینالڈ وہ کام بے حد آسانی سے کرا لیتے تھے اس لئے کہ کرنل رینالڈ کی اسرائیل کے لئے خدمات کی فہرست بے حد طویل تھی۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر مؤدبانہ انداز کی دستک سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور لمبا تڑنگا ورزشی جسم کا ادھیڑ عمر آدمی جس نے گہرے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں صدر کو سلیوٹ کیا۔

"بیٹھیں کرنل رینالڈ"...... صدر نے کہا تو کرنل رینالڈ مؤدبانہ

انداز میں میز کی دوسری طرف موجود اکلوتی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"حکم سر"...... کرنل رینالڈ نے اپنی مخصوص بھاری آواز میں کہا لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کرنل رینالڈ۔ میں نے ابھی زیرو ہاؤس جا کر بلیک ہیڈ لیبارٹری کے بارے میں تفصیلی بریفنگ لی ہے۔ اس بریفنگ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لیبارٹری کو ہر طرح سے ناقابل تسخیر بنایا گیا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے ایکریمیا کی بلیک ایجنسی کا معروف ایجنٹ کرنل سٹارک تعینات ہے۔ مجھے بریفنگ بھی کرنل سٹارک نے دی ہے اور میں اس بریفنگ سے بے حد مطمئن ہوا ہوں"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ میں وہاں کا راؤنڈ لگا چکا ہوں سر۔ اصل لیبارٹری ہر طرح سے محفوظ ہے جبکہ دھوکہ دینے کے لئے سامنے جو لیبارٹری بنائی گئی ہے جسے کوڈ میں فرنٹ لیبارٹری کہا جاتا ہے وہاں بھی حفاظت کے انتہائی سخت انتظامات ہیں"...... کرنل رینالڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کے باوجود میں مطمئن نہیں ہوں"...... صدر نے کہا تو کرنل رینالڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن پروٹوکول کے مطابق اس نے صدر سے کوئی سوال نہ کیا اور خاموش رہا۔

"اس لئے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اس سے بھی

زیادہ محفوظ اور ناقابل تسخیر لیبارٹریوں کو تباہ کیا ہے۔ یہ شخص لیبارٹری شکن ہے اور میرا دل کہتا ہے کہ اس کے سامنے بلیک ہیڈ لیبارٹری بھی تنکوں کا بنا ہوا گھونسلہ ثابت ہو گی"...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو کرنل رینالڈ نے شاید پہلے جواب دینے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر کچھ کہے بغیر منہ بند کر لیا۔

"عمران نے سارج ایجنسی جیسی طاقتور یہودی ایجنسی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ پھر سارج ہیڈ کوارٹر کو جسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنایا گیا تھا وہ بھی آخرکار تباہ کر دیا گیا۔ گو اس میں عمران شدید زخمی ہوا لیکن اس کے ساتھی اسے صحیح سلامت پاکیشیا لے جانے میں کامیاب ہو گئے اور اسے وہاں ایک خفیہ ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ میں نے اسے ایک اچھا موقع سمجھا اور یہودیوں کی سب سے فعال اور تیز تنظیم فارما کو اس ہسپتال میں عمران کے خاتمے کا مشن دیا۔ فارما کا ایک سپر ایجنٹ تھامس وہاں گیا۔ گو اس نے اپنی کامیابی کی رپورٹ دی لیکن ہم نے اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ عمران زندہ ہے اور اس نے تھامس کو ڈاج دینے کے لئے باقاعدہ ڈرامہ کیا جس پر میں نے فارما کے چیف جیکسن کو ڈانٹ پلا دی۔ اس نے اپنے دو سپریم ایجنٹ چارلی اور مچلی وہاں بھیجے۔ ٹارگٹ عمران تھا لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ وہ دونوں خود عمران کا ٹارگٹ بن گئے جبکہ عمران تندرست ہو کر ہسپتال سے فارغ ہو گیا۔ اب وہ لامحالہ بلیک ہیڈ کا رخ کرے گا اور میں چاہتا ہوں کہ اس بار کسی بھی صورت وہ اپنے

مشن میں کامیاب نہ ہو سکے کیونکہ بلیک ہیڈ نامی آلہ ہمارے لئے یہودیوں کا مستقبل ہے ۔اگر یہ آلہ تیار ہو کر اس کا تجربہ کامیاب رہا تو پھر پوری دنیا پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہودیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی اور پوری دنیا میں مسلمانوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا ۔آپ کو میں نے اس لئے بلوایا ہے کہ میں پاکیشیا سے بلیک ہیڈ تک کم از کم تین حفاظتی حصار چاہتا ہوں ۔ آپ کو ایکریمیا اور یورپ کی ان ایجنسیوں یا تنظیموں کے بارے میں معلوم ہے جو ان لوگوں کا مؤثر انداز میں مقابلہ کر سکتی ہیں"...... صدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" یس سر۔جیسے آپ حکم دیں سر۔بے شمار ایجنسیاں ہیں ۔اے کلاس بھی اور سپر اے کلاس بھی"...... کرنل رینالڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہمیں اے بی یا سپر اے بی سے کوئی مطلب نہیں ہے کرنل رینالڈ ۔ہمیں وہ ایجنسی چاہئے جو عمران کی طرح شاطر، ذہین، فعال اور اپنے مقصد کے ساتھ کمیٹڈ ہو"...... صدر نے کہا۔

" یس سر۔ایسی ایک ہی ایجنسی ہے ۔اسے قائم ہوئے چار سال ہو گئے ہیں ۔اس نے بہت کم کام کیا ہے لیکن جتنا بھی کیا وہ انتہائی زبردست کام ہے اور یہ بات نہیں سر کہ اسے کام نہیں ملتا ۔کام کی کوئی کمی نہیں ہے لیکن وہ اس وقت کوئی دوسرا ٹاسک لیتی ہے جب پہلا ٹاسک حتمی طور پر ختم ہو جاتا ہے اور آئندہ ٹاسک اس وقت تک

نہیں لیتی جب تک پہلا ٹاسک ختم نہیں ہوتا"...... کرنل رینالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا نام ہے اس ایجنسی کا اور کیا تفصیلات ہیں اس کی"۔صدر نے قدرے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا کیونکہ انہیں معلوم تھا کرنل رینالڈ کبھی غلط بات نہیں کرتا اور نہ ہی وہ مبالغہ آرائی کا قائل ہے اس لئے اگر وہ کسی ایجنسی کی اس انداز میں تعریف کر رہا ہے تو یہ ایجنسی واقعی تعریف کے قابل ہی ہو گی۔

" سر۔یہ ایجنسی جس کا نام اینجلز ہے لیکن اسے کوڈ میں سپر تھری کہا جاتا ہے ۔یہ ایجنسی ایکریمین حکومت نے انتہائی خفیہ طور پر قائم کی ہے جس کا علم صرف ایکریمیا کے صدر کو ہے اور یہ ایجنسی حکومتی معاملات میں صرف ایکریمیا کے صدر کو ہی جواب دہ ہے لیکن بظاہر اسے پرائیویٹ ایجنسی ظاہر کیا گیا ہے اور یہ ایجنسی پرائیویٹ کام بھی کرتی ہے ۔اس کا چیف کرنل لارج ہے ۔کرنل لارج ایکریمیا کی ریڈ اور بلیک ایجنسیوں میں کام کر چکا ہے ۔ انتہائی تیز، ذہین اور فعال آدمی ہے ۔اس نے ایکریمیا، یورپ اور اسرائیل کی تمام چھوٹی بڑی ایجنسیوں سے بہترین ایجنٹ منتخب کر کے اپنی ایجنسی میں شامل کئے ہیں ۔اس کا ہیڈ کوارٹر ولنگٹن کے رابرٹ ایونیو میں ہے ۔ بظاہر یہ امپورٹ ایکسپورٹ کی ایک بین الاقوامی کمپنی رساڈو کا آفس ہے لیکن اصل میں یہ سپر تھری کا ہیڈ آفس ہے ۔اگر اس کمپنی کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا جائے تو یہ پاکیشیا

سے بحراوقیانوس تک قدم قدم پر موت کے پھندے لگا سکتی ہے"...... کرنل رینالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ یہ لوگ بلیک ہیڈ تک پہنچ سکیں کیونکہ اس طرح عمران اور اس کے ساتھی ان کے روپ میں بھی وہاں پہنچ سکتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بلیک ہیڈ تک پہنچنے کے لئے دو بندرگاہیں استعمال ہوتی ہیں۔ ایک ٹوائے لینڈ بندرگاہ اور دوسری گرین ویلی بندرگاہ۔ گرین ویلی سے بلیک ہیڈ زیادہ قریب ہے جبکہ ٹوائے لینڈ سے اس کا فاصلہ کافی زیادہ ہے۔ تیز رفتار لانچ سے اگر فاصلے کا اندازہ کیا جائے تو گرین ویلی سے بلیک ہیڈ تک ایک گھنٹے کا فاصلہ ہے جبکہ ٹوائے لینڈ سے یہ فاصلہ چار گھنٹوں میں طے ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ٹوائے لینڈ سے بلیک ہیڈ تک تقریباً ہر وقت انتہائی خوفناک طوفان برپا رہتے ہیں جبکہ گرین ویلی سے بلیک ہیڈ تک موسم زیادہ تر پرسکون رہتا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم سپر تھری کو گرین ویلی تک محدود رکھیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً گرین ویلی سے بلیک ہیڈ پہنچیں گے"...... کرنل رینالڈ نے کہا تو صدر بے اختیار مسکرا دیئے۔

"یہی تو اصل پرابلم ہے۔ عمران وہ کام کرتا ہے جو دوسرے نہیں کرتے اور اس کی کامیابی کی وجہ بھی یہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ گرین ویلی کی بجائے ٹوائے لینڈ کا انتخاب کرے گا اس لئے زیادہ

چیکنگ ٹوائے لینڈ پر ہونی چاہئے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ پھر دونوں بندرگاہیں سپر تھری کو دے دی جائیں"۔ کرنل رینالڈ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم پہلے سپر تھری کی فائل مجھے پہنچاؤ۔ میں اسے پڑھ کر ہی کوئی فیصلہ کروں گا لیکن یہ کام جلد از جلد ہونا چاہئے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل رینالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے صدر کو سیلوٹ کیا اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر نے کار ریڈ کلب کی پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے پارکنگ بوائے سے کارڈ لے کر جیب میں ڈالا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اس کلب کا افتتاح ابھی حال ہی میں ہوا تھا اور ٹائیگر یہاں دو بار چکر لگا چکا تھا لیکن یہاں اس کی دلچسپی کی کوئی چیز نہ تھی کیونکہ یہ عام سا کلب تھا ۔ ایسے بے شمار کلب دارالحکومت میں موجود تھے جہاں کھانے پینے، تاش کھیلنے اور اس قسم کی دوسری سہولیات لوگوں کو پیسے کے عوض میسر تھیں ۔ بار اچھا تھا جہاں شراب بھی مل جایا کرتی تھی اس لئے اعلیٰ طبقے کے لوگ زیادہ تر یہاں کا چکر لگایا کرتے تھے لیکن آج اس کی یہاں آمد ایک خصوصی کام کی بناء پر ہوئی تھی ۔ انتھونی ایک ماہ پہلے یہاں کا مینجر لگا تھا ۔ اس سے پہلے وہ ایک اور کلب کا جنرل مینجر تھا لیکن وہ کلب اس ریڈ کلب سے چھوٹا تھا ۔ انتھونی بے حد تیز اور سمجھ

دار آدمی تھا ۔ اس کے رابطے جہاں حکومت کے اعلیٰ افسران سے تھے وہاں انڈر ورلڈ کے سرغنوں سے بھی تھے اس لئے کلب بزنس میں وہ خاصا ہوشیار اور سمجھ دار گردانا جاتا تھا ۔ آج ٹائیگر ابھی اپنے ہوٹل سے باہر جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا کہ انتھونی کی کال آ گئی اور انتھونی نے ہی اسے بتایا کہ وہ ریڈ کلب میں مینجر تعینات ہو گیا ہے اور اس نے ٹائیگر کو ایک ضروری کام کے لئے ریڈ کلب آنے کی دعوت دی تھی ۔ ٹائیگر چونکہ فارغ تھا اس لئے اس نے کلب آنے کی حامی بھر لی اور پھر تقریباً پانچ گھنٹے ادھر ادھر مختلف ہوٹلوں اور کلبوں میں گزارنے کے بعد اس نے ریڈ کلب کا رخ کیا تھا ۔ کلب کے ہال میں داخل ہو کر وہ سائیڈ راہداری کی طرف بڑھ گیا ۔ مینجر کا کمرہ اس راہداری میں تھا ۔

" مسٹر "...... کسی نے ٹائیگر کو پکارا تو ٹائیگر یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا ۔ اس کے ساتھ ہی وہ مڑا تو کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی اس کی طرف متوجہ تھا ۔

" تم نے مجھے پکارا ہے "...... ٹائیگر نے کہا ۔

" ہاں ۔ آپ بغیر کسی اجازت کے راہداری میں جا رہے تھے جبکہ وہاں موجود دربان آپ کو واپس بھیج دیں گے ۔ آپ مجھے بتائیں آپ کو کس سے ملنا ہے "...... اس آدمی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

" اوہ ۔ تو یہ تکلفات انتھونی نے قائم کئے ہیں ۔ پہلے تو وہ ایسا نہ تھا "...... ٹائیگر نے واپس کاؤنٹر کی طرف مڑتے ہوئے کہا ۔

"یہ ہماری جنرل مینجر کے بنائے ہوئے اصول ہیں جناب"۔ اس آدمی نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"ہماری جنرل مینجر۔ کیا مطلب۔ کیا یہ کوئی خاتون ہیں"۔ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ وہ اس کلب کے ڈائریکٹرز میں سے ایک ہیں۔ ان کا نام لیڈی فیروزہ ہے"...... کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ ویسے تم شاید کلب لائف میں نئے داخل ہوئے ہو ورنہ تم مجھے اس طرح آواز نہ دیتے۔ تمہارا کیا نام ہے"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام عاصم ہے جناب۔ ویسے آپ کی بات درست ہے۔ میں پہلی بار اس کلب میں ملازمت کر رہا ہوں۔ اگر مجھ سے کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو میں معذرت خواہ ہوں"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ عاصم۔ تم اچھے نوجوان ہو۔ یہ لائف بے حد ہنگامہ خیز ہے۔ یہاں قدم قدم پر کچھ نہ کچھ اچانک ہو جاتا ہے۔ بہرحال میرا نام ٹائیگر ہے۔ یہ نام یاد رکھنا اور جب بھی تمہیں کوئی مسئلہ ہو تو مجھ سے مل لینا۔ کسی بھی کلب سے تم میرے بارے میں پوچھ سکتے ہو اور اب سنو۔ تمہارے مینجر انتھونی نے مجھے فون کر کے بلایا ہے۔ اسے مجھ سے کوئی ضروری کام ہے۔ اب اگر تم اجازت دو تو میں انتھونی سے مل لوں"...... ٹائیگر نے اس کے کاندھے کو ہاتھ سے

تھپکتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میں مینجر صاحب سے پوچھ لوں"...... عاصم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے عاصم عرض کر رہا ہوں جناب۔ ایک صاحب مسٹر ٹائیگر آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... عاصم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اچھا سر"...... دوسری طرف سے کوئی بات سن کر عاصم نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"آیئے سر۔ میں آپ کو خود چھوڑ آتا ہوں"...... عاصم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تم یہیں رکو۔ لیکن سنو۔ ابھی تم نئے ہو اس بزنس میں اس لئے سوچ سمجھ کر کام کرو۔ جس طرح تم نے مجھے اے مسٹر کہہ کر پکارا تھا میں پلٹے بغیر تمہیں گولی بھی مار سکتا تھا۔ آئندہ خیال رکھنا"...... ٹائیگر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو میں کیا کہتا جناب"...... عاصم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم منہ دوسری طرف کر لیتے۔ اگر مینجر بعد میں تم سے شکایت کرتا تو تم سو بہانے بنا سکتے تھے۔ یہ کلب لائف بے حد خطرناک لائف ہوتی ہے۔ اوکے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اسے واقعی اس نوجوان پر رحم آ گیا تھا ورنہ وہ

جانتا تھا کہ اس انداز میں بات کر کے وہ کسی بھی وقت مارا جا سکتا ہے۔

" سوری ٹائیگر ۔ اس احمق عاصم نے تمہیں روک لیا ہو گا ۔ آئی ایم سوری "...... ٹائیگر جیسے ہی انتھونی کے آفس میں داخل ہوا تو انتھونی نے اٹھ کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" ارے نہیں ۔ میں نے اسے خود کہا تھا کہ وہ پہلے تمہیں اطلاع دے دے "...... ٹائیگر نے جان بوجھ کر بات کو دوسرا رخ دیتے ہوئے کہا۔

" تم اب بھی ایپل جوس پیتے ہو یا "...... انتھونی نے پوچھا۔

" جوس ۔ چاہے وہ سیب کا ہو یا انناس کا "...... ٹائیگر نے جواب دیا تو انتھونی نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر کے اس نے کسی کو ایپل جوس لانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" ہاں ۔ اب بتاؤ کیسے یاد کیا ہے مجھے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" ایک بے حد ضروری کام ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ کام تم ہی کر سکتے ہو "...... انتھونی نے کہا۔

" کام میرے معیار کے مطابق ہونا چاہئے ۔ میں چھوٹے کام نہیں کیا کرتا "...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہے ۔ اسی لئے تو مجھے تمہارا خیال آیا ہے "۔ انتھونی نے کہا۔

" بتاؤ کیا کام ہے "...... ٹائیگر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ انتھونی کچھ بتاتا آفس کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا ۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں جوس کے دو گلاس رکھے ہوئے تھے ۔ اس نوجوان نے انتھونی کو سلام کیا اور پھر ایک ایک گلاس اس نے انتھونی اور ٹائیگر دونوں کے سامنے رکھا اور خالی ٹرے اٹھائے واپس چلا گیا۔

" ایک سائنس دان ہے ڈاکٹر عبدالرشید ۔ اسے ٹریس کرنا ہے "۔ انتھونی نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

" سائنس دان ۔ یہ تمہیں سائنس دان کو ٹریس کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی "...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اسے واقعی انتھونی سے یہ توقع نہ تھی کہ وہ کسی سائنس دان کو ٹریس کرنے کا کام اسے دے گا۔

" مجھے ضرورت نہیں ہے ۔ میری پارٹی کو ضرورت ہے "۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹریس کرنے کا تو مطلب ہوا کہ وہ سائنس دان غائب ہو چکا ہے یا کر دیا گیا ہے "...... ٹائیگر نے کہا۔

" یوں ہی سمجھ لو ۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالرشید کئی سال پہلے ایکریمیا کی ایک لیبارٹری میں کسی خصوصی ریز پر کام کر رہا تھا ۔ وہ طبیعات کا ڈاکٹر تھا ۔ پھر یہ سائنس دان اچانک واپس پاکیشیا آ گیا اور چونکہ اس کا کام ابتدائی سطح پر تھا اس

لئے کسی نے اس کے واپس جانے کی پرواہ نہ کی اور اس کے کام پر مزید پیش رفت ہوتی رہی لیکن اب اچانک اس کام میں ایسی رکاوٹ سامنے آئی ہے جسے اس سائنس دان کے علاوہ اور کوئی دور نہیں کر سکتا ۔چنانچہ اسے تلاش کیا گیا لیکن پاکیشیا میں اس کو کسی طرح بھی ٹریس نہ کیا جاسکا تو یہ کام ایک پارٹی کے ذمے لگایا گیا ۔اس پارٹی نے مجھ سے رابطہ کیا ہے کیونکہ ظاہر ہے میرا پاکیشیا کے تمام ایسے کلبوں سے واسطہ رہا ہے جہاں سائنس دان ٹائپ کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں ۔چونکہ معاوضہ معقول تھا اس لئے میں نے حامی بھر لی اور سچی بات یہ ہے کہ میں نے اپنے ذرائع کو استعمال کیا لیکن ڈاکٹر عبدالرشید کا پتہ نہ چل سکا جس پر مجھے تمہارا خیال آیا کیونکہ تمہارے بارے میں مشہور ہے کہ تم ٹریسنگ کا کام سب سے جلد اور لازماً کر لیتے ہو"...... انتھونی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" اس سائنس دان کو ٹریس کر کے تم کیا کرو گے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" میں نے کیا کرنا ہے ۔میں نے پارٹی کو اس کے کوائف بھجوا دینے ہیں اس کے بعد پارٹی جانے اور اس کا کام ۔ میں فارغ"۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پارٹی کون ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" سوری ۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ بات بتائی نہیں جا سکتی اور پوچھنی بھی نہیں چاہئے ۔ تم کام کرنا چاہتے ہو تو بتاؤ ۔ نہیں کرنا

چاہتے تو بھی کھل کر بتا دو"...... انتھونی نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" کیا معاوضہ دو گے مجھے ۔یہ بات طے کرو"...... ٹائیگر نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" ایک لاکھ روپے"...... انتھونی نے کہا۔

" سوری ۔ تمہیں معاوضہ ڈالروں میں ملا ہے اس لئے ڈالروں میں بات کرو"...... ٹائیگر نے باقاعدہ سودے بازی کے انداز میں کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ایک ہزار ڈالر"...... انتھونی نے کہا۔

" سنو ۔آخری بات ۔ تمہارے ایپل جوس کا بے حد شکریہ ۔ تمہیں دس لاکھ ڈالر معاوضہ ملا ہے اور تمہیں مجھے آٹھ لاکھ ڈالر دینے ہوں گے ورنہ بے شک ٹکریں مار کر دیکھ لو ۔ تم یہ کام نہ کر سکو گے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ایسے سائنس دان جہاں ہوتے ہیں وہاں تک تمہارا ہاتھ کبھی نہ پہنچ سکے گا اور نہ ہی میرے علاوہ کوئی تمہاری مدد کر سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو انتھونی کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" تم نے اتنے دعویٰ کے ساتھ کیسے کہہ سکتے ہو کہ مجھے دس لاکھ ڈالر معاوضہ دیا گیا ہے"...... انتھونی نے کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ جب کسی سائنس دان کو کوئی پارٹی ٹریس کراتی ہے تو کیوں کراتی ہے اور اس کا کتنا بڑا معاملہ داؤ پر لگا ہوتا ہے

اور یہ معمولی رقم ہے۔ اگر میں براہ راست پارٹی سے بات کرتا تو پندرہ لاکھ ڈالر سے کسی صورت کم نہ لیتا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" تم واقعی ہم سب سے بہت آگے سوچتے ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہیں پانچ لاکھ ڈالر دوں گا۔ اس سے زیادہ نہیں"...... انتھونی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اوکے۔ آدھی رقم دو اور مزید کوائف بتاؤ"...... ٹائیگر نے کہا تو انتھونی نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے چیک بک نکال کر اس نے ایک چیک پر کیا اور پھر اپنے دستخط کر کے اس نے چیک کو بک سے علیحدہ کیا اور ٹائیگر کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے ایک نظر چیک پر ڈالی اور پھر اسے تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس کے ساتھ ہی انتھونی نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھا دی۔

" اس فائل میں تقریباً چودہ سال پہلے کے ایک سائنس دان کی تصویر اور اس کے سابقہ کوائف وغیرہ درج ہیں لیکن میں نے اس فائل میں دیئے ہوئے تمام کوائف کو چیک کیا ہے لیکن کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ اس فائل میں جو ایڈریس ڈاکٹر عبدالرشید کا دیا گیا ہے وہاں سے کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ایک پراپرٹی ڈیلر کے ذریعے انہوں نے یہ مکان فروخت کر دیا تھا اور اب تو اس پراپرٹی ڈیلر کا بھی ایڈریس معلوم نہیں ہے"...... انتھونی نے

کہا۔

" معلوم بھی ہو جائے تب بھی اس بات سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر صاحب جب مستقل طور پر ایکریمیا شفٹ ہو گئے ہوں گے تو انہوں نے یہ مکان فروخت کر دیا ہو گا"...... ٹائیگر نے فائل لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فائل کھولی تو اس میں ایک تصویر اور چند کاغذات موجود تھے۔ ٹائیگر نے غور سے اس تصویر کو دیکھا اور پھر کاغذات کو پڑھنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے فائل بند کر کے اسے واپس انتھونی کی طرف بڑھا دی۔

" رکھ لو۔ شاید کام آئے"...... انتھونی نے کہا۔

" نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تصویر دیکھ لی ہے مزید اس میں کوئی کام کی بات نہیں ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو انتھونی نے فائل واپس میز کی دراز میں رکھ دی۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کہ کتنا وقت لو گے"...... انتھونی نے کہا۔

" صرف ایک ہفتہ"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" صرف یہ بتا دو کہ تمہاری پارٹی کا تعلق کس ملک سے ہے۔ کیا ایکریمیا سے یا کسی اور ملک سے اور یہ بھی بتا دو کہ تمہاری پارٹی کا تعلق کسی حکومت سے ہے یا کسی ایجنسی یا تنظیم سے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" اس سے کیا فرق پڑے گا"...... انتھونی نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

" دارالحکومت کی آبادی کروڑوں میں ہے اور یہاں حکومتی سائنس دان اور پرائیویٹ طور پر کام کرنے والے سائنس دانوں کی تعداد ہزاروں میں نہیں تو سینکڑوں میں بہرحال ہو گی اور ایسے بھی سائنس دان ہیں جنہیں باقاعدہ خفیہ رکھا جاتا ہے اس لئے جب تک تم نہیں بتاؤ گے کہ معاملات کس رخ سے چلائے جا رہے ہیں میں کوئی لائن آف ایکشن نہیں بنا سکوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اس سائنس دان ڈاکٹر عبدالرشید کا ایک ساتھی سائنس دان حکومت ایکریمیا کے لئے خفیہ لیبارٹری میں کسی اہم فارمولے پر کام کر رہا ہے جسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ اس کام میں رکاوٹ پیدا ہوئی تو اس سائنس دان نے ڈاکٹر عبدالرشید کو تلاش کرنے کے لئے کہا ہے کیونکہ اس کا خیال ہے کہ یہ رکاوٹ صرف ڈاکٹر عبدالرشید ہی دور کر سکتے ہیں۔ یہ حکومتی کام ہے لیکن حکومت چونکہ براہ راست سامنے نہیں آنا چاہتی اس لئے ایک پرائیویٹ تنظیم کے ذمے یہ کام لگایا ہے۔ اس پرائیویٹ تنظیم کا تعلق بھی ایکریمیا سے ہے اور بس۔ اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم ہے اور نہ ہی میں بتا سکتا ہوں"۔ انتھونی نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ تم باقی رقم کا چیک تیار رکھو"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" اوکے "...... انتھونی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر سر ہلاتا ہوا اس کے آفس سے باہر آگیا اور پھر اس کی کار تیزی سے واپس اپنے رہائشی ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ دراصل ہوٹل میں اپنے کمرے میں بیٹھ کر اس سلسلے میں کوئی لائن آف ایکشن بنانا چاہتا تھا اور اس کمرے کے علاوہ اس کے پاس اور کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں بیٹھ کر وہ بغیر کسی ڈسٹربنس کے کوئی لائن آف ایکشن سوچ سکتا۔ تھوڑی دیر بعد اپنے رہائشی کمرے میں پہنچ کر اس نے روم سروس کو فون کر کے اسے ہاٹ کافی پہنچانے کا کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کا ایک دوست وزارت سائنس میں جوائنٹ سیکرٹری کے طور پر کام کرتا تھا اور اس کا کام ہی پاکیشیا میں موجود سائنس دانوں کے بارے میں تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ اگر ڈاکٹر عبدالرشید کا تعلق حکومتی سائنس دانوں سے ہے تو اس کا دوست اسے بتا دے گا اور پھر چند لمحوں بعد جب اس کے فون کا رابطہ اس کے دوست جوائنٹ سیکرٹری بشارت احمد سے کرایا گیا تو بشارت احمد کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

" یس۔ کون بات کر رہا ہے"...... پرسنل سیکرٹری نے اپنے مخصوص انداز میں پوچھا۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں۔ بشارت صاحب سے بات کرائیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا کیونکہ پرسنل

سیکرٹری جانتی تھی کہ ٹائیگر، صاحب کا دوست ہے۔

" ہیلو ۔ بشارت احمد بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد بشارت احمد کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں "...... ٹائیگر نے کہا۔

" اوہ ۔ اس وقت یہاں دفتر کے اوقات میں کیوں فون کیا ہے ۔ کوئی خاص بات ہے "...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" دفتر کا ہی کام تھا اس لئے دفتر کے اوقات میں ہی فون کرنا تھا "۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اچھا ۔ کیا کام ہے "...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

" ایک سائنس دان ہیں ڈاکٹر عبدالرشید ۔ پہلے وہ ایکریمیا میں کسی ریسرچ لیبارٹری میں کام کرتے رہے ہیں ۔ پھر پاکیشیا آ گئے اور انہیں یہاں آئے ہوئے دس بارہ سال ہو گئے ہیں ۔ ان سے میں نے ایک اہم معاملے میں ملاقات کرنی تھی لیکن نہ ہی مجھے ان کا فون نمبر معلوم ہے اور نہ ہی موجودہ ایڈریس اس لئے تمہیں فون کیا ہے کہ تم اس معاملے میں میری مدد کرو "...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" یہ نام میرے ذہن میں تو نہیں ہے البتہ ریکارڈ دیکھ کر حتمی طور پر معلوم کیا جا سکتا ہے "...... بشارت احمد نے جواب دیا۔

" کتنی دیر لگے گی "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" صرف نصف گھنٹہ "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ میں نصف گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا ۔ بے حد شکریہ "...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ پھر اس نے اٹھ کر الماری کھول کر اس میں رکھی ہوئی تازہ ترین فون ڈائریکٹری اٹھائی اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے ڈائریکٹری میں سے ڈاکٹر عبدالرشید کا فون نمبر ٹریس کرنا شروع کر دیا ۔ ڈائریکٹری سے دو ڈاکٹر عبدالرشید کے نام سامنے آئے لیکن یہ دونوں میڈیکل کے ڈاکٹر تھے ۔ ان میں سے کوئی سائنس دان نہ تھا ۔ ٹائیگر نے ڈائریکٹری بند کی اور پھر اسے واپس الماری میں رکھ کر وہ دوبارہ کرسی پر آ کر بیٹھ گیا اور پھر جب نصف گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر گیا تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھایا اور بشارت احمد کا نمبر پریس کرنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہو گیا۔

" کیا معلوم ہوا ہے بشارت احمد صاحب "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" سوری ٹائیگر ۔ اس نام کا کوئی سائنس دان ہمارے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے "...... بشارت احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اچھی طرح چیک کر لیا ہے ۔ کہیں ٹال تو نہیں رہے "۔ ٹائیگر نے کہا۔

" ارے نہیں ۔ تمہیں کیسے ٹالا جا سکتا ہے ۔ میں نے ریکارڈ کے علاوہ کمپیوٹر سے بھی چیک کیا ہے ۔ اب ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ یہ صاحب کسی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں ہوں تو ان کا ریکارڈ

ہمارے پاس نہیں ہوتا"...... بشارت احمد نے جواب دیا۔

" ٹاپ سیکرٹ کا ریکارڈ کس کے پاس ہوتا ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" بہت بڑے سائنس دان ہیں سرداور، ان کے پاس۔ وہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹریوں کے انچارج ہیں لیکن ہم ان سے پوچھ نہیں سکتے"۔ بشارت احمد نے کہا۔

" اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اتنا کچھ کرنے کا بھی بے حد شکریہ"۔ ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے سرداور کے فون نمبر کا علم تھا لیکن ٹائیگر کو براہ راست ان سے بات کرنے کی ہمت نہ ہو رہی تھی اور عمران کو اس معاملے میں ڈالا نہ جا سکتا تھا کیونکہ یہ کوئی ایسا معاملہ نہ تھا جس سے عمران کو کوئی دلچسپی ہو۔ آخر کار اس نے کافی دیر تک سوچنے کے بعد سرداور سے بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے پاس سرداور کا براہ راست خصوصی نمبر تھا جو اسے عمران نے دیا ہوا تھا۔

" داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی مخصوص بھاری اور سنجیدہ آواز سنائی دی۔

" جناب میرا نام ٹائیگر ہے اور میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں"...... ٹائیگر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ کیسے فون کیا ہے"...... سرداور نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جناب۔ آج سے دس بارہ سال پہلے ایکریمیا سے ایک سائنس دان پاکیشیا واپس آئے تھے اور ان کا نام ڈاکٹر عبدالرشید ہے۔ ایک ضروری معاملے میں ان سے بات کرنی ہے لیکن وہ کہیں ٹریس نہیں ہو رہے۔ آپ کوئی مدد کر سکیں گے جناب"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" تم کیوں ٹریس کر رہے ہو انہیں۔ کیا بات ہے"...... سرداور کا لہجہ سرد ہو گیا تھا۔

" میں سنا ہے کہ وہ طبیعات کے ڈاکٹر ہیں اور میں نے ایک اہم سائنسی معاملے میں ان سے بات کرنی ہے جناب۔ میرے ذہن میں جو آئیڈیا ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایکریمیا میں اس پر خصوصی طور پر کام کرتے رہے ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" وہ زندہ تو ہیں لیکن مردہ کے برابر ہیں۔ دس بارہ سال پہلے وہ ایکریمیا سے واپس آئے تھے۔ پھر ان کا ذہنی توازن خراب ہو گیا اور اب مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ میری ان سے ملاقات سر راہ دو سال پہلے ہوئی تھی لیکن وہ اس وقت ذہنی طور پر انتہائی ابتر حالت میں تھے"...... سرداور نے کہا۔

" اوہ اچھا۔ بہت شکریہ جناب"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے فون ڈائریکٹری کی مدد سے دارالحکومت کے تمام ایسے ہسپتالوں کے نمبرز اور نام علیحدہ نوٹ کئے جہاں نفسیاتی مریضوں کے علاج کے وارڈ تھے اور ان کے ساتھ

ہی پاگل خانے اور پرائیویٹ طور پر بنے ہوئے فاؤنٹین ہاؤسز کے نمبر
بھی نوٹ کر لئے۔ اس کے بعد ٹائیگر نے باری باری سب سے ڈاکٹر
عبدالرشید کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس کا حلیہ بھی بتا
دیا لیکن سب جگہوں سے ایسے کسی آدمی کے بارے میں جب کوئی
اطلاع نہ ملی تو اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو عجیب ٹیڑھی کھیر بنتی جا رہی ہے۔ اب کیا کروں"۔ ٹائیگر
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ
بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں ڈاکٹر عبدالرشید
ذہنی ابتری کے باعث دارالحکومت سے کہیں باہر چلا گیا ہو۔ اس لحاظ
سے وہ اسے یہاں کیسے تلاش کر سکتا ہے۔ بہرحال اس نے کافی دیر
بعد یہ فیصلہ کیا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ذہنی ابتری کی حالت میں سڑکوں
پر پھرتا ہوا اسے مل جائے۔ چنانچہ اس نے انہیں پورے دارالحکومت
میں گھوم پھر کر تلاش کرنیکا فیصلہ کر لیا۔ اس کے سوا اس کے پاس
اب اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف
بڑھنے ہی لگا تھا کہ اس کی جیب سے سیٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو
وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ٹرانسمیٹر پر کال اسے زیادہ تر عمران ہی
کیا کرتا تھا۔ ٹائیگر نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر
دیا۔

"ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران کی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... ٹائیگر نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے سرداور کو فون کر کے ڈاکٹر عبدالرشید کے بارے میں
معلومات حاصل کی ہیں۔ اوور"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر بے
اختیار چونک پڑا کیونکہ زیادہ سے زیادہ بیس پچیس منٹ پہلے اس نے
سرداور سے بات کی تھی اور عمران کو اس کا پتہ بھی چل گیا۔

"یس باس۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم کیوں انہیں تلاش کر رہے ہو۔ اوور"...... عمران نے سخت
لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے انتھونی سے ملنے اور اس کی طرف سے ہونے
والی پیشکش کی تفصیل بتا دی۔ وہ عمران سے تو کوئی غلط بات نہ کر
سکتا تھا۔

"اوکے۔ تم میرے فلیٹ پر آجاؤ۔ ابھی اسی وقت۔ پھر تم سے
تفصیلی بات ہو گی اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے
ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے
ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں رکھ لیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ وہ ڈاکٹر عبدالرشید سے مل کر واپس آیا تھا اور یہاں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے سرداور سے بات کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ سرداور سے ڈاکٹر عبدالرشید کے بارے میں تفصیل سے بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس نے نوٹ کر لیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالرشید کا ذہنی توازن درست ہے۔ بس اس نے اپنے آپ کو دنیا سے لاتعلق کر لیا ہے کیونکہ اس کے ذہن میں اپنی بیٹی نادیہ کی واپسی کی بات جیسے نقش ہو کر رہ گئی تھی اور وہ روزانہ ریلوے اسٹیشن پہنچ جایا کرتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالرشید کی حالت دیکھ کر عمران کو دلی رنج پہنچا تھا۔ اسے اپنے آپ پر غصہ بھی آرہا تھا کہ وہ آج تک ڈاکٹر عبدالرشید کے بارے میں کیوں مطلع نہ ہو سکا۔ عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" داور بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سرداور کی آواز سنائی

دی۔

" علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے سلام کرنے کے بعد اپنے مخصوص انداز میں تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" کیا تم بھی ڈاکٹر عبدالرشید کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہو"...... دوسری طرف سے سرداور نے سلام کا جواب دینے کے بعد کہا تو عمران واقعی کرسی سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات تھے۔

" پہلے کس نے آپ سے اس بارے میں بات کی ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تمہارے شاگرد ٹائیگر نے ابھی کچھ دیر پہلے مجھے فون کر کے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ اب تمہارا فون آگیا ہے"...... سرداور نے کہا۔

" تو آپ ڈاکٹر عبدالرشید کو جانتے ہیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اس حد تک کہ وہ ایکریمیا سے پراسرار حالات میں واپس آئے تھے اور پھر غائب ہو گئے۔ البتہ دو سال پہلے ایک بازار میں اچانک سر راہ ان سے ملاقات ہو گئی تو مجھے یہ دیکھ کر بے حد افسوس ہوا کہ ان کا ذہنی توازن درست نہ تھا۔ میں نے ان سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ نجانے کیا کہتے ہوئے بھیڑ میں غائب ہو گئے۔ اس

کے بعد ان سے ملاقات نہ ہو سکی لیکن انہوں نے ایسا کیا ہے کہ پہلے تمہارے شاگرد نے ان کے بارے میں پوچھا ہے اور اب جس انداز میں تم میری بات پر چونکے ہو اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ تم بھی ان کے بارے میں بات کرنا چاہتے تھے "...... سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو عمران نے ڈاکٹر عبدالرشید سے اچانک ہونے والی ملاقات اور پھر ان کی حالت زار کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

" مجھے تمہاری بات سن کر خوشی ہوئی ہے کہ ان کا ذہنی توازن درست ہے اور ان کا پتہ بھی معلوم ہو گیا ہے۔ اب ان کے لئے حکومتی سطح پر کچھ کیا جا سکتا ہے تاکہ ان کی آئندہ زندگی بہتر انداز میں بسر ہو سکے لیکن تمہارا شاگرد ٹائیگر کیوں پوچھ رہا تھا۔ اس کا اس معاملے میں کیا تعلق ہو سکتا ہے "...... سرداور نے کہا۔

" مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ میں اس سے پوچھوں گا کہ اس نے کیوں ایسا کیا ہے لیکن سرداور۔ مجھے آپ سے اس بات کی شکایت ہے کہ ایک بڑا سائنس دان اس حالت میں ہے اور آپ اس سے بے خبر ہیں۔ کیا ڈاکٹر عبدالرشید نے ایکریمیا سے یہاں آکر آپ سے رابطہ نہیں کیا تھا جبکہ مجھے انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے حکومت کے سامنے اپنے اس آئیڈیئے کو رکھا تھا جس پر وہ ایکریمیا میں کام کرتے رہے ہیں لیکن حکومت نے کوئی دلچسپی نہ لی۔ اگر ایسا بھی تھا تب بھی انہیں بہرحال کہیں نہ کہیں تو ایڈجسٹ کیا جا سکتا تھا۔ ان کی

قابلیت سے پاکیشیا کو جس انداز میں محروم رکھا گیا ہے وہ انتہائی غفلت کے مترادف ہے "...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" تمہارا غصہ بجا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب وہ ایکریمیا سے واپس آئے تھے تو انہوں نے اپنا فارمولا حکومت کو پیش کیا تھا لیکن ہمارے ملک میں ایسی مشینری ہی موجود نہ تھی اور نہ ہی حاصل کی جا سکتی تھی جس کے ذریعے اس فارمولے پر کام کیا جا سکتا اس لئے ہم مجبور تھے۔ میں نے انہیں اس بارے میں بتا دیا لیکن پھر انہوں نے رابطہ ہی نہیں کیا۔ میں نے ذاتی طور پر انہیں تلاش کرنے کی بھی ایک بار کوشش کی لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا اور ہم یہی سمجھے کہ وہ حتمی طور پر ذہنی عدم توازن کا شکار ہو چکے ہیں اور پھر ان کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا "...... سرداور نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" آپ کی بات بجا ہے۔ بہرحال اب ان کے بارے میں ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ مستقل اسی حالت میں رہیں۔ نجانے ان کی بیٹی کے ساتھ کیا ہوا کہ وہ آج تک اپنی بیٹی کا انتظار کر رہے ہیں "...... عمران نے کہا۔

" مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ تمہیں انہوں نے کیا بتایا ہے اس بارے میں "...... سرداور نے کہا۔

" انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ جب پاکیشیائی حکام نے ان کے فارمولے پر توجہ نہ دی تو انہوں نے اپنی چھوٹی سی رہائش گاہ کے نیچے

تہہ خانے میں لیبارٹری بنا لی ۔ پھر ایک روز اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا ۔ انہیں ہوش ہسپتال میں آیا اور وہاں انہیں بتایا گیا کہ ان کی بیٹی کو حفاظت کی غرض سے ایکریمیا بھجوا دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

" اب میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوا تھا"...... سرداور نے کہا۔

"اوکے ۔ میں معلوم کر لوں گا"...... عمران نے کہا۔

" عمران بیٹے ۔ ڈاکٹر عبدالرشید کے بارے میں مجھے ذاتی طور پر بھی بے حد افسوس ہے اور تم ان کی خدمت کے بارے میں جو بھی اور جیسے بھی کہو گے میں یقیناً اس پر عمل کروں گا"...... سرداور نے کہا۔

" بہت شکریہ سرداور ۔ ابھی تو ان کا ذہن پوری طرح یکسو نہیں ہے لیکن مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے ۔ پھر آپ سے مشورہ کروں گا کہ ان سے کیا کام لیا جا سکتا ہے ۔ اللہ حافظ "...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بھی اللہ حافظ کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر الماری میں سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اسے میز پر رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے کال کیا اور پھر اس کی بات سن کر اس نے اسے فلیٹ پر آنے کا کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر دیا ۔ ٹائیگر نے اسے جو کچھ بتایا تھا اس پر وہ بے اختیار چونک پڑا تھا کہ

کوئی پارٹی ڈاکٹر عبدالرشید کو ٹریس کرا رہی ہے ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈاکٹر عبدالرشید کو تلاش کیا جا رہا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر پہنچ گیا ۔ سلیمان چونکہ ان دنوں اپنے کسی ذاتی کام کی وجہ سے گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے دروازہ عمران نے ہی کھولا تھا۔

" ہاں ۔ اب بتاؤ ۔ تم سے کس نے ڈاکٹر عبدالرشید کو ٹریس کرنے کے لئے کہا ہے"...... عمران نے بیٹھنے کے بعد پوچھا تو ٹائیگر نے انتھونی سے ہونے والی ملاقات کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی اور پھر یہ بھی بتا دیا کہ اس نے وزارت سائنس کے جوائنٹ سیکرٹری بشارت احمد کے ذریعے معلومات حاصل کرنے کی کوشش بھی کی اور فون ڈائریکٹری کے ذریعے بھی ٹریس کیا اور پھر سرداور سے فون پر بات کی۔

" اس انتھونی سے معلومات حاصل کرو کہ کس پارٹی نے اس کو ٹاسک دیا ہے ۔ یہ بے حد ضروری ہے"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں معلوم کر لوں گا"...... ٹائیگر نے بااعتماد لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ڈاکٹر عبدالرشید سے ہونے والی ملاقات سے لے کر ان کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔

" باس ۔ اس انتھونی نے بتایا ہے کہ جس فارمولے پر ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کام کر رہے تھے ان میں کوئی رکاوٹ آ گئی ہے اس لئے انہیں ٹریس کیا جا رہا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" اس نے غلط بیانی کی ہے یا اس سے غلط بیانی کرائی گئی ہے ۔

اکیریمیا میں ہزاروں فارمولوں پر کام ہوتا رہتا ہے لیکن اتنا طویل عرصہ کسی فارمولے پر نہیں لگایا جاتا۔ ڈاکٹر عبدالرشید صاحب کو اکیریمیا سے آئے ہوئے دس بارہ سال ہو گئے ہیں اور اگر انتھونی کی بات پر یقین کر لیا جائے تو اس کا مطلب ہے کہ گزشتہ دس بارہ سالوں سے اس آئیڈیے پر کام بھی ہوتا رہا ہے اور کوئی رکاوٹ بھی پیش نہیں آئی۔ اب آکر رکاوٹ پیش آئی ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ مسئلہ کچھ اور ہو گا"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس۔ میں معلوم کر لوں گا"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں نے ایک انتہائی اہم مشن پر بھی روانہ ہونا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جلد از جلد ڈاکٹر عبدالرشید کے معاملے کو سیٹ کر لوں"...... عمران نے کہا۔

" میں ایک گھنٹے بعد آپ کو تفصیل بتانے حاضر ہو جاؤں گا"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" اگر کہو تو جوانا کو تمہارے ساتھ بھجوا دوں"...... عمران نے کہا۔

" نہیں باس۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اس کی گردن دبا کر بھی اصل بات معلوم کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران کو بیرونی دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی تو اس نے رسیور

اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

" علی عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ آپ نے تو اب دانش منزل کا چکر لگانا ہی چھوڑ دیا ہے"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" میں دانش منزل ہی آرہا تھا کہ راستے میں ایک بڑے دانشور سے ملاقات ہو گئی اور اتنا تو تم بھی جانتے ہو کہ انسان اور وہ بھی دانشور بہرحال اہمیت رکھتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

" اچھا۔ وہ کون سا دانشور ہے جس کی آپ اس قدر تعریف کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے ڈاکٹر عبدالرشید کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی۔

" اوہ۔ ان کے ساتھ تو واقعی بڑی زیادتی ہوئی ہے لیکن عمران صاحب یہ معاملہ تو شاید خاصا طویل ہو جائے۔ آپ نے اس بلیک ہیڈ کے مشن پر بھی کام کرنا تھا جس کو روکنے کے لئے آپ پر دو بار قاتلانہ حملے بھی ہوئے ہیں اور ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حملے بڑھتے جائیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" مجھے اس کا احساس ہے لیکن یہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ ہے میں اسے بھی درمیان میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ البتہ تم ایک کام کرو کہ تم صفدر اور کیپٹن شکیل کو ولنگٹن بھجوا دو تاکہ وہ یہ معلوم

کر سکیں کہ بلیک ہیڈ لیبارٹری کے لئے کس ٹائپ کے حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں تاکہ جب بھی ٹیم یہاں سے جائے تو اسے وہاں اس معاملے کی وجہ سے رکنا نہ پڑے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ میں بھجوا دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... عمران نے دروازہ کھولنے سے پہلے اپنی عادت کے مطابق اونچی آواز میں پوچھا۔

"ٹائیگر ہوں باس"...... باہر سے ٹائیگر کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو عمران نے دروازہ کھول دیا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک بار پھر سٹنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا معلوم ہوا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"باس ۔ انتھونی نے بتایا ہے کہ یہ کام اسے ایکریمیا کی ایک خفیہ پرائیویٹ ایجنسی ریڈ راڈ نے دیا ہے ۔ اس نے بتایا ہے کہ ریڈ راڈ ایکریمیا کی بڑی مضبوط اور وسیع نیٹ ورک رکھنے والی تنظیم ہے اس کا چیف رابرٹ ہاک ہے جسے عام طور پر ماسٹر ہاک کہا جاتا ہے ۔ ماسٹر ہاک، انتھونی کے ایک دوست کا دوست ہے اور انتھونی جب ایکریمیا گیا تھا تو اس کے دوست نے اسے ماسٹر ہاک سے ملوایا تھا اور ماسٹر ہاک نے اسے کہا تھا کہ اس کی ایجنسی اکثر پاکیشیا میں کام کراتی

رہتی ہے اور معاوضہ بھی بڑا اچھا دیا جاتا ہے تو انتھونی نے اس سے کہا کہ وہ ایک بار اسے بھی آزما کر دیکھے اور اب یہ کام ماسٹر ہاک نے پہلی بار اسے دیا ہے"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کہاں رہتا ہے یہ ماسٹر ہاک"...... عمران نے کہا۔

"انتھونی نے بتایا ہے کہ ناراک میں ہاک نام کا ایک کلب موجود ہے ہانگٹن ایونیو پر ۔ ماسٹر ہاک اس کا مالک اور جنرل مینجر ہے اور یہی کلب اس تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تم آج رات ایکریمیا روانہ ہو جاؤ اور اس ماسٹر ہاک سے معلومات حاصل کرو کہ وہ کیوں اتنی بھاری رقم خرچ کر کے ڈاکٹر عبدالرشید کو ٹریس کرا رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر سلام کر کے واپس مڑ گیا تو عمران نے اٹھ کر اس کے عقب میں مین دروازہ بند کیا اور واپس سٹنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھے ۔ یہ فائل اسرائیل کے قومی سلامتی کے مشیر کرنل رینالڈ نے بھجوائی تھی اور اس فائل کا تعلق ایکریمیا کی خفیہ ایجنسی ایینجلز سے تھا جس کو کوڈ میں سپر تھری کہا جاتا تھا اور جس کا انچارج کرنل لارج تھا ۔ اسرائیل کے صدر بلیک ہیڈ لیبارٹری کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بچانا چاہتے تھے ۔ اس کے لئے انہوں نے کرنل رینالڈ سے مشورہ کیا تھا اور کرنل رینالڈ نے اس سلسلے میں سپر تھری کی سفارش کی تھی جس پر صدر صاحب نے اسے کہا کہ وہ پہلے اس کی فائل انہیں بھجوائے اور اسے پڑھ کر وہ اس بارے میں فیصلہ کریں گے ۔ چنانچہ کرنل رینالڈ نے فائل بھجوا دی تھی اور اس وقت صدر بیٹھے وہی فائل پڑھ رہے تھے ۔ فائل پڑھنے کے بعد انہوں نے رسیور اٹھا کر اپنے ملٹری سیکرٹری کو حکم دیا کہ کرنل رینالڈ کو آفس بھجوایا جائے اور پھر کچھ دیر بعد انہیں کرنل رینالڈ کی آمد کی اطلاع دی گئی تو انہوں نے اسے آفس میں کال کر لیا ۔ دستک دے کر کرنل رینالڈ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا ۔

" بیٹھیں کرنل " ...... صدر نے کہا تو کرنل رینالڈ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا ۔

" میں نے سپر تھری کی فائل پڑھ لی ہے ۔ یہ ایجنسی واقعی ویسی ہی ہے جیسی آپ نے بتائی تھی ۔ اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے " ۔ صدر نے کہا تو کرنل رینالڈ کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی ۔

" یس سر ۔ اور یہ یقیناً آپ کے اعتماد پر ہر طرح سے پورا اترے گی " ...... کرنل رینالڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" میں کرنل لارج سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان سے تفصیل سے بات ہو سکے " ...... صدر نے کہا ۔

" سر ۔ میں نے ان سے بات کی ہے وہ خود چونکہ کٹر یہودی ہیں اور یہودی کاز کے لئے اپنی جان تک دینے پر ہر وقت تیار رہتے ہیں اس لئے انہوں نے فوری طور پر اس مشن پر کام کرنے کی حامی بھر لی اور چونکہ مجھے یقین تھا کہ آپ اس ایجنسی پر اعتماد کریں گے اس لئے میں نے انہیں آپ سے ملاقات کے لئے اسرائیل بلایا ہے اور جناب ۔ وہ اس وقت میری رہائش گاہ پر موجود ہیں ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کر انہیں ساتھ لے آتا ہوں " ...... کرنل رینالڈ نے کہا ۔

" اوہ گڈ ۔ آپ واقعی بے حد دور اندیش آدمی ہیں ۔ گڈ شو ۔ انہیں

جس قدر جلد ممکن ہو سکے لے آئیں تاکہ جلد از جلد یہ مشن ان کے ذمے لگایا جاسکے اور مجھے اطمینان ہو سکے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... کرنل رینالڈ نے کہا اور اٹھ کر اس نے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر مڑ کر آفس سے باہر چلا گیا تو صدر نے ایک اور فائل اٹھائی اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد انہیں اطلاع دی گئی کہ کرنل رینالڈ اور کرنل لارج ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہو چکے ہیں تو انہوں نے انہیں آفس بھجوانے کا کہہ دیا اور سامنے موجود فائل کو بند کر کے انہوں نے اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی اور پھر دروازہ کھول کر پہلے کرنل رینالڈ اندر داخل ہوئے اور ان کے پیچھے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کی مالک ادھیڑ عمر باوقار شخصیت اندر داخل ہوئی اور صدر اسے دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ وہ کرنل لارج ہیں۔ سپر تھری ایجنسی کے چیف کیونکہ وہ فائل میں ان کی تصویر دیکھ چکے تھے۔ دونوں کرنلز نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھیں"...... صدر نے کہا تو کرنل رینالڈ نے ایک سائیڈ پر موجود کرسی اٹھا کر میز کے ساتھ پڑی ہوئی اکلوتی کرسی کے ساتھ رکھی اور پھر کرنل لارج کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی دوسری کرسی پر بیٹھ گئے۔

"کرنل لارج۔ کرنل رینالڈ نے آپ کو مشن کے بارے میں تفصیل تو بتا دی ہو گی"...... صدر نے کرنل لارج سے مخاطب ہو کر

کہا۔

"یس سر۔ اور ہم آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے"...... کرنل لارج نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

"کیا اس سے پہلے آپ کا عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کبھی واسطہ پڑا ہے"...... صدر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔ براہ راست تو ان کے ساتھ کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا البتہ ایک بار بین الاقوامی ٹیم بنائی گئی تھی۔ اس ٹیم میں پاکیشیا سے عمران کو رکھا گیا تھا اور ایکریمیا کی طرف سے میں اس ٹیم میں شامل تھا اور ہم نے اکٹھے کام کیا تھا لیکن مشن چونکہ جلد ہی ختم ہو گیا تھا اس لئے مزید مل کر کام نہ ہو سکا لیکن اس دوران میں اس عمران کی طبیعت، مزاج اور اس کی فطرت کو بہت اچھی طرح سمجھ گیا تھا اس لئے اب اس کے خلاف کام کرتے ہوئے میں آسانی سے اس کا خاتمہ کر سکتا ہوں"...... کرنل لارج نے کہا۔

"آپ نے بلیک ہیڈ لیبارٹری کو ان لوگوں سے بچانے اور انہیں ختم کرنے کا کوئی پلان سوچا ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ اس سلسلے میں کرنل رینالڈ سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے۔ میرے آدمی گرین ویلی اور ٹوائے لینڈ دونوں بندرگاہوں پر رہیں گے اور عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا سے روانہ ہو کر لازماً پہلے ولنگٹن پہنچیں گے اور پھر وہاں سے وہ سائیڈ فلائٹ کے ذریعے ہی اسکارو ڈ پہنچ سکیں گے۔ اسکارڈو پہنچنے کے بعد ہی وہ گرین ویلی یا

ٹوائے لینڈ جا سکیں گے۔ میں نے پاکیشیا میں ایک گروپ کے ذمے لگا دیا ہے وہ ایئرپورٹ پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کرے گا اور پھر جیسے ہی یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوں گے ان کے بارے میں مکمل تفصیل مجھ تک پہنچ جائے گی اور میں اس فلائٹ کو ہی فضا میں تباہ کرا دوں گا۔ پاکیشیا سے ولنگٹن کے دوران سپر جیٹ پرواز پر بھی میزائل حملہ ہو سکتا ہے۔ اگر پھر بھی یہ لوگ بچ گئے تو پھر ولنگٹن ایئرپورٹ پر ان پر حملہ کیا جائے گا اور اگر وہاں سے بھی یہ بچ گئے تو ان کا مسلسل پیچھا کیا جائے گا۔ ہمارے پاس تربیت یافتہ افراد کی کمی نہیں ہے۔ آخری لڑائی بندرگاہ پر ہو گی"....... کرنل لارج نے کہا۔

"ویری گڈ۔ مجھے ان کی لاشیں چاہئیں۔ صحیح سلامت لاشیں کیونکہ ان کی لاشیں دیکھے بغیر مجھے ان کی موت پر یقین نہیں آئے گا اور آپ کو نہ صرف اتنا معاوضہ ملے گا کہ جس کا آپ نے کبھی تصور بھی نہ کیا ہو گا بلکہ آپ کو اسرائیل کا سب سے بڑا ایوارڈ بھی دیا جائے گا"....... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو سر"....... کرنل لارج نے جواب دیا۔

"آپ کرنل رینالڈ کو ساتھ ساتھ باخبر رکھیں گے۔ اس طرح میں بھی آپ کی کارکردگی سے ساتھ ساتھ واقف رہوں گا"....... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"....... کرنل لارج نے مؤدبانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل رینالڈ"....... صدر نے کرنل رینالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"....... کرنل رینالڈ نے چونک کر اور انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل لارج جو معاوضہ کہیں انہیں چیک دے دیں۔ ہمیں ہر صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے"....... صدر نے کہا۔

"یس سر"....... کرنل رینالڈ نے جواب دیا۔

"سر۔ آپ کی خواہش پوری ہو گی۔ یہ ہمارا وعدہ ہے"۔ کرنل لارج نے جواب دیا۔

"اور ہمیں بھی اپنا وعدہ یاد ہے۔ آپ کی کامیابی پر نہ صرف آپ کو آپ کے تصور سے بھی زیادہ مالیاتی فوائد دیئے جائیں گے بلکہ اسرائیل کا سب سے بڑا ایوارڈ بھی آپ کو دیا جائے گا"....... صدر نے کہا۔

"تھینک یو سر".. کرنل لارج نے اٹھ کر سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"....... صدر نے کہا تو کرنل رینالڈ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر دونوں نے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کئے اور واپس مڑ کر آفس سے باہر چلے گئے۔ صدر کے چہرے

پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ سر تھری کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کامیابی ہو گی اور اس طرح پوری دنیا کے یہودیوں کی سب سے بڑی خواہش پوری ہو جائے گی۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" بیٹھو" .... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور پھر خود بھی وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

" صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف سے کوئی اطلاع ملی" ۔ عمران نے پوچھا۔

" نہیں ۔ ابھی تک کوئی اطلاع نہیں" .... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن ٹائیگر نے تو رپورٹ دے دی ہے" .... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

" کس بات کی رپورٹ" .... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے وہ تفصیل بتا دی جو ٹائیگر نے اس کے کہنے

پر انتھونی سے حاصل کی تھی جس کے بعد اس نے ٹائیگر کو ناراک بھیجا تھا کہ وہ وہاں سے اس پارٹی ریڈراڈ سے یہ معلوم کرے کہ دس بارہ سالوں بعد وہ ڈاکٹر عبدالرشید کو کیوں ٹریس کرا رہی ہے۔

" اوہ ۔ تو پھر کیا رپورٹ دی ہے اس نے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" اس نے رپورٹ دی ہے کہ گرین ویلی نامی بندرگاہ سے سمندر میں کافی اندر ایک جزیرہ ہے جسے پناگو کہا جاتا ہے ۔ اس پناگو جزیرے پر ایک لیبارٹری ہے جہاں ڈاکٹر عبدالرشید کا سالا ڈاکٹر جوزف ایک انتہائی تباہ کن ہتھیار کی تیاری میں مصروف ہے ۔ جس فارمولے پر وہ کام کر رہا ہے اس فارمولے کی تیاری میں کوئی رکاوٹ آ گئی ہے جسے ڈاکٹر جوزف باوجود کوشش کے دور نہیں کر پا رہا جبکہ اس کے مطابق ڈاکٹر عبدالرشید نے ایکریمیا میں اس وقت جب وہ اپنے فارمولے پر کام کر رہا تھا ایسی رکاوٹ آسانی سے دور کر دی تھی اس لئے اس نے یہ فرمائش کی ہے کہ پاکیشیا سے اگر ڈاکٹر عبدالرشید کو پناگو پہنچا دیا جائے تو وہ یہ رکاوٹ دور کر سکتا ہے ورنہ یہ فارمولا خواب ہی رہ جائے گا لیکن ڈاکٹر جوزف یہ بات کھل کر نہیں کہہ سکتا کیونکہ یہودیوں نے اس فارمولے پر بے پناہ دولت لگائی ہے اور حکومت ایکریمیا اور حکومت اسرائیل بھی اس میں پوری پوری دلچسپی لے رہی ہیں اس لئے ڈاکٹر جوزف نے ناراک میں اپنے دوست سے بات کی اور اس کے دوست نے یہاں انتھونی کے ذمے یہ کام لگا

دیا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" لیکن اس قدر تفصیل ٹائیگر کو کیسے معلوم ہو گئی"...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

" اس نے ڈاکٹر جوزف کے دوست کی پرسنل سیکرٹری کو بھاری معاوضہ دیا اور اس نے اسے ڈاکٹر جوزف اور اپنے باس کے درمیان ہونے والی گفتگو کی ٹیپ کی ایک کاپی دے دی ۔ اس طرح ساری بات کھل کر سامنے آ گئی"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بجنے لگی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" صفدر بول رہا ہوں ۔ ولنگٹن سے"...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باس ۔ میں نے اور کیپٹن شکیل نے اس معاملے میں دن رات کام کیا ہے اور ہم یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ بلیک ہیڈ نامی لیبارٹری بحر اوقیانوس کی بندرگاہ گرین ویلی سے تیز رفتار لانچ پر ایک گھنٹے کے سفر پر واقع جزیرہ پناگو پر بنائی گئی ہے ۔ یہ لیبارٹری یہودیوں کی ہے اور اس کے پیچھے حکومت اسرائیل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ولنگٹن میں ایک پرائیویٹ ایجنسی ہے جس کا

نام اینجلز اور سپر تھری ہے۔ اس کا چیف کرنل لارج ہے اور کرنل لارج کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ اسرائیل جا کر صدر اسرائیل سے ملاقات کر کے آیا ہے اور اب اس ایجنسی کے ایجنٹ گرین ویلی میں بھی موجود ہیں اور ولنگٹن ایئر پورٹ پر بھی۔ ان کا ٹارگٹ عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے اور اس کے لئے انہوں نے پاکیشیائی دارالحکومت میں ایک گروپ رکاڈو کی خدمات حاصل کی ہیں۔ رکاڈو نامی گروپ پاکیشیائی ایئر پورٹ پر عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نگرانی کرے گا اور جیسے ہی عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں سے روانہ ہوں گے ان کے بارے میں اور اس فلائٹ کے بارے میں مکمل تفصیل کرنل لارج تک پہنچا دی جائے گی اور پھر کرنل لارج اس فلائٹ کو ہی فضا میں تباہ کر سکتا ہے یا پھر ولنگٹن ایئر پورٹ پر بھی فائرنگ کرا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گرین ویلی بندرگاہ پر بھی فائرنگ کرائی جا سکتی ہے"...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں کے چہروں پر حیرت اور سنجیدگی کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس قدر تفصیلی معلومات کیسے معلوم کی گئی ہیں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"گرین ویلی پر ایک آدمی ہم سے ٹکرا گیا تھا۔ وہ ہمیں مشکوک سمجھ کر ہمارے خلاف کام کر رہا تھا کہ کیپٹن شکیل نے اسے گھیر لیا

اور پھر ایک خالی مقام پر ہم نے اس سے سب کچھ اگلوا لیا۔ اس تنظیم سپر تھری کے چیف کرنل لارج نے پورے گروپ کو بلا کر ان سب کو نہ صرف اس بارے میں تفصیل بتائی تھی بلکہ انہیں ڈیوٹیاں بھی سونپی تھیں"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں واپس آ جاؤ۔ تم نے واقعی بہت کم وقت میں بہت بڑا کام کیا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے انہیں فوری واپس کیوں بلا لیا ہے۔ کچھ مزید معلومات حاصل ہو سکتی تھیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"اگر وہ آدمی انہیں مشکوک سمجھ سکتا ہے تو دوسرے بھی سمجھ سکتے ہیں اور پھر اس سے زیادہ معلومات مل بھی نہیں سکتیں اور میں اب مزید دیر بھی نہیں کرنا چاہتا۔ ٹیم سمیت ابھی بلیک ہیڈ مشن پر روانہ ہونا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ رکاڈو۔ اس کا کیا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ ٹائیگر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یہاں کوئی گروپ رکاڈو نام کا ہے ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس ۔ ایک چھوٹا سا گروپ ہے لیکن خاصا خطرناک سمجھا جاتا ہے ۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا چیف کون ہے ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"رکاڈو باس ۔ ایک خفیہ جواء خانہ چلاتا ہے ۔ وہاں صرف مخصوص لوگ ہی جا سکتے ہیں ۔ ایکریمین نژاد ہے ۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ رکاڈو اس وقت کہاں موجود ہو گا ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"اپنے جوئے خانے میں باس ۔ وہ بہت کم وہاں سے نکلتا ہے ۔ اوور"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے اس کا جواء خانہ ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"بہادر چوک روڈ پر باس ۔ اوپر سپیئر پارٹس کی بہت بڑی دکان ہے جس کے نیچے خفیہ جواء خانہ ہے ۔ اس کا راستہ عقبی گلی میں ہے مگر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں باس ۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا وہ مجھے جانتا ہے ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس ۔ پہلے وہ شیرٹن ہوٹل کا مینجر تھا اور سپرنٹنڈنٹ فیاض کا بڑا قریبی دوست رہا ہے ۔ اس لحاظ سے وہ آپ کو بہت اچھی طرح جانتا ہے ۔ اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے ۔ تم بہادر چوک پر پہنچ جاؤ ۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں پھر اس سے بات ہو گی ۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"باس ۔ آپ کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں اس سے بات کر سکتا ہوں ۔ آپ اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا وہ تمہارا دوست ہے ۔ اوور"...... عمران نے پوچھا۔

"دوست تو نہیں ہے باس ۔ بہرحال میں اس جوئے خانے میں داخل ہو سکتا ہوں ۔ آپ ساتھ ہوں گے تو معاملات بگڑ بھی سکتے ہیں اوور"...... ٹائیگر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"تم وہاں پہنچو ۔ بگڑے ہوئے معاملات کو میں خود سنبھال لوں گا ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے ایک طرف رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ اس سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں عمران صاحب ۔ صفدر نے سب کچھ تو بتا دیا ہے"...... بلیک زیرو نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس تنظیم نے اگر رکاڈو کو اس اہم کام کے لئے منتخب کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کا تعلق اس سے بے حد گہرا ہے اور اس تنظیم کا خاتمہ کئے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے ۔ دوسری بات یہ کہ ٹائیگر نے جو کچھ معلوم کیا ہے اور اب صفدر اور کیپٹن شکیل نے جو کچھ بتایا ہے اس سے یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ ڈاکٹر جوزف ہی بلیک ہیڈ میں کام کر رہا ہے اور ڈاکٹر عبدالرشید کا روپ میں آسانی

سے اپنا سکتا ہوں ۔ اگر مجھے خاموشی سے وہاں بھجوا دیا جاتا ہے تو
پاکیشیا سیکرٹ سروس اس تنظیم سے ٹکراتی رہے گی جبکہ اصل کام
میں مکمل کر لوں گا"....... عمران نے کہا۔

" لیکن میرا خیال ہے کہ اب ایسا ممکن نہیں ہو گا"....... بلیک
زیرو نے کہا۔

" وہ کیوں"....... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر جوزف نے اس وقت ڈاکٹر عبدالرشید کو
وہاں لانے کی بات کی ہو گی جب ابھی سر تھری اس کھیل میں شامل
نہ ہوئی ہو گی ۔ اب جبکہ اسرائیل کے صدر نے سر تھری کو ٹاسک
دے دیا ہے تو لامحالہ انہوں نے وہاں انتہائی سخت کراس چیکنگ کر
رکھی ہو گی ۔ اس صورت میں آپ کا وہاں جانا تقریباً ناممکن ہو گا اور
دوسری بات یہ کہ آپ نے بتایا تھا کہ انہوں نے یہ کام یہاں انتھونی
کے ذمے لگایا ہے اور انتھونی نے یہ کام ٹائیگر کے ذمے ڈال دیا لیکن
ٹائیگر نے آپ کے حکم پر اس انتھونی سے اس کی پارٹی کے بارے میں
معلومات حاصل کیں اور لازماً انتھونی کا خاتمہ کر دیا ہو گا ۔ ایسی
صورت میں اس پارٹی تک اس بات کی اطلاع پہنچ چکی ہو گی جس کے
ذریعے آپ بلیک ہیڈ جانا چاہتے ہیں"....... بلیک زیرو نے پوری
تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

" اوہ گڈ ۔ ویری گڈ ۔ تم نے واقعی بہترین اور برمحل تجزیہ کیا ہے
گڈ شو بلیک زیرو ۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے اب نئے سرے سے سب

کچھ سوچنا ہو گا"....... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کا
چہرہ عمران کی طرف سے تعریف پر بے اختیار کھل اٹھا۔

" میرا تو خیال ہے کہ آپ اس رکاڈو کو بھی نہ چھیڑیں کیونکہ رکاڈو
سے آپ جو کچھ معلوم کر سکتے تھے وہ پہلے ہی آپ کو معلوم ہے ۔ البتہ
آپ اب فلائٹ کے ذریعے جانے کی بجائے کسی اور ذریعے سے
کافرستان چلے جائیں اور پھر وہاں سے آگے بڑھ جائیں"....... بلیک
زیرو نے کہا۔

" میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس نے کس نمبر پر
رپورٹ دینی ہے ۔ اس نمبر پر کرنل لارج مل جائے گا اور اس کا خاتمہ
کئے بغیر میں آگے نہیں بڑھ سکتا"....... عمران نے کہا ۔ وہ دونوں ہی
ساتھ ساتھ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

" لیکن اس کی اطلاع کرنل لارج کو مل جائے گی"....... بلیک
زیرو نے کہا۔

" مل جائے ۔ ایسے لوگ سیٹلائٹ نمبرز پر یہ سوچ کر مکمل
انحصار کرتے ہیں کہ سیٹلائٹ نمبر کو کسی طرح بھی ٹریس نہیں کیا
جا سکتا جبکہ میں اسے بہرحال ٹریس کر لوں گا"....... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں"....... بلیک زیرو نے
کہا۔

" اوکے ۔ صفدر اور کیپٹن شکیل جیسے ہی واپس آکر رپورٹ
کریں مجھے اطلاع دینا"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے اثبات

میں سر ہلانے پر وہ مڑا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار بہادر چوک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے چوک کے قریب جا کر جیسے ہی کار روکی ایک طرف سے ٹائیگر قریب آ گیا۔ اس نے سائیڈ دروازہ کھولا اور پھر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

" ادھر بائیں طرف باس۔ ادھر پارکنگ ہے۔ کار وہاں پارک کرنا ہو گی"...... ٹائیگر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار اس پارکنگ کی طرف بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں پہنچ گئے۔

" باس۔ اگر آپ اس جواء خانہ میں جائیں گے تو ہمیں جبراً ایسا کرنا ہو گا"...... کار سے اترتے ہی ٹائیگر نے کہا۔

" کیوں۔ جب وہ مجھے جانتا ہے تو پھر اسے معلوم ہو گا کہ میں اس کے جوئے خانے کے خلاف کچھ نہیں کروں گا"...... عمران نے کہا۔

" نہیں باس۔ اس جوئے خانے کو اس نے بے حد خفیہ رکھا ہوا ہے۔ وہ اسے انڈر ورلڈ سے ہٹ کر کسی پر افشا نہیں کرنا چاہتا"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے بہرحال اس سے ملنا ہے"...... عمران نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آئیں"...... ٹائیگر نے کہا اور ایک چوڑی سی گلی کی طرف بڑھنے لگا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔ دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر نے سائیڈ پر موجود بٹن پریس کر دیا۔

" کون ہے"...... ایک سخت اور کھردری سی آواز بٹن کے نیچے لگی ہوئی جالی سے سنائی دی۔

" ٹائیگر پیلس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

" وہیں رکو۔ ابھی جواب مل جاتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

" کیا یہ کوئی کوڈ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پیلس کا مطلب ہے کہ رکاوڈ سے پوچھ سکتے ہو ورنہ جو یہاں کے مستقل گاہک ہوتے ہیں انہیں علیحدہ علیحدہ کوڈ دیئے گئے ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" خاصا بڑا نیٹ ورک پھیلا رکھا ہے اس نے"...... عمران نے کہا۔

" یہاں بعض اوقات غیر ملکی بھی جواء کھیلنے کے لئے آتے ہیں۔ عام طور پر تو لاکھوں کی گیم ہوتی ہے لیکن کبھی کبھار یہ رقم کروڑوں میں بھی چلی جاتی ہے۔ رکاڈو صرف کمیشن لیتا ہے۔ باقی سارے کام انتہائی درست طور پر ہوتے ہیں۔ یہاں شارپنگ کی سزا موت ہے اور پارٹی کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جاتا ہے"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی۔

" سنو ٹائیگر ۔ باس ابھی بے حد مصروف ہے ۔ تم کل آ سکتے ہو"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر کٹک کی آواز سنائی دی اور رابطہ ختم ہو گیا۔

" دوبارہ کال بیل بجاؤ"...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

" کون ہے"...... جالی سے وہی آواز سنائی دی۔

" میں علی عمران بول رہا ہوں ۔ جاؤ اور جا کر رکاڈو کو میرا نام بتاؤ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" یہاں کوئی رکاڈو وغیرہ نہیں رہتا"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

" اب کیا حکم ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہم نے بہر حال اس سے ملنا ہے ۔ وہ کسی اور راستے سے فرار تو نہیں ہو جائے گا"...... عمران نے کہا۔

" نہیں باس ۔ اور کوئی راستہ نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک درمیانی طاقت کا دستی بم موجود تھا ۔ اس نے دانتوں سے اس کی پن کھینچی اور دوسرے لمحے اس نے بازو گھما کر پوری قوت سے اسے دروازے پر مار دیا ۔ ایک زور دار دھماکے کے ساتھ ہی پورا دروازہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اندر

ایک گیلری میں جا گرا اور دھوئیں اور گرد و غبار کا بادل سا اٹھا۔

" آپ یہیں رہیں باس"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دھوئیں اور گرد و غبار کے بادل میں اس طرح چھلانگ لگا دی جیسے آگ لگنے کی صورت میں فائر فائٹرز اندر پھنسے ہوئے کسی انسان کی جان بچانے کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ میں کود پڑتے ہیں لیکن ظاہر ہے عمران باہر رک کر انتظار تو نہیں کر سکتا تھا اس لئے اس نے بھی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا ۔ اس کے اندر داخل ہونے تک دھواں کافی حد تک چھٹ گیا تھا ۔ اندر ایک بل کھاتی ہوئی گیلری تھی اور جب عمران اندر داخل ہوا تو ٹائیگر اس وقت گیلری کے آخر میں بھاگتا ہوا موڑ کاٹ کر آگے جا رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی نظروں سے غائب ہو گیا ۔ عمران بھی دوڑ پڑا اور ابھی وہ موڑ تک پہنچا ہی تھا کہ اسے دور سے بے تحاشا فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں ۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے موڑ کاٹ کر آگے بڑھا تو یہ آوازیں مزید بڑھ گئیں اور پھر عمران گیلری کے اختتام پر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا جہاں دس افراد فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے جبکہ اسی لمحے ہال کے شمالی حصے کی طرف سے بھی فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں ۔ پھر بے تحاشا دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی شمالی حصے کی طرف سے عورتیں اور مرد دوڑ کر باہر آتے دکھائی دیئے ۔ ان میں ہر

عمر کے مرد اور عورتیں تھیں ۔ ان کے چہرے خوف سے بگڑے ہوئے تھے اور سارے مرد اور عورتیں اعلیٰ طبقے کے افراد تھے اور پھر وہ سب ہی عمران کے قریب سے گزر کر گیلری میں داخل ہوئے اور عمران کی نظروں سے غائب ہو گئے ۔ سب سے آخر میں ٹائیگر نظر آیا جو ایک خاصے لحیم شحیم آدمی کو کاندھے پر اٹھائے ہوئے تھا ۔ اس نے اس آدمی کو زمین پر پٹخ دیا ۔

" باس ۔ یہ رکاڈو ہے ۔ یہ بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا ۔ آپ اس کا خیال رکھیں میں مزید افراد کو چیک کر لوں پھر اسے دیکھیں گے "...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا اور ایک بار پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا اسی حصے میں غائب ہو گیا ۔ عمران کے چہرے پر اس کی تیزی اور پھرتی دیکھ کر بے اختیار مسکراہٹ سی دوڑنے لگی ۔ چند لمحوں بعد دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خاموشی طاری ہو گئی اور ایک بار پھر ٹائیگر دوڑتا ہوا باہر آ گیا ۔

" باس ۔ اس کا سیکرٹری کسی کو فون کر رہا تھا ۔ ہم اسے رانا ہاؤس لے جاتے ہیں ۔ آئیں "...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر رکاڈو کو زمین سے اٹھایا اور پھر کاندھے پر ڈال لیا ۔

" لیکن کار تو یہاں تک نہیں آ سکتی "...... عمران نے کہا ۔

" یہاں دوسری طرف سڑک پر ون وے ہے لیکن میں کار لے آؤں گا ۔ آئیں ۔ شاید کوئی اور گروپ ابھی یہاں پہنچ جائے " ۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں ہی دوڑتے ہوئے

اس گیلری سے گزر کر باہر گلی میں آ گئے لیکن اس بار ٹائیگر مخالف سمت میں بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر ایک اور سائیڈ گلی سے ہوتا ہوا اس طرف آ گیا جہاں بڑے بڑے کوڑے کے ڈرم موجود تھے ۔ اس نے رکاڈو کو ان ڈرموں کی آڑ میں لٹا دیا ۔

" باس ۔ میں کار لے کر آتا ہوں آپ یہیں رکیں "...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا ۔

" اس شاگرد نے تو استاد کو ہی بے دست و پا بنا دیا ہے " ۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔ ظاہر ہے اس کی حیثیت اس سارے معاملے میں صرف تماشہ دیکھنے والی ہو کر رہ گئی تھی ۔ سارا کام ٹائیگر نے کیا تھا اور اس کی کارروائی اس قدر تیز تھی کہ عمران کو ہاتھ پیر ہلانے کا موقع ہی نہ مل سکا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اپنی کار بیک کر کے گلی کے اندر لے آیا ۔ نیچے اتر کر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا اور پھر خود ہی آگے بڑھ کر اس نے ڈرموں کی اوٹ میں پڑے ہوئے رکاڈو کو اٹھا کر عقبی سیٹ کے نیچے پائیدان میں ایڈجسٹ کیا اور دروازہ بند کر دیا ۔

" آئیے باس ۔ میں آپ کو پارکنگ میں چھوڑ دوں گا "...... ٹائیگر نے کہا تو عمران مسکراتا ہوا فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا ۔

" تمہارا ارادہ مجھے مکمل طور پر بے کار کرنے کا ہے شاید "...... کار جیسے ہی آگے بڑھی تو عمران نے کہا ۔

" باس ۔ آپ تو ساتھ رہے ہیں "...... ٹائیگر نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

" اچھا۔ تو تمہیں میرا ساتھ رہنا بھی پسند نہیں ہے"....... عمران نے کہا۔

" باس۔ آپ جب ساتھ ہوتے ہیں تو میرے جسم میں بجلی سی بھر جاتی ہے"....... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" پہلے تو میں صرف محاورہ ہی سنتا رہتا تھا کہ شاگرد استاد سے ہمیشہ آگے بڑھ جاتا ہے لیکن آج تم نے جس انداز میں یہ کارروائی کی ہے اس سے مجھے اس محاورے کو عملی طور پر دیکھنے کا موقع ملا ہے"....... عمران نے کہا۔

" باس۔ میں تو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں"....... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار اس پارکنگ کے سامنے روک دی جہاں عمران کی کار موجود تھی۔

" مجھے تو لگتا ہے کہ اب مجھے تمہارے نقش قدم پر چلنا ہو گا۔ بہرحال خیال رکھنا۔ رانا ہاؤس پہنچنے سے پہلے اس رکاڈو کو ہوش نہ آ جائے"....... عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

" نہیں باس۔ اسے دو گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا"۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا پارکنگ کی طرف مڑا تو ٹائیگر نے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد عمران اپنی کار میں رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ ٹائیگر وہاں پہلے سے موجود تھا۔

" ہاں۔ اب بتاؤ کہ وہاں کیا ہوا۔ تم تو ہوا کے گھوڑے پر سوار

تھے"....... عمران نے بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" باس۔ گیلری کے بعد جو ہال کمرہ تھا وہاں اس کے مسلح افراد موجود رہتے ہیں۔ اس کے بعد ایک موڑ کراس کر کے ایک اور بڑا ہال ہے۔ وہاں پارٹیشن کر کے بہت سے حصے بنائے گئے ہیں جہاں علیحدہ علیحدہ جوا ہوتا ہے۔ وہاں چار کے قریب مسلح محافظ موجود تھے سائیڈ پر ایک چھوٹی گیلری کے بعد رکاڈو کا اپنا آفس ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے پرسنل سیکرٹری کا آفس ہے۔ چونکہ مجھے اس سارے سیٹ اپ کا علم تھا اور مجھے یہ بھی پہلے سے اندازہ تھا کہ رکاڈو عام حالات میں ملنے سے گریز کرے گا اس لئے میں جیب میں پہلے ہی دستی بم رکھ کر آیا تھا۔ پھر آپ کے سامنے اس بند دروازے کو بم سے اڑانا پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے میں ان کے سروں پر پہنچ گیا۔ ہال میں موجود افراد دھماکے کی وجہ سے گیلری کی طرف دوڑے تھے۔ میں نے مشین پسٹل سے ان کا خاتمہ کر دیا اور پھر آگے موجود موڑ کراس کر کے دوسرے ہال میں پہنچ گیا۔ وہاں لوگ فائرنگ اور چیخوں کی وجہ سے سہمے ہوئے تھے۔ میں نے وہاں موجود مسلح محافظوں کو گولیاں مار دیں اور باقی سب کو بھاگ جانے کا کہہ دیا۔ اس کے بعد میں رکاڈو کے آفس میں گھس آیا۔ آفس ساؤنڈ پروف تھا اس لئے اسے معلوم ہی نہ ہو سکا تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا میں نے پوری قوت سے اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا اور اس کے بے ہوش ہوتے ہی اسے اٹھا کر باہر لے آیا۔ پھر میں

اس کے پرسنل سیکرٹری کے آفس میں گیا۔ وہ آفس بھی ساؤنڈ پروف تھا لیکن شاید اس نے فائرنگ کی آوازیں سن لی تھیں۔ وہ کسی کو فون کر رہا تھا۔ میں نے اسے بھی گولی مار دی کیونکہ اس سے لڑتے ہوئے کافی وقت لگ جاتا اور حالات ایسے نہیں تھے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کا آپ کو بھی علم ہے"...... ٹائیگر نے بلیک روم کی طرف بڑھتے ہوئے تفصیل بتا دی۔

"گڈ ٹائیگر۔ مجھے تم سے یہی امید تھی۔ اس طرح تیز رفتاری اور برمحل فیصلے ہی انسان کو کامیابی دلواتے ہیں۔ گڈ شو"...... عمران نے باقاعدہ اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ بلیک روم میں جوزف اور جوانا موجود تھے اور سامنے راڈز میں جکڑا ہوا رکاڈو موجود تھا۔ وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔

"ایسی بھی تم نے کیا ضرب لگا دی کہ اب تک اسے ہوش ہی نہیں آیا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے اسے ساتھ والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ میں نے خاص طور پر بھرپور ضرب لگائی تھی تاکہ دوبارہ ضرب نہ لگانی پڑے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کو ہوش میں لے آؤ جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی رکاڈو کے جسم میں حرکت

کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ جوزف نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر عمران کی کرسی کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ جوانا پہلے ہی وہاں موجود تھا۔

"یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے"...... رکاڈو نے کراہتے ہوئے ہوش میں آ کر کہا۔ وہ لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تمہارا نام رکاڈو ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا تو رکاڈو نے عمران کی آواز سن کر بے اختیار جھٹکا سا کھایا اور پھر اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر پر جم سی گئیں۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن یہ تاثرات صرف چند لمحے رہے۔ پھر اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرنے لگ گئے تھے۔

"آپ عمران صاحب اور یہ ٹائیگر۔ مگر۔ مگر یہ سب کیا ہے۔ میں تو اپنے آفس میں تھا کہ اچانک ٹائیگر اندر داخل ہوا اور پھر میرے سر پر قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ یہ سب کیا ہے"...... رکاڈو نے رک رک کر کہا۔

"ٹائیگر نے تم سے ملنے کے لئے کال بیل دی تھی لیکن تمہارے سیکرٹری نے تمہاری طرف سے جواب دے دیا کہ تم آج نہیں ملنا چاہتے اس لئے مجبوراً ٹائیگر کو کارروائی کرنا پڑی کیونکہ میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ میں تم سے آج اور ابھی ملنا چاہتا ہوں"...... عمران نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ مجھے فون کر دیتے ۔ میں سمجھا کہ ٹائیگر کسی جواری کی سفارش کرنا چاہتا ہے ۔ بہر حال میں نے کوئی ایسا کام تو نہیں کیا کہ آپ نے مجھے اس انداز میں یہاں جکڑ رکھا ہے "...... رکاڈو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہارا ایکریمیا کی ایجنسی اینجلز یا سپر تھری سے کیا تعلق ہے "۔ عمران نے کہا تو رکاڈو بے اختیار اچھل پڑا۔

" یہ ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔ میں تو یہ نام ہی آپ کے منہ سے سن رہا ہوں "...... رکاڈو نے رک رک کر کہا لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ یہ سب کچھ دانستہ غلط کہہ رہا ہے۔

" اس کے چیف کرنل لارج نے تمہاری یہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ جب میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایئرپورٹ سے کہیں فلائی کروں تو تم ہمارے بارے میں نہ صرف سب کچھ اسے بتاؤ بلکہ اس فلائٹ کی بھی تفصیل اسے بتا دو تاکہ وہ چاہے تو فضا میں ہی اس فلائٹ کو تباہ کر دے یا آئندہ منزل پر ہم پر فائر کھول دے "...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" نن ۔ نن ۔ نہیں میں نے تو ایسا سوچا بھی نہیں ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے "...... رکاڈو نے کہا۔

" تم میرے دونوں ساتھیوں جوزف اور جوانا کو اچھی طرح جانتے ہو اور انہیں دیکھ بھی رہے ہو اس لئے اب اگر تم نے غلط بیانی کی تو

تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے اس جوئے خانے میں موجود تمہارے تمام مسلح افراد کو ٹائیگر نے ہلاک کر دیا ہے "...... عمران نے کہا تو رکاڈو کا جسم بے اختیار جھٹکے کھانے لگا ۔ اس کا چہرہ لٹک سا گیا تھا۔

" سب ۔ سب کو ہلاک کر دیا ہے ۔ مم ۔ مگر ۔ مگر وہ ۔ وہ تو "۔ رکاڈو بات کرتے کرتے رک گیا تھا ۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے اس سے بات نہ ہو رہی ہو۔

" تم بہت چھوٹی مچھلی ہو رکاڈو ۔ اگر تم نے زندہ رہنا ہے تو پورا تعاون کرو ورنہ تمہیں ہلاک کر کے بھی ہم ازخود سب کچھ معلوم کر سکتے ہیں "...... عمران نے کہا۔

" مم ۔ میں تعاون کروں گا ۔ میں سب کچھ بتا دوں گا ۔ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم بہت بڑے ایجنٹ ہو "...... رکاڈو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" تو پھر تفصیل بتا دو "...... عمران نے کہا۔

" سپر تھری ایک بہت بڑی اور انتہائی طاقتور ایجنسی ہے ۔ اس کا چیف کرنل لارج ہے ۔ کرنل لارج پہلے ایکریمیا کی بلیک ایجنسی میں سپر ایجنٹ کے طور پر کام کرتا رہا ہے ۔ میں بھی ایکریمیا میں کام کرتا رہا ہوں ۔ کرنل لارج اس دور میں میرا بہت اچھا دوست رہا ہے میں نے بے شمار بار اس کے کاموں میں جس حد تک مجھ سے ممکن ہو سکتا تھا تعاون کیا ہے ۔ پھر میں پاکیشیا آ گیا لیکن میرا اس سے رابطہ

رہا لیکن یہ رابطہ صرف فون پر ہوتا رہا ہے۔ اب اس نے مجھ سے فون پر بات کرتے ہوئے تمہارے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے تفصیل بتا دی۔ اس نے مجھے کہا کہ میں ایئرپورٹ پر تمہاری نگرانی کراؤں اور اگر تم اپنے ساتھیوں سمیت وہاں سے کہیں جاؤ تو میں اسے فوراً تفصیلی رپورٹ دوں۔ اس فلائٹ کی تفصیل اور تمہارے بارے میں تفصیل۔ اس کے عوض اس نے مجھے ایک لاکھ ڈالر کی آفر کی اور ایک لاکھ ڈالر کا چیک ایڈوانس بھجوا دیا۔ میں نے اپنے خاص آدمیوں کو ایئرپورٹ پر تعینات کر دیا۔ یہ لوگ تین شفٹوں میں کام کر رہے ہیں۔ تین آدمی ایک شفٹ میں ہیں"۔ رکاڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"فون نمبر کیا ہے کرنل لارج کا"...... عمران نے پوچھا تو رکاڈو نے فون نمبر بتا دیا۔

"یہ نمبر ناراک کا ہے یا ولنگٹن کا"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ ایکریمین ریاست ونچانا کے دارالحکومت کافنا کا فون نمبر ہے ویسے کرنل لارج خود زیادہ تر ناراک میں ہی رہتا ہے لیکن یہ فون اس نے وہاں نصب کرایا ہوا ہے۔ اس نے مجھے خود بتایا تھا"۔ رکاڈو نے کہا۔

"کیا تم جب بھی فون کرو تو تمہاری بات کرنل لارج سے ہو جاتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ پہلے ہولڈ کرایا جاتا ہے اور پھر بات ہو جاتی ہے"۔ رکاڈو

نے کہا تو عمران نے تپائی پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری کا نمبر پریس کر دیا اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ایکریمیا کی ریاست ونچانا کے دارالحکومت کافنا کا رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ کمپیوٹر سے چیک کر کے بتائے گی۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"یس"...... عمران نے جواب دیا تو اس نے رابطہ نمبر بتا دیا اور عمران نے شکریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ یہ وہی نمبر تھا جو رکاڈو نے فون نمبر کے ساتھ بتایا تھا لیکن فون نمبر سیٹلائٹ کا تھا اور سیٹلائٹ کے ساتھ عام ایکس چینج کا رابطہ نہیں ہوتا بلکہ سیٹلائٹ کا اپنا علیحدہ خصوصی رابطہ ہوتا ہے اس لئے عمران کی پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئیں۔

"سنو رکاڈو۔ میں یہ نمبر پریس کرتا ہوں۔ تم کرنل لارج سے بات کرو اور اسے میرے بارے میں رپورٹ دو کہ میں شہر میں اطمینان سے گھومتا پھر رہا ہوں اور میرا کہیں جانے کا کوئی ارادہ نظر

نہیں آتا"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں تم سے مکمل تعاون کروں گا"...... رکاڈو نے کہا تو عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور رکاڈو کا بتایا ہوا نمبر پریس کر کے آخر میں اس نے ایک بار پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا اور ساتھ ہی رسیور اس نے جوزف کی طرف بڑھا دیا ۔ جوزف نے فون سیٹ اٹھایا اور پھر رسیور لے جا کر اس نے رکاڈو کے کان کے ساتھ لگا دیا ۔ دوسری طرف سے کچھ دیر بعد گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

" یس "...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" میں پاکیشیا سے رکاڈو بول رہا ہوں ۔ سر چیف سے بات کرنی ہے"...... رکاڈو نے کہا۔

" کیا بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے جھٹکے دار لہجے میں پوچھا گیا۔

" رپورٹ دینی ہے"...... رکاڈو نے جواب دیا۔

" ہولڈ کرو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون پر خاموشی طاری ہو گئی۔

" ہیلو"...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

" رکاڈو بول رہا ہوں پاکیشیا سے"...... رکاڈو نے کہا۔

" ہاں ۔ دیکھ رہا ہوں کہ تم پاکیشیا سے ہی بول رہے ہو لیکن یہ نمبر کیا ہے ۔ کس کا نمبر ہے یہ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یہ کلب کا خصوصی نمبر ہے"...... رکاڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

" عمران تو دارالحکومت میں اطمینان سے گھومتا پھر رہا ہے ۔ مجھے تو لگتا ہے کہ اس کا کہیں جانے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہے"...... رکاڈو نے کہا۔

" تو پھر"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

" میرے آدمی تین شفٹوں میں ایئرپورٹ پر کام کر رہے ہیں ۔ اگر تم کہو تو میں اپنے آدمی کم کر دوں"...... رکاڈو نے کہا۔

" میں نے تمہیں اس معمولی سے کام کے لئے ایک لاکھ ڈالر دیئے ہیں ۔ عمران انتہائی شاطر آدمی ہے ۔ وہ کسی بھی لمحے ایئرپورٹ کا رخ کر سکتا ہے اور اس کے خلاف جو سیٹ اپ میں نے بنایا ہے اس میں تمہاری رپورٹ بنیادی اہمیت رکھتی ہے اس لئے نگرانی جاری رکھو"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جوزف نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر فون سیٹ لا کر تپائی پر رکھ دیا۔

" کرنل لارج ناراک میں کہاں مل سکتا ہے"...... عمران نے رکاڈو سے پوچھا۔

" مجھے نہیں معلوم ۔ ویسے جب بھی میری اس سے ملاقات ہوتی ہے وہ مجھے فون کر کے کسی بھی جگہ کال کر لیتا ہے اور ہر بار نئی جگہ

پر کال کرتا ہے ۔ میں ناراک میں ایک ہی ہوٹل میں ہمیشہ رہتا تھا کیونکہ وہ میرے ایک دوست کا ہے اور مجھے وہاں ہر سہولت مفت مہیا ہوتی تھی"...... رکاڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تمہارے وہ آدمی جو ایئرپورٹ پر موجود ہیں اس وقت وہاں ان کی تعداد کتنی ہو گی"...... عمران نے پوچھا۔

" تین افراد ہیں ۔آدھی رات کو شفٹ بدل جائے گی ۔ پھر تیسری شفٹ دس بجے صبح کو شروع ہو گی"...... رکاڈو نے کہا۔

" جو دو شفٹیں ہیں وہ لوگ اس وقت کہاں ہوں گے"۔ عمران نے پوچھا۔

" رنگ روڈ پر ایک رہائشی کوٹھی ہے ۔ میرے آدمی وہاں رہتے ہیں"...... رکاڈو نے جواب دیا۔

" جو ایئرپورٹ پر ہیں ان سے تمہارا رابطہ کیسے ہوتا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

" ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے "...... رکاڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" جوزف ۔ٹرانسمیٹر لے آؤ"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور مڑ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ تھوڑی دیر بعد ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر اس نے عمران کے ساتھ تپائی پر رکھ دیا۔

" فریکونسی بتاؤ ۔ میں تمہاری بات کراتا ہوں ۔ تم ان تینوں کو واپس رہائش گاہ پر فوری پہنچنے کا حکم دے دو"...... عمران نے کہا تو رکاڈو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فریکونسی بتا دی ۔ عمران نے فریکونسی ایڈجسٹ کی اور ٹرانسمیٹر جوزف کے ہاتھ میں دے دیا ۔ جوزف نے رکاڈو کے قریب جا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا اور رکاڈو نے بار بار کال دینا شروع کر دی ۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہو گیا تو رکاڈو نے انہیں واپس اپنی رہائش گاہ پر فوری پہنچنے کا حکم دے دیا تو جوزف نے جو ساتھ ساتھ بٹن آن آف کر رہا تھا ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اسے لا کر تپائی پر رکھ دیا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا ۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم نے تعاون کیا ہے رکاڈو اس لئے تمہیں آسان موت دی جا رہی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ رکاڈو کچھ کہتا جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل جیب سے نکالا اور دوسرے لمحے گولیوں کی بوچھاڑ رکاڈو کے سینے پر پڑی اور وہ چیخ بھی نہ سکا اور اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

" یہ وہ لوگ ہیں جو رہتے تو پاکیشیا میں ہیں، کھاتے اس ملک کا ہیں لیکن ان کی وفاداریاں دشمنوں کے ساتھ رہتی ہیں ۔ نانسنس"۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" جوزف ۔ رکاڈو کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دو اور جوانا تم ٹائیگر کے ساتھ جاؤ اور اس رہائش گاہ میں موجود اس رکاڈو کے

تمام ساتھیوں کا خاتمہ کر دو۔ اس پورے گروپ کو ختم ہونا چاہیئے"۔
عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور پھر ٹائیگر کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"جوزف ۔ میں لائبریری میں جارہا ہوں تاکہ اس مسئلے کو حل کر سکوں کہ رابطہ نمبر ایکس چینج کا اور فون نمبر سیٹلائٹ کا اور اس کے باوجود کال فوراً اٹنڈ ہو جاتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور عمران رانا ہاؤس کے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے خصوصی لائبریری بنا رکھی تھی۔

کرنل لارج اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے تین رنگوں کے فون پڑے ہوئے تھے۔ کرنل لارج نے پاکیشیا سے اطلاع ملنے کے بعد عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مکمل اور قابل عمل پلان نہ صرف تیار کر لیا تھا بلکہ ایک جزیرے سے پاکیشیا سے ایکریمیا کی طرف جانے والی پرواز جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہوں گے، کو فضا میں ہی میزائل کے ذریعے تباہ کرنے کا انتظام کرنے کے ساتھ ساتھ ولنگٹن ایئرپورٹ پر ان پر اچانک اور فل اٹیک کے ساتھ ساتھ گرین ویلی بندرگاہ تک ان کے خاتمے کے لئے پے در پے حملوں کا پلان بنایا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے ٹوائے لینڈ بندرگاہ پر بھی اپنے گروپ کو نہ صرف بھجوا دیا تھا بلکہ وہ وہاں ہر لحاظ سے الرٹ تھے۔ کرنل لارج ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا حتمی فیصلہ کر چکا تھا لیکن جب سے

پاکیشیا میں اس کے آدمی رکاڈو نے اسے کال کر کے بتایا تھا کہ عمران پاکیشیا میں اطمینان سے گھومتا پھر رہا ہے تو وہ خاصا پریشان ہوا تھا کیونکہ اس کے تمام انتظامات کے باوجود منصوبہ اس وقت ہی مکمل ہو سکتا تھا جب عمران پاکیشیا سے باہر آتا۔

"کیوں نہ میں پاکیشیا میں ہی اس کا خاتمہ کرا دوں"...... کرنل لارج نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل رچرڈ سے بات کراؤ"...... کرنل لارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سفید فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل لارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل لارج نے کہا۔

"کرنل رچرڈ لائن پر ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل لارج بول رہا ہوں"...... کرنل لارج نے کہا۔

"یس سر۔ میں کرنل رچرڈ بول رہا ہوں۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل رچرڈ۔ سر تھری کے ایشیا ڈیسک کے آپ انچارج ہیں۔ کیا پاکیشیا میں آپ کا کوئی براہ راست سیٹ اپ ہے"۔ کرنل لارج

نے کہا۔

"نہیں سر۔ پاکیشیا میں براہ راست سیٹ اپ بنانے کی آج تک کوئی ضرورت ہی لاحق نہیں ہوئی"...... کرنل رچرڈ نے جواب دیا۔

"کوئی ایسا سیٹ اپ کہ وہاں کوئی ضروری ایکشن لیا جا سکے"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہاں ایک طاقتور مشہور گروپ ہے۔ اوکلے گروپ۔ وہ پہلے بھی کام کرتا رہا ہے اور اب بھی کر سکتا ہے"...... کرنل رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اس کا فون نمبر بتائیں اور اسے میرے بارے میں بھی بتا دیں۔ میں اس سے براہ راست بات کروں گا"...... کرنل لارج نے کہا۔

"یس سر۔ فون نمبر نوٹ کریں"...... کرنل رچرڈ نے کہا اور پھر اس نے وہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر بتا کر اوکلے کا خصوصی نمبر بھی بتا دیا۔

"یہ اوکلے کس ملک کا شہری ہے۔ کیا پاکیشیا کا مقامی آدمی ہے یا"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"نو سر۔ یہ اسپانیہ کا باشندہ ہے لیکن طویل عرصے سے پاکیشیا میں منشیات اور اسلحے کا نیٹ ورک چلا رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ایک خصوصی گروپ بھی بنا رکھا ہے جو ہر قسم کا بڑا کام کر سکتا ہے۔ انتہائی بااعتماد اور تیز آدمی ہے۔ آپ اس پر مکمل بھروسہ

کر سکتے ہیں ۔ میں نے دو تین کام اس سے کرائے ہیں"...... کرنل رچرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آپ اسے فون کر دیں ۔ میں پندرہ منٹ بعد اس سے بات کروں گا"...... کرنل لارج نے کہا۔

" آپ اپنے نام سے بات کریں گے یا کوڈ نام سے "...... کرنل رچرڈ نے پوچھا۔

" کوڈ نام سے ۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ سپر تھری سے ہٹ کر کسی سے بھی بات ہوتی ہے تو کوڈ نام ہی استعمال ہوتا ہے"۔ کرنل لارج نے کہا۔

" یس سر ۔ میں ابھی فون کر کے اسے کہہ دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے "...... کرنل لارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور کرنل رچرڈ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ۔ اوکلے بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کھرکھراتی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ کھردرا تھا۔

" سٹار ون بول رہا ہوں ایکریمیا سے "...... کرنل لارج نے اپنا کوڈ نام بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ ۔ یس سر ۔ ابھی سی آر نے فون کیا تھا ۔ فرمایئے ۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ

یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" آپ سے ایک بڑا کام لینا ہے ۔ معاوضہ بھی بڑا اور فوری دیا جائے گا ۔ سی آر نے آپ پر اعتماد کرنے کا کہا ہے"...... کرنل لارج نے کہا۔

" آپ بے فکر ہو کر کام بتا سکتے ہیں ۔ آپ کا کام ہو جائے گا جناب"...... دوسری طرف سے اس بار باقاعدہ جناب کا بھی اضافہ کر دیا گیا تھا اور لہجہ پہلے سے بھی زیادہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

" پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں ایک آدمی ہے رکاڈو ۔ کیا آپ اسے جانتے ہیں"...... کرنل لارج نے کہا۔

" یس سر ۔ خاصا معروف آدمی تھا اور خفیہ جواء خانہ چلاتا تھا"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل لارج بے اختیار چونک پڑا۔

" تھا کا کیا مطلب ہوا"...... کرنل لارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کے بارے میں جو رپورٹ ملی ہے اس کے بعد اس کے بارے میں تھا کا لفظ ہی استعمال کیا جا سکتا ہے جناب"...... اوکلے نے جواب دیا۔

" کیا رپورٹ ملی ہے ۔ تفصیل سے بتائیں"...... کرنل لارج نے ہونٹ چبانے کے سے انداز میں کہا۔

" جناب ۔ کل شام اس کے جوئے خانے پر حملہ کیا گیا اور وہاں اس کے دس بارہ مسلح محافظوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا اور

رکاڈو کو اغوا کر لیا گیا اور ابھی تک اس کا کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ یقیناً اسے اغوا کرنے والوں نے اسے ہلاک کر دیا ہو گا اس لئے میں نے اس کے لئے تھا کا لفظ استعمال کیا ہے"...... اوکلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اغوا کرنے والے کون تھے۔ کیا ان کا پتہ چل سکا"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ ابھی تک کوئی نام سامنے نہیں آیا اور نہ ہی ہمیں اس معاملے میں کوئی دلچسپی تھی اس لئے ہم نے بھی معلوم نہیں کیا"...... اوکلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں آپ کو ایک فون نمبر بتا دوں تو کیا آپ وہاں پاکیشیا دارالحکومت کی فون ایکس چینج سے معلوم کر سکتے ہیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے اور کس کا ہے"...... کرنل لارج نے کہا۔

"یس سر۔ یہ تو بڑی معمولی سی بات ہے"...... اوکلے نے جواب دیا۔

"فون نمبر نوٹ کریں اور اس کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں۔ میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ آپ کو فون کروں گا"۔ کرنل لارج نے کہا اور ایک فون نمبر بتا دیا۔

"لیکن آپ تو کوئی بڑا کام مجھے دے رہے تھے۔ کیا یہی بڑا کام ہے"...... اوکلے نے کہا۔

"نہیں۔ بڑا کام اور ہے۔ یہ کام تو تمہاری رپورٹ کی وجہ سے

سامنے آیا ہے۔ اس کا معاوضہ تمہیں علیحدہ دیا جائے گا"...... کرنل لارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے سر۔ آپ ایک گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کر لیجئے۔ میں آپ کو تفصیلی رپورٹ دے دوں گا"...... اوکلے نے کہا تو کرنل لارج نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ کل شام ہی اس کی رکاڈو سے بات ہوئی تھی اور رکاڈو نے رپورٹ دی تھی کہ عمران تو اطمینان سے شہر میں گھومتا پھر رہا ہے اور اس رپوٹ کی بناء پر اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ عمران کا خاتمہ وہیں اس کے ملک کے دارالحکومت میں ہی کرا دے گا۔ اس کے علاوہ رکاڈو نے جس نمبر سے اسے فون کیا تھا وہ نمبر نیا تھا۔ چونکہ یہ فون مخصوص نمبر پر کیا گیا تھا اس لئے چیکنگ کمپیوٹر نے گو اس کی آواز تو اوکے کر دی تھی لیکن جو نمبر دیا گیا تھا وہ نیا نمبر تھا۔ اب جبکہ اوکلے نے اسے رپورٹ دی تھی کہ کل شام رکاڈو کو اغوا کر لیا گیا تھا تو اس نے یہی نمبر اسے دے دیا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ کس کا نمبر ہے جہاں سے وہ بات کر رہا تھا۔ پھر ایک گھنٹے بعد کرنل لارج نے دوبارہ فون کیا۔

"اوکلے بول رہا ہوں"...... اوکلے کی آواز سنائی دی۔

"سٹار ون بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"جناب۔ جو نمبر آپ نے دیا تھا یہ نمبر یہاں دارالحکومت کی ایک

بہت بڑی عمارت راناہاؤس کا ہے ۔ کہاجاتا ہے کہ یہ شاندار عمارت
کسی رانا تہور علی صندوقی کی ہے لیکن اب یہ عمارت پاکیشیا کے
انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کی تحویل میں ہے اور وہاں
اس کے دو حبشی ملازم رہتے ہیں ۔ ان کے نام جوزف اور جوانا
ہیں"...... اوکلے نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کل مجھے اس نمبر سے رکاڈو نے شام کے وقت فون کیا تھا۔ کیا
تم اس جوزف اور جوانا سے اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتے
ہو"...... کرنل لارج نے کہا۔

"کس قسم کی معلومات"...... اوکلے نے چونک کر پوچھا۔

"اس رکاڈو کے اغوا اور وہاں سے فون کرنے کے بارے میں"۔
کرنل لارج نے کہا۔

"ان حبشیوں کو بھاری معاوضہ دینا پڑے گا جناب"...... اوکلے
نے جواب دیا۔

"کتنا معاوضہ"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"ایک لاکھ ڈالر جناب ۔ اس سے کم پر وہ راضی نہیں ہوں
گے"...... اوکلے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتاؤ
میں تمہیں ونگز کے ذریعے دس منٹ میں رقم بھجوا دیتا ہوں"۔ کرنل
لارج نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ ایک لاکھ ڈالر ان کا معاوضہ اور ایک لاکھ ڈالر

میرا معاوضہ ۔ دو لاکھ ڈالر بھجوا دیں ۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کو
رپورٹ دے سکوں گا"...... اوکلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
نے اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دیا۔

"میں معاوضہ بھجوا رہا ہوں"...... کرنل لارج نے کہا اور رسیور
رکھ کر اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اپنے سیکرٹری
کو اوکلے کا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا کر انٹرنیشنل
ونگز ایجنسی کے ذریعے دو لاکھ ڈالر فوری بھجوانے کا حکم دے کر اس
نے رسیور رکھ دیا ۔ اسے معلوم تھا کہ انٹرنیشنل ونگز ایجنسی ٹیلی
گراف ٹرانسفر کے ذریعے رقم دس منٹ کے اندر اوکلے کے اکاؤنٹ
میں پہنچ جائے گی ۔ وہ اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اگر یہ ساری کارروائی
عمران کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اسے اس بات کی اطلاع مل
گئی ہے کہ سپر تھری اس کی نگرانی کر رہی ہے اور اب وہ بے حد محتاط
ہو گیا ہو گا ۔ اب وہ اوکلے بھی شاید اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے لیکن اسے
اس بات کا اطمینان تھا کہ اس کا جو فون نمبر رکاڈو نے بتایا ہو گا اور
جس پر اس سے رکاڈو کی بات ہوئی ہے اس فون نمبر کے ذریعے
عمران کسی صورت بھی اسے ٹریس نہ کر سکے گا ۔ چونکہ رکاڈو اس کا
دوست رہا تھا اور اس کا اصل نام بھی جانتا تھا اس لئے اس کے
بارے میں عمران کو علم ہو گیا ہو گا اس لئے وہ بیٹھا اب سوچ رہا تھا
کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کیا پلاننگ کی جائے
کیونکہ جو پلاننگ اس نے رکاڈو کی رپورٹ پر انحصار کرتے ہوئے

بنائی تھی وہ تو ابتدائی سطح پر ہی ناکام ہو گئی تھی اور یقیناً اب عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس انداز میں پاکیشیائی دارالحکومت سے نکلے گا کہ کسی کو اس کا پتہ نہ چل سکے گا کیونکہ وہ خود ٹاپ سیکرٹ ایجنسیوں سے متعلق رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ مخالفوں سے بچنے کے لئے کون کون سے راستے اختیار کئے جا سکتے ہیں۔ وہ بیٹھا کافی دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے اپنے ذہن کو جھٹک دیا کہ پہلے معاملات واضح ہو جائیں۔ اس کے بعد وہ اس بارے میں سوچے گا۔ چنانچہ ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر اوکلے کا نمبر ملایا۔

"یس۔ اوکلے بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے اوکلے کی آواز سنائی دی۔

"سٹار ون بول رہا ہوں۔ رقم پہنچ گئی تھی"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"یس سر۔ اور میں نے مصدقہ رپورٹ بھی تیار کرا لی ہے جناب"۔ اوکلے نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"جناب۔ رکاڈو کے خفیہ جوئے خانے پر عمران اور اس کے ساتھیوں نے حملہ کیا اور رکاڈو کو اغوا کر کے وہ رانا ہاؤس لے گئے اور پھر وہاں انہوں نے اس سے تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ ان تفصیلات کا علم اس لئے نہیں ہو سکا کہ یہ تفصیلات عمران نے علیحدہ کمرے میں حاصل کیں۔ پھر رکاڈو کو ہلاک کر دیا گیا اور اس کی لاش

برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی گئی"...... اوکلے نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب میں تمہیں اگر وہ بڑا کام بتاؤں تو کیا تم وہ کام کرو گے۔ لیکن یہ سن لو کہ یہ کام تمہیں فوری کرنا ہو گا۔ زیادہ وقت نہیں لگانا"...... کرنل لارج نے کہا۔

"آپ بتائیں تو سہی جناب۔ آپ کا کام آپ کی توقع کے مطابق ہو گا"...... اوکلے نے جواب دیا۔

"میں اس عمران کا فوری خاتمہ چاہتا ہوں"...... کرنل لارج نے کہا تو دوسری طرف اس طرح خاموشی طاری ہو گئی جیسے فون کا رابطہ منقطع ہو گیا ہو۔

"ہیلو۔ ہیلو"...... کرنل لارج نے کہا۔

"یس سر۔ میں لائن پر ہوں سر"...... دوسری طرف سے اوکلے کی آواز سنائی دی۔

"تم خاموش کیوں ہو گئے تھے"...... کرنل لارج نے کہا۔

"آئی ایم سوری سر۔ جو کام آپ بتا رہے ہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے"...... اوکلے نے کہا تو اس بار چونکنے کی باری کرنل لارج کی تھی۔

"مگر کیوں"...... کرنل لارج نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ عمران پر ہاتھ ڈالنا اور وہ بھی پاکیشیا میں ناممکن ہے۔ رکاڈو کا حشر آپ نے دیکھ لیا ہے حالانکہ میرا خیال ہے کہ وہ صرف

نگرانی کر رہا ہو گا ۔ اگر میں نے اس پر ہاتھ ڈالا تو میں اپنے پورے گروپ سمیت مارا جاؤں گا ۔ وہ عفریت ہے سر اس لئے سوری سر" ۔ اوکلے نے کہا۔

" لیکن تم نے ابھی عمران کے ساتھیوں کو رقم دے کر معلومات حاصل کی ہیں ۔ تم مزید بھاری رقم دے کران کے ذریعے اسے آسانی سے ہلاک کرا سکتے ہو"...... کرنل لارج نے کہا۔

" سر ۔اب میں آپ سے کچھ نہیں چھپاؤں گا ۔جو رپورٹ میں نے دی ہے وہ میرے اپنے ذاتی اندازے پر مبنی ہے ۔میں نے ان دونوں حبشیوں سے کوئی بات نہیں کی کیونکہ وہ عمران سے بھی زیادہ خطرناک اور وحشی لوگ ہیں ۔جوانا تو انتہائی خطرناک آدمی ہے ۔ کچھ عرصہ پہلے اس نے انڈر ورلڈ میں بے تحاشا قتل و غارت کی تھی اس لئے سوری سر ۔اگر آپ کہیں تو میں آپ کی رقم واپس بھجوا سکتا ہوں ۔میں کرنل رچرڈ سے بھی معذرت کر لوں گا لیکن میں اپنی اور اپنے گروپ کی جان یقینی خطرے میں نہیں ڈال سکتا" ۔ اوکلے نے صاف اور دو ٹوک لہجے میں کہا تو کرنل لارج کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" چلو یہ تو کر سکتے ہو کہ عمران کی نگرانی کراؤ ۔اگر یہ پاکیشیا سے باہر جائے تو مجھے اطلاع دے دو ۔ تمہیں جتنا معاوضہ دیا گیا ہے اس سے دوگنا معاوضہ مزید دیا جائے گا"...... کرنل لارج نے کہا۔

"آپ کا مطلب ایئر پورٹ پر اس کی نگرانی ہے یا باقی تمام ذرائع

بھی اس میں شامل ہیں"...... اوکلے نے پوچھا۔

" باقی ذرائع کون سے ہیں"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

" سمندر کے راستے وہ ہمسایہ ملک کافرستان جا سکتا ہے ۔ زمین کے راستے وہ ہمسایہ ملک بہادرستان اور شوگران جا سکتا ہے اور کافرستان کی سرحد بھی پاکیشیا سے ملی ہوئی ہے ۔ زمین کے راستے بھی وہ کافرستان جا سکتا ہے"...... اوکلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" کیا ان تمام راستوں پر چیکنگ نہیں ہو سکتی"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

" ہو تو سکتی ہے لیکن اس پر اخراجات بہت زیادہ آئیں گے جناب کم از کم دس لاکھ ڈالر اخراجات اور دس لاکھ ڈالر معاوضہ ۔ مجھے کافی آدمی اس کام پر تعینات کرنے پڑیں گے"...... اوکلے نے کہا۔

" لیکن اس کے باوجود اگر وہ نکل گیا تو"...... کرنل لارج نے کہا۔

" اس کی میں ذمہ داری لیتا ہوں جناب"...... اوکلے نے کہا۔

" اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔آدھا معاوضہ میں تمہیں بھجوا دیتا ہوں اور باقی آدھا اس وقت ملے گا جب تم اطلاع دو گے اور میں اس اطلاع کو پہلے کنفرم کراؤں گا"...... کرنل لارج نے کہا۔

" جناب ۔ اخراجات پورے بھجوا دیں ۔ معاوضہ بے شک آدھا بھجوا دیں ۔رپورٹ آپ کو حتمی ملے گی"...... اوکلے نے کہا۔

" اوکے ۔ میرا خصوصی نمبر نوٹ کر لو ۔ میں جہاں بھی ہوں گا مجھ

سے تمہاری بات ہو جائے گی"...... کرنل لارج نے کہا۔

" ٹھیک ہے جناب۔ نمبر بتائیں"...... اوکلے نے کہا تو کرنل لارج نے اسے نمبر بتا دیا۔

" میں نے نمبر نوٹ کر لیا ہے جناب"...... اوکلے کی آواز سنائی دی۔

" اب یہ بات بھی سن لو کہ اگر تم نے پہلے کی طرح ہم سے فراڈ کرنے کی کوشش کی اور غلط معلومات مہیا کیں تو پھر تمہیں پوری دنیا میں کہیں جائے پناہ نہیں ملے گی"...... کرنل لارج نے سخت لہجے میں کہا۔

" ایسا نہیں ہو گا جناب۔ آپ بے فکر رہیں"...... اوکلے نے جواب دیا۔

" اوکے۔ میں پندرہ لاکھ ڈالر بھجوا دیتا ہوں"...... کرنل لارج نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سفید فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر کے اس نے اپنے پی اے سے رابطہ کر کے اسے فوری طور پر اسی پہلے اکاؤنٹ میں پندرہ لاکھ ڈالر بھجوانے کا حکم دے کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اوکلے نے جس طرح دو ٹوک انداز میں عمران کو ہلاک کرنے سے انکار کر دیا تھا اس سے کرنل لارج اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ اس کی یہ سکیم کہ عمران کو وہیں پاکیشیا میں ہی ہلاک کرا دیا جائے قابل عمل نہیں ہے۔ ایک صورت ہو سکتی تھی کہ وہ خود پاکیشیا جا کر یہ مشن مکمل کرے لیکن یہ بھی ہو سکتا تھا کہ

وہ وہاں پہنچے اور عمران وہاں سے پہلے ہی یہاں آنے کے لئے روانہ ہو جائے اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اوکلے کے ذریعے اس کی نگرانی کرائے۔ اگر اطلاع مل جائے تو ٹھیک اور اگر نہ بھی ملے تب بھی گرین ویلی بندرگاہ اور ٹوائے لینڈ بندرگاہ پر انتہائی سخت اور کڑی نگرانی کی جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے اور اوکلے کے ذمے نگرانی کا کام لگا کر وہ اب پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔

ٹائیگر ریڈ کارڈ کلب کی لابی میں بیٹھا کافی پینے میں مصروف تھا۔ وہ یہاں ایک آدمی سے ملنے کے لئے آیا تھا لیکن وہ آدمی ابھی تک نہ پہنچا تھا اس لئے ٹائیگر لابی میں ہی بیٹھ کر کافی پینے میں مصروف تھا۔

"ہیلو ٹائیگر"...... اچانک ٹائیگر کے کانوں میں ایک مانوس آواز پڑی تو وہ چونک کر ادھر دیکھنے لگا جدھر سے آواز آئی تھی اور اس کے ساتھ ہی وہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ جیکب۔ بہت دونوں بعد نظر آئے ہو"...... ٹائیگر نے اٹھ کر آنے والے ایک آدمی کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔ آج ہی واپس آیا ہوں"۔ آنے والے شخص جیکب نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ٹائیگر کے ساتھ والی کرسی پر ہی بیٹھ گیا۔

"کوئی لمبا ہی ہاتھ مار لیا تھا کہ ملک سے باہر سیر کے لئے نکل گئے تھے"...... ٹائیگر نے ویٹر کو جیکب کے لئے کافی لانے کا حکم دیتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ میں نے کیا لمبا ہاتھ مارنا تھا۔ صرف پچاس ہزار ڈالر کا مسئلہ تھا۔ لمبا ہاتھ تو اور لوگ مارتے ہیں۔ پندرہ لاکھ ڈالر اکٹھے اگر اکاؤنٹ میں پہنچ جائیں تو پھر اسے لمبا ہاتھ ہی کہا جا سکتا ہے"۔ جیکب نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"پندرہ لاکھ ڈالر۔ کوئی بڑا سودا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایک گھنٹہ پہلے دو لاکھ ڈالر ونگز کے ذریعے یہاں وصول کئے گئے اور اور پھر ایک گھنٹے بعد پندرہ لاکھ ڈالر وصول کئے گئے اور یہ تو تمہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی کہ منشیات یا اسلحہ کے سودے میں رقومات ونگز ایجنسی کے ذریعے بینکوں میں نہیں پہنچائی جاتیں بلکہ اس کے لئے پرسنل ہنڈی کا استعمال ہوتا ہے تاکہ حکام تک یہ اطلاع کبھی پہنچ ہی نہ سکے"...... جیکب نے کافی کی پیالی اٹھاتے ہوئے کہا جو اس دوران ویٹر اس کے سامنے رکھ گیا تھا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ ایسے سودے اس طرح بینکوں کے ذریعے نہیں ہوتے لیکن پندرہ لاکھ ڈالر کوئی اتنی بڑی رقم نہیں ہے کہ تم اس قدر حیران نظر آ رہے ہو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے لئے نہیں ہو گی لیکن میرے لئے تو بہت بڑی رقم ہے

کاش یہ اوکلے کی بجائے مجھے مل جاتی تو میرے بے شمار کام ہو جاتے"...... جیکب نے کہا تو ٹائیگر، اوکلے کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوکلے تو منشیات اور اسلحے کا کام کرتا ہے اور ایسے لوگ کبھی اس طرح بینکوں کے ذریعے اتنی بھاری رقومات نہیں منگواتے۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے بیرون ملک سے کچھ رقم یہاں اپنے بینک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرائی تھی لیکن جب میں نے یہاں پہنچ کر چیک کی تو وہ رقم یہاں پہنچی ہی نہ تھی۔ میں اس سلسلے میں بینک مینجر کے پاس گیا تو وہ اوکلے کی اس رقم کے چکر میں پھنسا ہوا تھا۔ اوکلے بار بار فون کر کے اس سے پوچھ رہا تھا اور جب بینک مینجر نے اسے بتایا کہ رقم ونگز کے ذریعے پہلے کے دو لاکھ ڈالر کی طرح پہنچ چکی ہے اور اوکلے کے اکاؤنٹ میں جمع ہو چکی ہے تو بڑی مشکل سے اوکلے نے بینک مینجر کی جان چھوڑی۔ تب اس نے میری طرف توجہ کی۔ میں نے جب اس اوکلے کی رقم کے بارے میں پوچھا کہ مسئلہ کیا تھا تو بینک مینجر نے مجھے بتایا کہ اس کے اکاؤنٹ میں ونگز کے ذریعے دو لاکھ ڈالر موصول ہوئے اور اب پندرہ لاکھ ڈالر موصول ہوئے ہیں"۔ جیکب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رقم تو خاصی پرکشش ہے۔ بہرحال ہو گا کوئی چکر"...... ٹائیگر نے کہا تو جیکب بھی اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر ٹائیگر

سے اجازت لے کر اور کافی پلانے کا شکریہ ادا کر کے آگے بڑھ گیا تو ٹائیگر اٹھ کر کاؤنٹر کی طرف گیا تاکہ وہاں سے معلوم کر سکے کہ اس کا ملاقاتی جو اس کلب کے ایک کمرے میں مستقل رہائش پذیر تھا واپس آگیا ہے یا نہیں اور اگر نہیں آیا تو وہ اس کے لئے کاؤنٹر پر کوئی پیغام چھوڑ دے۔ ٹائیگر ابھی کاؤنٹر پر پہنچا ہی تھا کہ ایک طرف کھڑا ہوا ایک آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"ہیلو ٹائیگر۔ کیسے ہو"...... اس آدمی نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا تو ٹائیگر تیزی سے اس کی طرف مڑا۔

"ارے۔ تم اور یہاں۔ تم تو طویل عرصہ پہلے یورپ شفٹ ہو گئے تھے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر دونوں نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے ایک سال ہو گیا ہے"...... اس آدمی نے کہا۔

"آج کل کہاں ہو۔ کس کے لئے کام کر رہے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اوکلے کلب میں گزشتہ ایک سال سے کام کر رہا ہوں۔ بہرحال اوکلے اچھا آدمی ہے۔ کوئی شکایت نہیں۔ تم سناؤ کہ آج کل کیا ہو رہا ہے"...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں مال پانی ٹھیک مل رہا ہے یا نہیں کیونکہ میں نے سنا ہے کہ اوکلے آج کل اونچی پرواز کر رہا ہے۔ پندرہ لاکھ ڈالر ونگز ایجنسی

کے ذریعے باقاعدہ بینک میں وصول کر رہا ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی چونک پڑا۔

" تمہیں کس نے یہ اطلاع دی ہے"...... اس آدمی کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے جیسے اس کے نقطہ نظر سے ٹائیگر تک اس اطلاع کا پہنچ جانا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور ٹائیگر بھی اس کے چہرے کے یہ تاثرات دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا تھا۔

" کیا بات ہے مرفی ۔ تم اس قدر پریشان کیوں ہو گئے ہو ۔ کیا مجھے ایسی اطلاع نہیں مل سکتی"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم واقعی بے حد باخبر رہتے ہو ۔ میں اس لئے حیران ہو رہا تھا کہ میں نے ابھی جا کر بینک سے تصدیق کی ہے اور تمہیں اتنی جلدی معلوم بھی ہو گیا ہے ۔ بہر حال اب مجھے اجازت ۔ میں نے ضروری کام جانا ہے ۔ گڈ بائی"...... مرفی نے کہا اور اس قدر تیزی سے آگے بڑھ گیا جیسے اگر وہ ایک دو لمحے اور رک گیا تو نجانے کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

" اسے کیا ہو گیا ہے ۔ کوئی گڑبڑ بہر حال ضرور ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور پھر کاؤنٹر پر کھڑے آدمی کی طرف بڑھ گیا ۔ وہاں سے اس نے اپنے ملاقاتی کے بارے میں معلومات کیں اور جب اسے معلوم ہوا کہ ابھی تک اس کا ملاقاتی نہیں آیا تو اس نے اس کے نام پیغام

چھوڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ مین گیٹ سے نکلتے ہی اسے ایک آدمی نظر آیا جو پارکنگ سے مین گیٹ کی طرف آ رہا تھا ۔ یہ سٹارڈ تھا جو انڈر ورلڈ میں خاصا نمایاں مقام رکھتا تھا ۔ اس کا ایک بڑا گروپ تھا جو ہر قسم کے جرائم میں ملوث رہتا تھا ۔ ٹائیگر اسے سٹار ڈسٹ کہا کرتا تھا اور وہ اس لقب پر غصہ کھانے کی بجائے مسکرا دیتا تھا۔

" ہیلو سٹار ڈسٹ ۔ آج ادھر کیسے بھول پڑے"...... ٹائیگر نے قریب آنے پر کہا تو وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

" آج بڑا کام مل گیا ہے ۔ آؤ تمہیں گولڈن پلاؤں"...... سٹارڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

" گولڈن ۔ تو کوئی بڑی واردات کی ہے"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ ایسے کلبوں میں گولڈن انتہائی قیمتی شراب کو کہا جاتا تھا۔

" ارے نہیں ۔ واردات کی بات نہیں ۔ صرف نگرانی کا مسئلہ ہے لیکن رقم بہت بڑی ملی ہے اس لئے کہہ رہا تھا ۔ اوکے ۔ بائی بائی"...... سٹارڈ نے کہا اور ٹائیگر کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

" کوئی بے وقوف مل گیا ہے تمہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ارے ۔ وہ بے وقوف نہیں ہے ۔ مسئلہ ہی ایسا ہے ۔ تم خود سوچو ۔ دنیا کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹ کی نگرانی کوئی عام بات تو

نہیں ورنہ اوکلے جیسا آدمی تو کسی کو کچھ دینے کی بجائے الٹا دوسروں کا خون چوسنے کا عادی ہے"...... سٹارڈ نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا جبکہ ٹائیگر کے کانوں میں اس کی آواز ابھی تک گونج رہی تھی۔ خطرناک سیکرٹ ایجنٹ کا مطلب وہ بہت اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اوکلے نے سٹارڈ کو بھاری رقم عمران کی نگرانی کے لئے دی ہے۔ اس سے پہلے جیکب اسے بتا چکا تھا کہ اوکلے کو ایکریمیا کی کسی ایجنسی نے بھاری رقم بھجوائی ہے۔

"اس اوکلے کو بتانا ہو گا"...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے اوکلے کلب کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ عمران کے بارے میں اشارہ ملنے کے بعد ظاہر ہے کہ وہ اب اسے نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔ سٹارڈ کو شاید معلوم نہیں تھا کہ ٹائیگر اور عمران کے درمیان کیا تعلق ہے۔ ویسے بھی اس نے نام نہ لیا تھا لیکن ٹائیگر فوراً ہی اشارہ سمجھ گیا تھا۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ ابھی رکاڈو کا خاتمہ ہوا ہے اور اتنی جلدی اب اوکلے کو ہائر بھی کر لیا گیا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ ایکریمین ایجنٹ کس حد تک تیزی اور فعالیت کا مظاہرہ کر رہے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اب وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ رکاڈو اور اب اوکلے کے بارے میں انہیں معلوم ہو گیا ہے لیکن کیا ان دونوں کے بعد اور کوئی ہائر کر لیا جائے گا۔ وہ کس کس کا خاتمہ کریں گے اس لئے ٹائیگر نے اپنے طور پر یہ سوچ لیا تھا کہ اب اوکلے سے اس ایجنسی یا اس آدمی کا پتہ معلوم کر

کے وہ خاموشی سے ایکریمیا جا کر اس آدمی کا ہی خاتمہ کر دے گا۔ اسے یقین تھا کہ اس آدمی کی ہلاکت کے بعد یہ معاملہ اتنا فعال نہیں رہے گا۔ یہی سوچتا ہوا وہ اوکلے کلب کے کمپاؤنڈ میں مڑ گیا اور کار کو پارکنگ کی طرف لے گیا۔ اوکلے کے بارے میں وہ جانتا تھا کہ اوکلے خاصا مشتعل مزاج اور تیز طرار آدمی ہے لیکن اوکلے اس کے بارے میں بھی جانتا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ آسانی سے اوکلے تک پہنچ جائے گا۔ کار پارکنگ میں روک کر وہ نیچے اترا اور پھر کارڈ لے کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کاؤنٹر پر موجود تھا۔

"اوکلے سے کہو کہ ٹائیگر آیا ہے ملنے"...... ٹائیگر نے کاؤنٹر پر موجود لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... لڑکی نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"کاؤنٹر سے میراتن بول رہی ہوں سر۔ آپ سے ملاقات کے لئے مسٹر ٹائیگر یہاں موجود ہیں"...... لڑکی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس لڑکی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ پر موجود ایک نوجوان کو اپنی طرف بلایا۔

"صاحب کو بڑے صاحب کے آفس تک پہنچا دو"...... لڑکی نے

آنے والے نوجوان سے کہا۔

" آیئے سر"...... اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک سائیڈ پر مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہو رہا تھا جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ اوکلے لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ وہ سر سے مکمل طور پر گنجا تھا۔ البتہ اس کی سیاہ رنگ کی بڑی بڑی مونچھیں گلہری کی دم کی طرح کھڑی تھیں۔ اس کی آنکھیں چھوٹی تھیں لیکن ان میں تیز چمک تھی۔ وہ اپنے انداز سے کوئی بڑا بدمعاش نظر آ رہا تھا۔

" آؤ ٹائیگر۔ آج کیسے آنا ہوا۔ بیٹھو"...... اوکلے نے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس انداز میں کہا جیسے ٹائیگر کو ملاقات کی اجازت دے کر اور اس سے بات کر کے اس نے اس پر احسان کر دیا ہو۔

" تم نے ونگز ایجنسی کے ذریعے پندرہ لاکھ ڈالر ایکریمیا سے وصول کئے ہیں اور اس سے پہلے دو لاکھ ڈالر بھی وصول کئے ہیں۔ کیا کام لیا جائے گا تم سے"...... ٹائیگر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ٹائیگر کی بات سن کر اوکلے بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

" یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"...... اوکلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مطلب واضح ہے۔ ایکریمین ویسے ہی اتنی بھاری رقم کسی کو

نہیں دیتے اور یہ رقم کسی غیر قانونی دھندے کی بھی نہیں ہے ورنہ یہ رقم ونگز ایجنسی کے ذریعے نہیں بھیجی جا سکتی اس لئے بتا دو کہ کیا کام لیا جائے گا تم سے ورنہ"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ورنہ کیا۔ تم۔ تم مجھے میرے ہی آفس میں دھمکی دے رہے ہو"...... اوکلے نے یکلخت بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سنو اوکلے۔ تم بہت چھوٹے درجے کے آدمی ہو۔ میری نظر میں تمہاری حیثیت محض ایک کھلونے کی سی ہے اور ابھی میں صرف زبانی بات کر رہا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کسی کی نگرانی کے لئے پندرہ لاکھ ڈالر دیئے گئے ہیں لیکن یہ بات میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تمہیں۔ تمہیں موت یہاں لے آئی ہے ٹائیگر۔ تمہاری موت"...... اوکلے نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں اب مشین پسٹل موجود تھا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر دوبارہ کرسی پر گرا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر اڑتا ہوا ایک طرف جا گرا تھا۔ ٹائیگر جو میز پر رکھے ہوئے شیشے کے ایش ٹرے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھا اچانک اس نے ہاتھ کو دائرے کی صورت میں حرکت دی تھی اور اس کے ساتھ ہی شیشے کا بھاری ایش ٹرے بندوق سے نکلنے والی گولی کی طرح اڑتا ہوا اوکلے کے اس ہاتھ سے ٹکرایا جس میں اس نے مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا اور ضرب سے نہ صرف مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا بلکہ وہ خود بھی چوٹ

کھا کر ایک دھماکے سے واپس کرسی پر جا گرا تھا۔
" اب بولو کیا کہتے ہو"...... ٹائیگر نے اپنے مشین پسٹل کا رخ اوکلے کی طرف کرتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا اچانک چھت سے چٹاک کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ٹائیگر اس طرح اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر پٹخ دیا ہو۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے بھی نکل گیا تھا۔ ٹائیگر نے نیچے گرتے ہی تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بے سود اس کے جسم میں حرکت ہی موجود نہ تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ مکمل طور پر مفلوج ہو گیا ہو۔

" ہونہہ۔ تو تم سمجھے تھے کہ میں نے اپنے آفس میں تم جیسے بدمعاشوں کے لئے کوئی انتظام نہیں کر رکھا۔ اب جب تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ میں اپنے ہاتھوں سے ادھیڑوں گا تو تمہیں معلوم ہو گا کہ اوکلے کے ساتھ ماتھا لگانے والے کا کیا حشر ہوتا ہے"...... اوکلے نے چیخ کر کہا اور پھر شاید اس نے کوئی بٹن پریس کیا تھا کہ دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ ٹائیگر کو اس طرح دیوار کی جڑ میں پڑے دیکھ کر بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔

" ٹوڈی۔ ٹائیگر کو اٹھا کر بلیک روم میں لے جاؤ اور سٹانزا سے کہو کہ وہ کوڑا لے کر وہاں پہنچے اور پھر میں بھی وہیں آ رہا ہوں۔ میں نے ایک ضروری فون کرنا ہے۔ وہ میں پہلے کر لوں"...... اوکلے

نے کہا۔
" یس باس"...... اس آنے والے ٹوڈی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر مفلوج حالت میں پڑے ہوئے ٹائیگر کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور واپس مڑ گیا۔ مختلف راہداریوں سے گزر کر وہ سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ ٹارچنگ کے لئے مخصوص نظر آ رہا تھا کیونکہ وہاں راڈز والی مخصوص کرسی بھی موجود تھی اور ٹارچنگ کا ہر قسم کا سامان بھی۔ ٹوڈی نے ٹائیگر کو راڈز والی کرسی پر ڈالا اور پھر کرسی کے پیچھے جا کر اس نے پیر مارا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز کرسی کے ایک بازو سے اٹھ کر دوسرے بازو میں غائب ہو گئے اور ٹائیگر ان راڈز کے دائرے کے اندر ویسے ہی مفلوج حالت میں موجود تھا۔ اس کی زبان بھی حرکت نہ کر رہی تھی۔ ٹوڈی اسے کرسی پر راڈز میں جکڑ کر واپس چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک پہلوان نما آدمی ہاتھ میں کوڑا اٹھائے اندر داخل ہوا۔ وہ بڑے غور سے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

" اوہ۔ تم ٹائیگر ہو"...... اس نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا لیکن ظاہر ہے ٹائیگر نہ جواب دے سکتا تھا اور نہ ہی معمولی سی حرکت کر سکتا تھا اس لئے وہ خاموش رہا تھا۔

" مجھے افسوس ہے ٹائیگر کہ اب تمہاری زندگی ختم ہو گئی ہے۔ باس اوکلے انتہائی بے رحم آدمی ہے۔ وہ تمہاری کھال بھی اتار دے گا۔ اب تو موت ہی تمہیں اس سچوئیشن سے نکال سکتی ہے"۔ اس

آدمی نے کہا اور پھر خاموشی سے ایک طرف کھڑا ہو گیا ۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور اوکلے اندر داخل ہوا تو کوڑا بردار سٹانزا نے آگے بڑھ کر سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک کرسی اٹھا کر ٹائیگر کے سامنے کچھ فاصلے پر رکھ دی اور اوکلے اس کرسی پر بیٹھ گیا۔

" اس کے منہ میں پانی ڈالو تاکہ یہ بول سکے ۔ میں نے اس سے پوچھنا ہے کہ اس نے جو کچھ مجھے بتایا ہے اسے کس طرح اس کا پتہ چلا ہے"...... اوکلے نے سٹانزا سے کہا۔

" یس باس "...... سٹانزا نے کہا اور پھر کوڑے کو لپیٹ کر اس نے اپنی بیلٹ سے باندھا اور پھر ایک کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا ۔ الماری کھول کر اس نے اس میں موجود پانی کی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی اور الماری بند کر کے وہ مڑا اور اس نے ٹائیگر کی کرسی کے قریب آکر بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور اسے ٹائیگر کے منہ سے لگا دیا ۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے ٹائیگر کا سر تھام رکھا تھا ۔ آہستہ آہستہ پانی ٹائیگر کے حلق میں خود بخود اترتا چلا گیا اور پھر جیسے جیسے پانی اس کے پیٹ میں پہنچ رہا تھا ویسے ویسے ٹائیگر کو اپنے جسم میں حرکت کا احساس ہوتا جا رہا تھا ۔ تھوڑا سا پانی پلا کر سٹانزا نے بوتل ہٹا دی اور اس کا ڈھکن لگا کر اس نے بوتل ایک طرف رکھ دی۔

" ابھی تم بولنے لگ جاؤ گے ٹائیگر اور اسے بھی میری مہربانی سمجھنا کہ میں تمہیں مرنے سے پہلے بولنے کا موقع دے رہا ہوں"۔

کرسی پر بیٹھے ہوئے اوکلے نے کہا۔

" تم واقعی مہربان آدمی ہو"...... ٹائیگر نے رک رک کر کہا۔

" خوشامد نہیں ۔ سچ بولنا پڑے گا تمہیں ۔ اگر تم یہ بتا دو کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ پندرہ لاکھ ڈالر مجھے ایکریمیا سے بھجوائے گئے ہیں تو میں تمہیں آسان موت ماروں گا ورنہ تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ کوڑے مار مار علیحدہ کر دیا جائے گا"...... اوکلے نے کہا۔

" کیا سٹانزا کے سامنے تفصیل بتا دوں"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اوکلے بے اختیار اچھل پڑا۔

" سٹانزا یہ کوڑا مجھے دو اور تم جاؤ ۔ میں خود اس سے پوچھ لوں گا"...... اوکلے نے مڑ کر پیچھے کھڑے سٹانزا سے کہا۔

" یس باس"...... سٹانزا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کوڑا اس نے بیلٹ سے علیحدہ کر کے اوکلے کی طرف بڑھا دیا۔

" اب تم جا سکتے ہو"...... اوکلے نے کہا۔

" یس باس"...... سٹانزا نے جواب دیا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ اس دوران ٹائیگر نے آہستہ آہستہ اپنی ٹانگ موڑی اور جب اوکلے نے سٹانزا سے کوڑا لیا تو اس وقت اس کا پیر مڑ کر کرسی کے عقب میں پہنچ چکا تھا۔

" ہاں ۔ اب بتاؤ"...... اوکلے نے ٹائیگر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

" اس بات سے تم اس قدر پریشان کیوں ہو گئے ہو ۔ یہ کوئی

ایسی بات تو نہیں ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم اسلحے اور منشیات کے دھندے کا کام کرتے ہو اور تمہارے تعلقات یورپ اور ایکریمیا کی انڈر ورلڈ سے ہیں ۔ پھر ایسی کیا بات ہے کہ تم اس حد تک پہنچ گئے ہو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا جبکہ اس کا پیر آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہوئے اس بٹن کو ٹریس کر رہا تھا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تمہارا تعلق عمران سے ہے ۔ تم اسے اپنا استاد کہتے ہو اور جو کام میں نے ہاتھ میں لیا ہے وہ عمران کے بارے میں ہے ۔ مجھے تو عمران کی ہلاکت کے لئے بہت بڑی رقم مل رہی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا ۔ صرف اس کی مخبری کا وعدہ کر لیا لیکن میں حیران ہوں کہ تمہیں یہ سب کچھ اتنی جلدی کس نے بتا دیا ہے اس لئے میں نے تمہیں زندہ بھی رکھا ہے ورنہ میں آفس میں ہی تمہیں گولی مار دیتا ۔ تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہیں یہ سب کیسے علم ہوا"۔ اوکلے نے کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔ اس کے ہاتھ میں کوڑا موجود تھا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا اس نے کوڑے کو فضا میں چٹخا تو شڑاپ کی آواز کمرے میں گونج اٹھی لیکن اسی لمحے ٹائیگر کا پیر اس بٹن پر پہنچ گیا اور پھر کٹاک کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کرسی کے راڈز یکلخت غائب ہو گئے اور ایسا ہوتے دیکھ کر اوکلے کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ۔ شاید اس کی سمجھ میں ہی نہ آیا تھا کہ خود بخود کرسی کے راڈز کیسے غائب ہو گئے ۔ شاید اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی اس بات کا کوئی امکان

موجود نہ تھا کہ کوئی آدمی ٹانگ موڑ کر اور کرسی کے عقب میں پیر لے جا کر بھی بٹن پریس کر سکتا ہے اور شاید اس سے پہلے کبھی کوئی ایسا تجربہ اس کے سامنے نہ ہوا تھا کیونکہ ظاہر ہے وہ انڈر ورلڈ کا آدمی تھا ۔ کوئی سیکرٹ ایجنٹ نہیں تھا کہ وہ اس قسم کے غیر معمولی اقدامات کا سوچ بھی سکتا ۔ چنانچہ وہ آنکھیں پھاڑے دیکھتا ہی رہ گیا کہ ٹائیگر جس کا جسم اب پوری طرح حرکت میں آ چکا تھا اس طرح اچھلا جیسے بند سپرنگ کھلتا ہے اور دوسرے لمحے اوکلے اچھل کر پہلے کرسی سے ٹکرایا اور پھر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا جبکہ اس کے ہاتھ میں موجود کوڑا ایک طرف جا گرا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ اوکلے اٹھ کر کھڑا ہوتا ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر کوڑا اٹھایا اور دوسرے لمحے شڑاپ کی تیز آواز کے ساتھ ہی اوکلے کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا ۔ ابھی چیخ کی بازگشت ختم ہی نہ ہوئی تھی کہ شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی پوری قوت سے دوسرا کوڑا فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے اوکلے پر پڑا اور پھر تو جیسے ٹائیگر کا ہاتھ کسی مشین کی سی تیزی سے حرکت میں آگیا اور چند لمحوں بعد ہی اوکلے بے حس و حرکت ہو چکا تھا ۔ ٹائیگر اس کے بے حس و حرکت ہوتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا ۔ اسے سب سے زیادہ خطرہ اس سٹانزا کی طرف سے تھا کہ وہ اوکلے کی چیخوں کی آوازیں سن کر آ نہ جائے لیکن شاید وہ باہر موجود نہ تھا ۔ وہ واپس جا چکا تھا اس لئے وہ اندر نہ آیا لیکن اوکلے کے بے ہوش ہوتے ہی ٹائیگر

نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر واپس آ کر اس نے فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے اوکلے کو اٹھا کر راڈز والی کرسی پر ڈالا اور پھر کرسی کے عقب میں جا کر اس نے بٹن پریس کر دیا تو ایک بار پھر راڈز نمودار ہو گئے اور بے ہوش اوکلے راڈز میں جکڑا گیا۔ ٹائیگر نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لئے اور ایک طرف رکھی ہوئی پانی کی بوتل اٹھا کر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور جیسے ہی اوکلے نے آنکھیں کھولیں اس نے بوتل کا دہانہ اس کے منہ میں ڈال کر بوتل کو اوپر کر دیا تو اوکلے غٹا غٹ پانی پینے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی بوتل ختم ہو گئی تو ٹائیگر نے بوتل کو اوکلے کے منہ سے ہٹا کر اسے ایک طرف رکھی ہوئی ٹوکری میں پھینک دیا۔ اوکلے کے جسم، چہرے اور بازوؤں پر زخم موجود تھے۔

"یہ۔ یہ تم کس طرح راڈز سے رہا ہو گئے"...... اوکلے نے ہوش میں آتے ہی سب سے پہلے یہی سوال کیا۔

" تم محض ایک بدمعاش ہو اوکلے۔ تمہیں معلوم ہی نہیں ہے کہ سیکرٹ ایجنٹ اور ان کے شاگرد کیسے کام کرتے ہیں ورنہ تم میری ٹانگ عقبی طرف مڑتے ہی سمجھ جاتے۔ بہرحال اب تمہیں سب کچھ بتانا ہے اور فوری۔ میرے پاس وقت نہیں ہے"۔ ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے تیز دھار خنجر نکال لیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... اوکلے نے

ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" کس نے تمہیں عمران کی مخبری کا ٹاسک دیا ہے۔ بولو"۔ ٹائیگر نے کہا۔

" مجھے ایسا کوئی ٹاسک نہیں دیا گیا"...... اوکلے نے کہا اور اس کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ ٹائیگر کا بازو حرکت میں آیا اور کمرہ اوکلے کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے خنجر کی نوک سے اس کی ایک آنکھ کاٹ کر اسے باہر پھینک دیا تھا۔ اوکلے کا جسم راڈز کے اندر بری طرح تڑپ رہا تھا اور اس کا چہرہ مسخ ہو گیا تھا اور وہ اس طرح دائیں بائیں سر مار رہا تھا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہو۔

" ابھی تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا اوکلے۔ پھر تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تم جیسے اندھے کا کیا حشر ہو گا۔ تمہارے اپنے آدمی تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ بولو۔ کس نے دیا ہے یہ ٹاسک تمہیں۔ بولو"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"کرنل لارج۔ کرنل لارج نے۔ سپر تھری کا چیف کرنل لارج اسے میرے ایک دوست کرنل رچرڈ نے میرے نام کا ریفرنس دیا تھا اس نے مجھے عمران کی ہلاکت کا کہا تھا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے نگرانی کی بات کی جو میں نے قبول کر لی۔ اس نے مجھے بتایا کہ پاکیشیا سے باہر نکلنے والے ہر راستے پر پکٹنگ کی جائے اور اسے فوری رپورٹ دی جائے۔ اس کے لئے اس نے مجھے پندرہ لاکھ ڈالر

دیئے اور پانچ لاکھ ڈالر بعد میں دینے تھے ۔ میں نے یہاں مختلف لوگوں کو اس کام پر لگا دیا"...... اوکلے نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے کوئی ٹیپ ریکارڈر چل پڑا ہو ۔ شاید دوسری آنکھ کے ختم ہونے کی دھمکی نے اس کا دماغ ہی ماؤف کر دیا تھا۔

" کہاں ہوتا ہے یہ کرنل لارج "...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" مجھے صرف اس کے فون نمبر کا علم ہے اور بس "...... اوکلے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بھی بتا دیا۔

" کون کون سے راستے پر تم نے پکٹنگ کرائی ہے "...... ٹائیگر نے پوچھا تو اوکلے نے سب راستے بتا دیئے اور پھر ٹائیگر کے کہنے پر اس نے ان سب افراد کے بارے میں بھی بتا دیا جنہیں اس نے ان راستوں پر نگرانی کے کام پر لگایا تھا۔

" اوکے ۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے اب تمہیں اندھا نہیں کیا جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر بجلی کی سی تیزی سے سامنے بیٹھے ہوئے اوکلے کی شہ رگ میں دستے تک اتار دیا اور اوکلے کا جسم چند لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا ۔ وہ ختم ہو چکا تھا ۔ ٹائیگر نے خنجر اس کی گردن سے باہر کھینچا اور اسے اوکلے کے لباس سے صاف کر کے جیب میں ڈال لیا ۔ پھر اس نے اوکلے کے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی ۔ اس کا اپنا مشین پسٹل تو وہیں اوکلے کے آفس میں ہی گر گیا تھا لیکن اسے

یقین تھا کہ اوکلے کے لباس میں لازماً مشین پسٹل موجود ہو گا اور ٹائیگر نے اسی لئے بجلی کی سی تیزی سے اس کے جسم پر کوڑے برسائے تھے کہ اسے جیب سے مشین پسٹل نکالنے کی مہلت ہی نہ مل سکے اور پھر چند لمحوں بعد مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا ۔ اس نے مشین پسٹل کا میگزین چیک کیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا ۔ دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا ۔ یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جس کا اختتام سیڑھیوں پر ہو رہا تھا اور سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا ۔ ٹائیگر تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا تو اس نے کمرے میں سٹانزا کو ایک کرسی پر بیٹھے شراب پیتے دیکھا ۔ ٹائیگر کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" تم ۔ تم اور یہاں ۔ کیا ۔ کیا مطلب "...... سٹانزا نے حیرت کی شدت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

" سنو سٹانزا ۔ تمہارا باس اوکلے مارا جا چکا ہے ۔ اب اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے خفیہ راستے سے باہر لے چلو ورنہ "...... ٹائیگر نے مشین پسٹل کا رخ سٹانزا کے سینے کی طرف کرتے ہوئے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ میں مرنا نہیں چاہتا ۔ میں تمہیں باہر لے جاتا ہوں "...... سٹانزا نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" چلو پھر ۔ لیکن یاد رکھنا ادھر تم نے کوئی غلط بات سوچی تو گولی

تمہاری سوچ سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے تمہاری کھوپڑی میں گھس جائے گی۔ چلو"...... ٹائیگر نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کچھ نہیں کروں گا۔ مجھے مت مارو"...... سٹانزا نے کہا اور کمرے کے دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ٹھہرو"...... ٹائیگر نے کہا تو سٹانزا بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

"پہلے مجھے بتاؤ کہ تم مجھے کس راستے سے باہر لے جاؤ گے اور راستے میں کتنے لوگ مل سکتے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس دروازے کی دوسری طرف راہداری ہے جس کا اختتام ایک بڑے کمرے میں ہوتا ہے۔ اس کمرے میں چار افراد ہوتے ہیں لیکن وہ مجھے تمہارے ساتھ دیکھ کر کچھ نہیں کہیں گے۔ پھر اس کمرے کی دوسری طرف جو راہداری ہے وہ کلب کی عقبی سڑک پر پہنچ جاتی ہے۔ وہاں کا دروازہ بند رہتا ہے لیکن وہاں دروازے کے پاس اور باہر گلی میں کوئی آدمی نہیں ہوتا"...... سٹانزا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو"...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سٹانزا مڑ گیا اور آگے بڑھنے لگا تو ٹائیگر نے ہاتھ میں پکڑا ہو مشین پسٹل جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ کمرے سے نکل کر راہداری میں چل رہے تھے۔ سٹانزا نے بتایا تھا کہ اس راہداری کے آخر میں کمرہ ہے جس میں چار افراد موجود ہیں اور ظاہر ہے وہ مسلح بھی ہوں گے۔ ان

چار افراد کے بارے میں سن کر ٹائیگر نے اسے چلنے کے لئے کہا تھا اور اپنا مشین پسٹل جیب میں رکھ لیا تھا کیونکہ وہ یہاں فائرنگ کر کے ان چاروں کو چونکانا نہیں چاہتا تھا اور اسے یقین تھا کہ سٹانزا راہداری کے آخر میں جا کر یا تو بھاگنے کی کوشش کرے گا یا پھر ان چاروں کو آواز دے کر اپنے آپ کو تحفظ دینے کی کوشش کرے گا۔ چنانچہ اس نے بغیر آواز نکالے سٹانزا کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ راہداری کا موڑ آتا ٹائیگر نے اچانک ایک ہاتھ اس کی گردن کے گرد ڈالا اور اسے اپنے جسم کے ساتھ لگا کر جھٹکا دیا۔ سٹانزا نے اپنے آپ کو بچانے کے بے حد کوشش کی۔ چیخ مارنے یا اپنے ساتھیوں کو آواز دینے کے لئے اس کا منہ بھی بار بار کھلتا رہا لیکن ٹائیگر نے جس انداز میں اس کی گردن کو دبایا ہوا تھا اس سے باوجود کوشش کے اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل پا رہی تھی۔ ٹائیگر بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیتا رہا اور پھر ایک زور دار جھٹکے کے ساتھ ہی سٹانزا کا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا تو ٹائیگر نے اسے آہستہ سے سائیڈ دیوار کی جڑ میں لٹا دیا اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسے صرف اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں سٹانزا نے غلط بیانی نہ کی ہو لیکن اس خدشے کے باوجود وہ ہر صورت حال کے لئے ذہنی طور پر تیار تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے سے کان لگا دیئے اور اسے اندر سے کچھ انسانی آوازیں سنائی دینے لگیں

یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کافی لوگ بول رہے ہیں ۔ وہ پیچھے ہٹا اور اس نے زور سے دروازے پر لات ماری تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا ہی تھا کہ ٹائیگر اچھل کر اندر داخل ہوا ۔ وہاں سامنے صوفوں پر واقعی چار افراد بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے ۔ اچانک دروازہ کھلنے اور ٹائیگر کو اندر آتے دیکھ کر وہ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھے ہی تھے کہ ٹائیگر کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور اس کے ساتھ ہی تین آدمی کربناک چیخیں مارتے ہوئے نیچے گرے لیکن سائیڈ پر موجود دیو نما آدمی کو بہر حال ایک لمحے کی مہلت مل گئی تھی اور اس مہلت کا نتیجہ تھا کہ جب تک ٹائیگر کا ہاتھ اس کی طرف گھومتا اس نے بھوکے عقاب کی طرح ٹائیگر پر چھلانگ لگا دی اور ٹائیگر سینے پر اس کے ہاتھ کی مخصوص ضرب کھا کر اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا تھا جبکہ وہ آدمی جس نے چھلانگ لگائی تھی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور ٹائیگر کی پسلیوں میں سے ایسی آواز نکلی جیسے ساری کی ساری پسلیاں اکٹھی ہی ٹوٹ گئی ہوں اور ٹائیگر جو گر کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لات کھا کر اچھل کر سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا ۔ یہ سب کچھ چند لمحوں میں ہی ہو گیا تھا ۔ ٹائیگر کو ایک لمحے کے لئے تو یہی محسوس ہوا تھا کہ اس کے ذہن پر تاریکی چھا رہی ہے لیکن دوسرے لمحے اس کے جسم نے جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت الٹی قلابازی کھا گیا کیونکہ جھٹکا کھاتے ہی اس کی نظریں اس آدمی پر پڑی تھیں جو

اسے اچھل کر دوسری چوٹ مارنے والا تھا لیکن اس سے پہلے کہ اس کی لات ٹائیگر کی پسلیوں پر پہلے کی طرح پڑتی ٹائیگر الٹی قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو چکا تھا اور پھر اس بار نیچے گرنے کی باری اس آدمی کی تھی ۔ ٹائیگر کا جسم یکلخت اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی وجہ سے وہ کسی سرکس کے بازی گر کی طرح لٹو کی طرح گھومتا ہوا پشت کے بل نیچے جا گرا تھا لیکن اس نے بھی نیچے گرتے ہی ٹائیگر کی طرح الٹی قلابازی کھانے کی کوشش کی لیکن یہ قلابازی واقعی اس کو الٹی پڑ گئی کیونکہ جیسے ہی اس کی دونوں ٹانگیں اٹھ کر اس کے سر کی طرف بڑھیں اس کا جسم ایک لمحے کے لئے کمان کی طرح تنا ہی تھا کہ ٹائیگر نے پوری قوت سے اس کی کمر پر لات جڑ دی اور کڑک کی آواز کے ساتھ ہی اس آدمی کے حلق سے چیخ نکلی اور پھر دھپ کی آواز کے ساتھ وہ آدمی پہلو کے بل گر کر اس کتے کی طرح فرش پر گھومنے لگا جو اپنی دم کو منہ سے پکڑنے کی کوشش میں گھومنے لگ جاتا ہے ۔ چند لمحوں تک وہ ایسا کرتا رہا اور پھر یکلخت ساکت ہو گیا لیکن بہر حال وہ زندہ تھا اور کمر کا مہرہ ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کا نچلا جسم مفلوج ہو کر رہ گیا تھا ۔
ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ وہ اب اس آدمی کو پہچان گیا تھا ۔ پہلے اسے خیال نہ آیا تھا کہ یہ انڈر ورلڈ کا تھارن ہے جسے مارشل آرٹ میں خاصی مہارت حاصل ہے ۔ ٹائیگر نے بھی اس کی فائیٹنگ کی تعریفیں سن رکھی تھیں لیکن اس نے اسے آج تک لڑتے ہوئے نہ دیکھا تھا لیکن چند لمحوں میں جس انداز میں تھارن نے فائٹ کی تھی

اس سے ٹائیگر کو اس کی شہرت کی سچائی پر یقین آ گیا تھا۔ ٹائیگر کو
اگر عمران نے فائیٹنگ کی خصوصی تربیت نہ دے رکھی ہوتی تو یقیناً
وہ تھارن کے ہاتھوں مارا جا سکتا تھا۔ ٹائیگر تیزی سے مڑا اور پھر اس
نے ایک طرف پڑا ہوا اپنا مشین پسٹل اٹھا لیا۔

" تمہارا نام تھارن ہے"...... ٹائیگر نے مشین پسٹل اٹھا کر اس
سے پوچھا۔

" ہاں ۔ کاش میں تمہیں ختم کر سکتا"...... تھارن نے آہستہ سے
کہا۔

" تم واقعی اچھے فائٹر ہو تھارن ۔ اگر میں پہلے تمہیں پہچان لیتا تو
شاید تمہارا یہ انجام نہ ہوتا۔ تمہاری ریڑھ کی ہڈی جس طرح ٹوٹی
ہے اب اسے کوئی ڈاکٹر ٹھیک نہیں کر سکتا اور اب باقی تمام زندگی
تمہارا نچلا جسم مکمل طور پر مفلوج رہے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اس سے بہتر ہے کہ تم مجھے گولی مار دو"...... تھارن نے کہا۔

" ہاں ۔ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے"...... ٹائیگر نے قدرے
سفاکانہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے گولیاں اس کے مشین پسٹل سے
نکل کر تھارن کے سینے میں دھنستی چلی گئیں۔

" واقعی یہی تمہارے حق میں بہتر تھا ورنہ تمہاری باقی زندگی
عبرتناک بن کر رہ جاتی"...... ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کہا اور پھر تیزی سے لاشوں کو پھلانگتا ہوا دروازے کی دوسری
طرف راہداری میں پہنچ گیا۔ تھارن نے جس انداز میں فائٹ کی تھی

اس سے ٹائیگر کو احساس ہوا تھا کہ وہ خاصا اچھا فائٹر تھا۔ اس کی
پسلیوں میں ابھی تک شدید درد ہو رہا تھا لیکن بہرحال یہ درد قابل
برداشت تھا اور اس بات کی وجہ سے اسے تھارن کو موت کے گھاٹ
اتارنے پر خاصی دلی تکلیف ہوئی تھی لیکن وہ مجبور تھا کیونکہ تھارن کا
مستقبل انتہائی عبرتناک ہوتا اس لئے اس کی موت دراصل اس کے
فائدے میں تھی۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر عقبی دروازہ کھول کر گلی میں
پہنچ گیا۔ اسے یقین تھا کہ ابھی تک کلب والوں کو اوکلے ، سٹانزا،
تھارن اور اس کے ساتھیوں کی موت کا علم نہ ہو سکا ہو گا اور تھوڑی
دیر بعد جب وہ چکر کاٹ کر دوبارہ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل
ہوا تو وہاں امن و امان تھا۔ کسی قسم کی کوئی افراتفری نظر نہ آ رہی
تھی۔ ٹائیگر نے کار کلب سے باہر نکالی اور پھر اس کا رخ اس طرف کر
دیا جہاں ایک معروف ٹریول ایجنسی کا آفس تھا۔ اس کے ذہن میں
اس کا وہی فیصلہ تھا کہ وہ خاموشی سے جا کر اس کرنل لارج کا خاتمہ
کر دے اور اسی لئے وہ ٹریول ایجنسی کے آفس جا رہا تھا تاکہ ایکریمیا
جانے والی پہلی پرواز میں سیٹ حاصل کر سکے لیکن پھر اچانک اس
کے ذہن میں خیال آیا کہ کہیں ایسا کر کے وہ کوئی ایسی غلطی نہ کر
دے جس سے عمران کو کوئی پریشانی لاحق ہو جائے اس لئے اس نے
فوراً ہی اپنا فیصلہ بدل ڈالا کیونکہ وہ بحیثیت شاگرد عمران کو معمولی
سی پریشانی دینے کا بھی قائل نہ تھا۔ چنانچہ اس نے ایک پبلک فون
بوتھ کے قریب جا کر کار روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ فون بوتھ میں

داخل ہو گیا۔ اس نے جیب میں سے کئی فون کمپنیوں کے کارڈ نکال کر ان میں سے اس کمپنی کا کارڈ علیحدہ کیا جس کمپنی کے بوتھ میں وہ اس وقت موجود تھا۔ ایمرجنسی کے لئے اس کی جیب میں تقریباً ہر کمپنی کا کارڈ پڑا رہتا تھا۔ اس نے رسیور اٹھا کر مخصوص خانے میں کارڈ ڈال کر اسے دبایا تو فون پیس پر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور ٹائیگر نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں سلیمان۔ باس کہاں ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ بتا کر نہیں گئے"...... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... ٹائیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے کارڈ باہر کھینچا اور واپس اپنی جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار واپس اپنے رہائشی ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہ اب وہاں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر کے ذریعے عمران سے رابطہ کرنا چاہتا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کا ابھی تک بلیک ہیڈ لیبارٹری کی طرف جانے کا موڈ نہیں بنا عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل وہاں جانے سے پہلے وہاں تک پہنچنے کے لئے راستے کی تمام رکاوٹیں دور کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رکاوٹیں۔ کون سی رکاوٹیں"...... بلیک زیرو نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"انتہائی خطرناک سرتھری ایجنسی وہاں ہماری تاک میں ہے اور

صرف وہاں ہی نہیں ان کے کارندے یہاں بھی پہنچ کر ہمارے خلاف ہر ممکن کارروائی کر رہے ہیں ۔ کبھی وہ مجھے ہلاک کرنے کا مشن لے کر آتے ہیں اور کبھی نگرانی کا تاکہ ہم جیسے ہی یہاں سے نکلیں وہ ہم پر پے در پے وار کر سکیں ۔ یہ تمام رکاوٹیں جب تک دور نہیں ہو جاتیں تب تک ہمارا وہاں کا رخ کرنا حماقت ہی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

" تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں وہ بلیک ہیڈ تیار کر لینے میں کامیاب ہو جائیں اور آپ یہاں رکاوٹیں دور کرتے رہ جائیں ۔ آپ کو یہ تو اچھی طرح معلوم ہو گا کہ بلیک ہیڈ کا پہلا تجربہ بہرحال پاکیشیا پر ہی کیا جائے گا"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

" تمہارا اندیشہ درست ہے بلیک زیرو لیکن ہم کھلی آنکھوں سے کنویں میں بھی تو چھلانگیں نہیں لگا سکتے ۔ اس لیبارٹری کو بچانے کے لئے ایکریمیا اور اسرائیل کی حکومتیں مل کر کام کر رہی ہیں اور ان کی کوشش ہے کہ ہمیں ہر صورت میں ختم کر دیں ۔ کبھی مجھ پر ہسپتال میں حملے کئے جاتے ہیں اور کبھی میری نگرانی کی جاتی ہے کہ ہم کب یہاں سے روانہ ہوتے ہیں تاکہ ہر قدم پر ہمارے خلاف مزاحمت کی جائے ۔ مجھے اپنی اتنی فکر نہیں ہے جتنی اپنے ساتھیوں کی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"...... عمران نے کہا۔

" آپ کی بات درست ہے عمران صاحب ۔ لیکن آخر کب تک آپ یہ سب کچھ سوچتے رہیں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" میرا خیال ہے کہ پہلے ٹیم بھیج کر اس کرنل لارج کا خاتمہ کرایا جائے پھر بلیک ہیڈ کی طرف توجہ دی جائے"...... عمران نے کہا۔

" آپ ٹیم کو دو گروپوں میں تقسیم کر دیں ۔ ایک گروپ بلیک ہیڈ کے خلاف کام کرے اور دوسرا گروپ کرنل لارج کے خلاف"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے پہلے کرنل لارج کے بارے میں حتمی معلومات حاصل کر لی جائیں ۔ پھر ٹیم بھیجی جا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" تو کیسے آپ اس بارے میں معلومات حاصل کریں گے اور کب"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

" لگتا ہے اس مشن نے تمہیں بے حد بے چین کر دیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" عمران صاحب ۔ یہ درست ہے کہ آپ یہودیوں کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں لیکن آپ کا ظرف بہرحال بڑا ہے کہ آپ اس کے باوجود اس قدر مطمئن نظر آ رہے ہیں جبکہ مجھے ہر لمحہ خطرے کا لمحہ لگتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" فکر تو مجھے بھی ہے لیکن میرا خیال ہے کہ بلیک ہیڈ ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اس لئے اسرائیل اس قدر بھاگ دوڑ کر رہا ہے تاکہ

ہم وہاں تک پہنچ نہ جائیں ۔ اگر بلیک ہیڈ فارمولا مکمل ہونے کے قریب ہوتا تو انہیں اتنی پرواہ نہ ہوتی کیونکہ جب تک ہم تمام رکاوٹیں توڑ کر وہاں تک پہنچیں وہ اسے مکمل کر کے وہاں سے لے جا چکے ہوتے"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہلا دیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی ۔ آخر میں اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" ہیلو ۔ ہیلو عمران کالنگ ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ میں ٹائیگر بول رہا ہوں ۔ میں نے آپ کے فلیٹ پر فون کیا تھا مگر سلیمان نے بتایا کہ اسے آپ کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ آپ کہاں ہیں اور کب واپس آرہے ہیں ۔ اوور" ۔ ٹائیگر نے کال اٹنڈ کرتے ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" یہ اچانک میری یاد کیسے آ گئی ۔ اوور"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے لبوں پر بھی مسکراہٹ دوڑنے لگی اور پھر جواب میں ٹائیگر نے اوکلے کے بارے میں معلومات ملنے سے لے کر اس سے تمام معلومات حاصل کرنے اور پھر وہاں سے نکل کر عمران کو فون کرنے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

" میں بھی تمہیں اسی لئے کال کر رہا تھا کہ تم سے اس فون نمبر

کے بارے میں ڈسکس کر سکوں ۔ تم اس وقت کہاں ہو ۔ اوور" ۔ عمران نے کہا۔

" میں اپنے رہائشی کمرے میں ہوں باس ۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" اوکے ۔ میں فون پر رابطہ کرتا ہوں ۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" فون کے بارے میں آپ کیا بات کرنا چاہتے ہیں ٹائیگر سے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

" یہ فون نمبر عجیب ہے ۔ اس میں کوڈ تو مقامی ایکس چینج کا ہے لیکن نمبر سیٹلائٹ کا ہے ۔ میں نے رانا ہاؤس کی لائبریری میں بیٹھ کر اس بارے میں کتب بھی دیکھیں لیکن کچھ پلے نہ پڑ سکا ۔ ٹائیگر نے مواصلاتی سائنس کے بارے میں کافی تفصیل سے پڑھا ہوا ہے اور وہ اکثر اس خصوصی مضمون پر زیادہ پڑھتا رہتا ہے اس لئے میں نے سوچا کہ شاید وہ اس معاملے پر کوئی روشنی ڈال سکے"...... عمران نے کہا۔

" آپ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ گو بظاہر یہ نمبر ایکریمیا کی ایک معروف ریاست کے دارالحکومت میں نصب ہے لیکن کرنل لارج وہاں نہیں ہوتا لیکن اس نمبر سے وہ جہاں بھی ہو اس سے فوری رابطہ ہو جاتا ہے ۔ اس کا

مطلب ہے کہ یہ نمبر صرف ڈاج دینے کے لئے وہاں نصب کیا گیا ہے اصل میں یہ کہیں اور موجود ہے اور میں وہ جگہ ٹریس کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کرنل لارج پر ہاتھ ڈالا جا سکے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

" ٹائیگر ۔ جو فون نمبر تم نے مجھے بتایا ہے کیا اس کی کوئی خاص بات تم نے مارک کی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں ۔ یہ ڈبل سٹار نمبر ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو بھی چونک پڑا کیونکہ یہ کوڈ اس کے لئے بھی نیا تھا۔

" ڈبل سٹار ۔ وہ کیا ہوتا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" باس ۔ ان دنوں فون کی تنصیب کو خفیہ رکھنے کے لئے ایکریمین مواصلاتی سائنس دانوں نے ڈبل سٹار سسٹم ایجاد کیا ہے ۔ اس میں ایک سیٹ کو سٹار پازیٹو کہا جاتا ہے اور دوسرے کو سٹار نیگیٹو کہا جاتا ہے ۔ سٹار پازیٹو کا مطلب ہے کہ کوڈ سیٹلائٹ کا نمبر زمینی ایکس چینج کا جبکہ سٹار نیگیٹو کا مطلب ہے کہ کوڈ زمینی ایکس چینج کا جبکہ نمبر سیٹلائٹ کا ۔ یہ موجودہ نمبر ستار نیگیٹو ہے"...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اسے چیک کیسے کیا جاتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" سٹار پازیٹو کے لئے جی ایف فارمولا استعمال کیا جاتا ہے اور سٹار نیگیٹو کے لئے ایم جے فارمولا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اوکے ۔ نقشہ لے کر اس کو چیک کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے ۔ میں آدھے گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا"۔ عمران نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

" ٹائیگر تو اس معاملے میں ایکسپرٹ ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں ۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ مواصلاتی سائنس اس کا پسندیدہ مضمون ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا ۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیا اور پھر ٹائیگر سے رابطہ قائم ہو گیا۔

" کچھ معلوم ہوا ہے ٹائیگر"...... عمران نے پوچھا۔

" یس باس ۔ یہ نمبر ولنگٹن کے کرسٹائن ایونیو پر واقع کوئین بلڈنگ میں نصب ہے"...... ٹائیگر نے بڑے حتمی انداز میں کہا۔

" کیسے معلوم کیا ہے تم نے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اسے فارمولے کے تحت مقام کا تعین کرنے کے بارے میں تفصیل

بتا دی۔

" اور باس۔ میں نے اسے کنفرم بھی کر لیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

" کنفرم۔ وہ کیسے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" باس میں نے اس کرسٹائن ایونیو پر ایک کلب میں کام کرنے والے سپروائزر جوتھن سے بات کی۔ جوتھن اسلحے کی ڈیل کے سلسلے میں پاکیشیا آتا جاتا رہتا ہے اور اس سے میرا اچھی دوستی ہے۔ میں نے اس کو فون کیا۔ جوتھن خاصا ذہین اور تیز آدمی ہے۔ اس نے مجھے کنفرم کیا کہ کرنل لارج کوئین بلڈنگ میں اکثر آتا جاتا دیکھا گیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" گڈ۔ تم نے تو سارا معاملہ ہی حل کر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ تم وہاں جا کر تمام حالات معلوم کرو۔ میں سیکرٹ سروس کی ٹیم کے ساتھ وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ہم نے اس کرنل لارج اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو نہ صرف تباہ کرنا ہے بلکہ اس سے گرین ویلی اور ٹوائے لینڈ بندرگاہوں پر سپرتھری کے کیے گئے تمام انتظامات کو چیک کرنا ہے اور اس کے بعد اس کا خاتمہ کر کے فوری طور پر آگے گرین ویلی کی طرف بڑھ جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

" باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے آنے سے پہلے میں اس کرنل لارج پر ہاتھ ڈال دوں"...... ٹائیگر نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" سپرتھری ایکریمیا اور اسرائیل کی انتہائی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے اور اس میں بلیک ایجنسی اور ریڈ ایجنسی کے انتہائی تربیت یافتہ افراد شامل ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ تمہیں ضائع کر دوں اس لئے تم نے صرف معلومات حاصل کرنی ہیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ کسی کو تم پر کوئی شک نہ پڑے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

" ایکسٹرا پاور زیرو فائیو ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" تو آپ نے آخر کار حرکت میں آنے کا فیصلہ کر ہی لیا"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ ٹائیگر نے فوری مسئلہ حل کر دیا ہے۔ میں نے تو کوشش کی تھی لیکن میں کامیاب نہ ہو سکا اور اوکلے نے جو کچھ بتایا ہے اس کے بعد یہاں سے ہماری فوری روانگی انتہائی ضروری ہے تاکہ سپرتھری کو ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہمارے بارے میں حتمی اطلاع نہ مل سکے"...... عمران نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" جولیا بول رہی ہوں"...... چند لمحوں بعد جولیا کی آواز سنائی دی۔

" ایکسٹو"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو الرٹ کر دو۔ بلیک ہیڈ لیبارٹری کے خلاف مشن پر تم لوگوں نے کام کرنا ہے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا اور ہو سکتا ہے کہ تم لوگ آج رات ہی روانہ ہو جاؤ۔ عمران تم سے رابطہ کرے گا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیا۔

"کاغذات تیار کراؤ اور کافرستان جانے والی کسی فلائٹ میں سیٹیں بھی بک کرا دینا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"کافرستان۔ میرا تو خیال تھا کہ آپ یہاں سے براہ راست ولنگٹن جائیں گے"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

"ہو سکتا ہے سر تھری نے کسی اور گروپ کو بھی ایئرپورٹ پر نگرانی کے کام پر لگا رکھا ہو اس لئے ہمیں محتاط رہنا ہو گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل لارج اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ ساتھ ہی شراب سے بھرا ہوا گلاس بھی رکھا ہوا تھا اور وہ فائل سے نظریں ہٹائے بغیر گلاس اٹھا کر منہ سے لگاتا اور پھر ایک گھونٹ لے کر وہ گلاس واپس اسی جگہ پر رکھ دیتا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز میں سے سرخ رنگ کے فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو کرنل لارج نے چونک کر سرخ فون کی طرف دیکھا۔ یہ مخصوص سیٹلائٹ فون تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل لارج بول رہا ہوں"...... کرنل لارج نے سرد لہجے میں کہا۔

"آئزک بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل لارج بے اختیار چونک پڑا۔

"کوئی خاص بات"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

"یس باس ۔ پاکیشیا میں اوکلے کو اس کے آفس کے ایک خصوصی کمرے میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور اوکلے کے ساتھ ساتھ اس کے پانچ آدمی بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں"...... آئزک نے کہا تو کرنل لارج بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے ۔ جسے ہم اس عمران کے خلاف کام دیتے ہیں وہی ہلاک کر دیا جاتا ہے ۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے اور اوکلے کے پاس تو صرف نگرانی کا کام تھا ۔ یہ اس کے کسی دوسرے دشمن کا کام تو نہیں ہے"...... کرنل لارج نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں باس ۔ جو اطلاعات ملی ہیں ان کے مطابق انڈر ورلڈ میں کام کرنے والا عمران کا شاگرد ٹائیگر کلب پہنچا اور پھر اوکلے کے آفس میں پہنچ گیا لیکن اوکلے نے اسے بے ہوش کر کے اپنے آفس کے نیچے خصوصی حصے میں بنے ہوئے ایک ٹارچنگ روم میں پہنچا دیا ۔ اسے وہاں راڈز والی کرسی میں جکڑ دیا گیا ۔ اس کے بعد اوکلے وہاں پوچھ گچھ کے لئے گیا لیکن جب کافی دیر ہو گئی اور اوکلے واپس نہ آیا تو اوکلے سے رابطہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ راڈز والی کرسی میں ٹائیگر کی بجائے اوکلے جکڑا ہوا ہے اور اسے ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ اس کے ایک خاص ساتھی سٹانزا کی لاش بھی ملی ہے اور دیگر چار افراد بھی جو اس مخصوص حصے میں تھے ہلاک کر دیئے گئے ہیں ۔ عقبی گلی کا خفیہ راستہ بھی کھلا ہوا ملا ہے ۔ اس سے یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ کارروائی عمران کے

شاگرد ٹائیگر کی ہے"...... آئزک نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ ویری بیڈ ۔ ان لوگوں کو آخر کیسے ساری بات کا اس طرح فوری علم ہو جاتا ہے ۔ ویری بیڈ"...... کرنل لارج نے کہا۔

"باس ۔ ایک اور اہم اطلاع بھی ملی ہے"...... آئزک نے کہا۔

"وہ کیا"...... کرنل لارج نے چونک کر پوچھا۔

"اوکلے کے علاوہ میں نے اپنے طور پر پاکیشیا دارالحکومت ایئر پورٹ پر دو آدمیوں کو بھاری رقم دے کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نگرانی کا کام سونپ رکھا تھا تاکہ اگر اوکلے اور اس کے آدمی کامیاب نہ ہو سکیں تو بھی ہم تک اطلاع پہنچ جائے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ دو عورتیں اور چار مردوں کا ایک گروپ پاکیشیا سے کافرستان روانہ ہوا ہے ۔ ان آدمیوں کے مطابق اس گروپ میں سے ایک کا قدوقامت عمران جیسا تھا اور وہ عمران کی طرح مسلسل مزاحیہ باتیں بھی کر رہا تھا ۔ اس اطلاع پر میں نے فوری طور پر کافرستان میں اپنے ایک گروپ کاوس کی ڈیوٹی لگا دی کہ وہ اس گروپ کو چیک کرتا رہے ۔ اس گروپ کے باس کاوس نے اطلاع دی ہے کہ یہ گروپ کافرستان دارالحکومت کے ایک ہوٹل میں ٹھہرا ہے اور انہوں نے ولنگٹن کے لئے سیٹیں بک کرائی ہیں"۔ آئزک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ میک اپ میں پہلے کافرستان گئے

ہیں اور اب وہاں سے یہاں آ رہے ہیں ۔ ویری گڈ آئزک ۔ تم نے واقعی کام دکھایا ہے اور تمہیں اس کا پورا انعام ملے گا ۔ ویری گڈ"...... کرنل لارج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تھینک یو باس"...... آئزک نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

" اس فلائٹ کی تفصیل معلوم کرو جس پر انہوں نے سیٹیں بک کرائی ہیں اور جب یہ وہاں سے روانہ ہوں تو ان کے کاغذات کی کاپیاں بھی سپر ایکسپریس کے ذریعے منگوا لو"...... کرنل لارج نے کہا۔

" یس باس ۔ میں نے اس کا پہلے ہی انتظام کر لیا ہے"...... آئزک نے جواب دیا۔

" تم نے فوری مجھے اطلاع دینی ہے تاکہ اس گروپ کا یقینی طور پر خاتمہ کیا جاسکے"...... کرنل لارج نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل لارج نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" یہ چاہے جو بھی ہوں ان کا خاتمہ یقینی طور پر کرنا ہو گا"۔ کرنل لارج نے رسیور رکھ کر خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر تقریباً چار گھنٹوں بعد ایک بار پھر سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل لارج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل لارج بول رہا ہوں"...... کرنل لارج نے

کہا۔

" آئزک بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے آئزک کی آواز سنائی دی تو کرنل لارج بے اختیار چونک پڑا۔

" کوئی خاص رپورٹ"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

" یس سر ۔ پاکیشیا سے کافرستان پہنچنے والے گروپ کو ایکریمین دارالحکومت ولنگٹن کے لئے جس پرواز کے لئے سیٹیں ملی تھیں اس فلائٹ کی تفصیلی رپورٹ اور ان کے کاغذات کی کاپیاں حاصل کر کے سپر ایکسپریس کے ذریعے مجھ تک پہنچ چکی ہیں ۔ میں نے سپیشل کوریئر کے ذریعے آپ کو بھجوا دی ہیں ۔ زیرہاؤس سے آپ اسے طلب کر سکتے ہیں"...... آئزک نے کہا۔

" ان کی فلائٹ کس وقت کافرستان سے روانہ ہو گی اور کس وقت ولنگٹن پہنچے گی"...... کرنل لارج نے پوچھا۔

" جناب ۔ آج رات یہ کافرستان سے روانہ ہو گی اور کل دوپہر کو ایک بجے یہ فلائٹ ولنگٹن میں لینڈ کرے گی"...... آئزک نے جواب دیا۔

" اوکے"...... کرنل لارج نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

" یس باس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی ۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" زیرو ہاؤس کے فلپ سے بات کراؤ"...... کرنل لارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل لارج نے رسیور اٹھالیا۔

" یس"...... کرنل لارج نے کہا۔

" فلپ لائن پر ہے باس"...... دوسری طرف سے نسوانی آواز نے کہا۔

" ہیلو ۔ کرنل لارج بول رہا ہوں"...... کرنل لارج نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس ۔ میں فلپ بول رہا ہوں زیرو ہاؤس سے"۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

" آئزک کی طرف سے بھیجے گئے کاغذات پہنچ گئے ہیں"...... کرنل لارج نے کہا۔

" یس باس ۔ ایک پیکٹ ابھی ملا ہے"...... فلپ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس پیکٹ کو رچرڈ کے پاس بھجوا دو"...... کرنل لارج نے کہا۔

" یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل لارج نے رسیور رکھا اور پھر سیاہ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" رچرڈ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی مگر لہجے میں کرختگی نمایاں تھی۔

" کرنل لارج بول رہا ہوں"...... کرنل لارج نے کہا۔

" یس باس ۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" زیرو ہاؤس سے تمہارے پاس ایک پیکٹ بھجوایا جا رہا ہے ۔ اس پیکٹ میں کافرستان سے ولنگٹن پہنچنے والی ایک فلائٹ کی تفصیلات ہیں اور اس فلائٹ میں سفر کرنے والے ایک پاکیشیائی گروپ جس کی تعداد چھ ہے جس میں دو عورتیں اور چار مرد شامل ہیں کے کاغذات کی کاپیاں موجود ہیں اور یقین کیا جا رہا ہے کہ یہ گروپ دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے جو ہمارے حملوں سے بچنے کے لئے اس میک اپ میں پاکیشیا سے پہلے کافرستان گیا ہے اور اب کافرستان سے ولنگٹن آ رہا ہے"...... کرنل لارج نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس گروپ کا کیا کرنا ہے باس"...... رچرڈ نے پوچھا۔

" مجھے اس گروپ کی لاشیں چاہئیں ۔ تم جو طریقہ بھی چاہو اختیار کرو۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں لیکن کام حتمی اور یقینی طور پر ہونا چاہئے"...... کرنل لارج نے کہا۔

" کیا ان کی پہلے چیکنگ کرنی ہے باس کہ یہ گروپ وہی ہے جو آپ بتا رہے ہیں یا نہیں"...... رچرڈ نے پوچھا۔

" تصدیق کے چکر میں مت پڑو رچرڈ ورنہ یہ لوگ الٹا تمہارا اور

تمہارے آدمیوں کا خاتمہ کر دیں گے۔ انہیں ہلاک کر دو۔ ان پر اچانک حملہ کر کے اور سنو۔ جس قدر اچانک حملہ ہو گا اتنا ہی ان کے خاتمے کا سکوپ بڑھ جائے گا"...... کرنل لارج نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ ان کی لاشوں کا کیا کرنا ہے"۔ رچرڈ نے پوچھا۔

"لاشیں لارڈ ہاؤس میں لے آنا اور پھر ان لاشوں کا میک اپ چیک کرنا اور پھر مجھے رپورٹ دینا"...... کرنل لارج نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... رچرڈ نے کہا۔

"اوکے"...... کرنل لارج نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ وہ رچرڈ اور اس کے گروپ کی صلاحیتوں سے اچھی طرح واقف تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رچرڈ اور اس کے ساتھی ایجنسیوں کے تربیت یافتہ افراد ہیں اس لئے یہ کام ان کے لئے کوئی مسئلہ ثابت نہ ہو گا۔

ٹیکسی ولنگٹن کے مضافات میں ایک جدید رہائشی کالونی جس کا نام وکٹوریہ کالونی تھا، کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ٹیکسی کی عقبی نشست پر ٹائیگر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنے اصل چہرے میں تھا۔ عمران کی طرف سے کرنل لارج اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں تفصیلی معلومات کا حکم ملتے ہی ٹائیگر نے فوری طور پر ایک ٹریولنگ ایجنسی کو فون کیا اور اسے یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی کہ ایک گھنٹے بعد جانے والی فلائٹ میں اسے ایک سیٹ مل سکتی ہے کیونکہ اس سیٹ کے مسافر نے آخری وقت میں کسی مجبوری کی وجہ سے سفر ملتوی کر کے سیٹ کینسل کرا دی تھی اور اس سیٹ پر سفر کر کے وہ کچھ دیر پہلے ہی ولنگٹن ایئرپورٹ پر پہنچا تھا۔ یہاں سے اس نے کرسٹائن ایونیو پر واقع کلب اور اپنے دوست سپروائزر جوتھن کے بارے میں معلوم کیا تو اسے بتایا گیا کہ جوتھن کی ڈیوٹی ختم ہو گئی

ہے اور وہ اپنی رہائش گاہ پر ہے ۔ ٹائیگر کے پوچھنے پر جوتھن کا ایڈریس اور فون نمبر بھی بتا دیا گیا ۔ ٹائیگر نے ایئرپورٹ سے ہی جوتھن کی رہائش گاہ پر فون کیا تو جوتھن اس کی آمد کا سن کر بے حد خوش ہوا اور اس نے اسے گھر آنے کے لئے کہا اور ٹائیگر نے ایئر پورٹ سے ٹیکسی لی اور اس وقت وہ اس رہائشی کالونی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک جدید تعمیر شدہ کالونی میں داخل ہوئی ۔ یہ متوسط طبقے کی رہائش گاہوں پر مبنی کالونی تھی ۔ ایک چھوٹی سی کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے ٹیکسی رک گئی ۔ ٹائیگر نے ستون پر نصب پلیٹ پر جب جوتھن کا نام پڑھا تو وہ مطمئن انداز میں نیچے اترا اور اس نے میٹر دیکھ کر کرایہ اور ٹپ دی تو ٹیکسی ڈرائیور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ٹیکسی آگے بڑھا لے گیا ۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا ۔

" کون ہے " .... کال بیل بٹن کے نیچے موجود ڈور فون کی جالی سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی ۔

" ٹائیگر فرام پاکیشیا " .... ٹائیگر نے کہا ۔

" اوہ اچھا " .... وہی آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد درمیانے قد اور درمیانے جسم کا ایک آدمی باہر آ گیا ۔ اس نے سادہ سا لباس پہنا ہوا تھا ۔ یہ جوتھن تھا ۔ ٹائیگر کا دوست ۔ اس نے بڑی گرمجوشی سے ٹائیگر کا استقبال کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ڈرائینگ روم میں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے ۔

" کیسے آنا ہوا تمہارا اور وہ بھی اس قدر اچانک " .... جوتھن نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" پچھلی بار جب تم سے ملاقات ہوئی تھی تو تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم یہاں کے کسی سینڈیکیٹ کے قرضے میں پھنس گئے ہو ۔ اب کیا صورت حال ہے " .... ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری بات چھیڑ دی اور جوتھن نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا ۔

" اب کیا بتاؤں ۔ تم نے پچھلی بار جو ٹپ دی تھی اس نے بڑا کام دکھایا اور میں نے نہ صرف اپنا سارا قرضہ اتار دیا بلکہ ایک بھاری رقم بھی جیت لی لیکن پھر قسمت مجھ سے روٹھ گئی اور اب میں دوبارہ اسی جال میں پھنسا ہوا ہوں " .... جوتھن نے کہا ۔

" کتنی رقم ہے " .... ٹائیگر نے پوچھا ۔

" ایک لاکھ ڈالر " .... جوتھن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا ۔

" اتنی بڑی رقم کیسے ہو گئی " .... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" بس ایک لمبا ہاتھ مارنے کی کوشش کی اور پھنس گیا " ۔ جوتھن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

" لیکن اتنی بڑی رقم کیسے اتارو گے " .... ٹائیگر نے کہا ۔

" فی الحال تو کوئی راستہ نہیں ہے اور سینڈیکیٹ نے مجھے آخری

موقع ایک ہفتے کا دیا ہے ۔ اب سوچ رہا ہوں کہ اس ہفتے کے بعد مزید مہلت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ اگر نہ ملی تو پھر آخری صورت یہی ہے کہ یہ رہائش گاہ فروخت کر دوں گا اور اس کے بعد کیا ہوگا یہ مجھے معلوم نہیں ۔ بہرحال قرضہ اتارنا ہے ورنہ وہ مجھے گولی مار دیں گے"...... جوتھن نے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک چیک بک نکالی اور اس میں سے ایک چیک پر رقم لکھ کر اس نے نیچے دستخط کئے اور چیک جوتھن کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ کیا ہے"...... جوتھن نے چیک لیتے ہوئے کہا۔

"یہ دو لاکھ ڈالر کا گارینٹڈ چیک ہے ۔ ایک لاکھ ڈالر سینڈیکیٹ کو دے کر اپنا قرضہ چکا دینا اور باقی ایک لاکھ ڈالر خود رکھو"۔ ٹائیگر نے کہا تو جوتھن کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔

"یہ ۔ یہ کیا مطلب ۔ اتنی بھاری رقم تم مجھے کیوں اور کس مد میں دے رہے ہو"...... جوتھن نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ تم میرے دوست ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم سینڈیکیٹ کے ہاتھوں مارے جاؤ۔ دوسری بات یہ کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں پاکیشیا میں مختلف پارٹیوں کے لئے بڑے کام کرتا رہتا ہوں اور اب جس کام کے لئے یہاں آیا ہوں اس کام کے لئے میں نے دس لاکھ ڈالر کا سودا کیا ہے ۔ اصول کے مطابق پانچ لاکھ ڈالر میں نے ایڈوانس وصول کئے ہیں ۔ باقی کام کے بعد وصول کروں گا ۔ ان پانچ لاکھ ڈالر میں سے دو لاکھ ڈالر میں نے تمہیں دے

دیئے ہیں ۔ بس اتنی سی بات ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں ۔ یہ اتنی سی بات نہیں ہے ٹائیگر ۔ کوئی دوسرے کو ایک ڈالر بھی اپنے کسی مطلب کے بغیر نہیں دیتا اور یہ تو بہت بڑی رقم ہے ۔ میرے جیسے آدمی کے تصور سے بھی بڑی ۔ لیکن میں تمہارا کیا کام کر سکتا ہوں"...... جوتھن نے کہا۔

"جوتھن تم مغرب میں رہتے ہو جہاں واقعی ایسا ہی ہے جیسا تم نے کہا ہے لیکن میں مشرق میں رہتا ہوں اور مشرقی لوگوں میں دوستی، خلوص اور محبت کی اصل اہمیت ہے ۔ دولت کی اہمیت نہیں ہے اور تم بے فکر رہو ۔ مجھے تم سے کوئی کام نہیں ہے ۔ میں تو صرف تم سے ملاقات کے لئے آیا ہوں اور بس"...... ٹائیگر نے کہا۔

"حیرت ہے ۔ لیکن پھر بھی میں تمہارا کوئی نہ کوئی کام بہرحال کرنا چاہتا ہوں تاکہ میرے ذہن سے بوجھ ہٹ جائے ۔ تم مجھے بتاؤ۔ تم یہاں کیا کام کرنے آئے ہو"...... جوتھن نے کہا۔

"تمہیں یاد ہے میں نے تمہیں پاکیشیا سے فون کر کے کرنل لارج کے بارے میں پوچھا تھا اور تم نے بتایا تھا کہ کرنل لارج کو ئین بلڈنگ میں آتے جاتے دیکھا گیا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ۔ مجھے یاد ہے ۔ مگر"...... جوتھن نے کہا۔

"کیا تم کبھی اس کوئین بلڈنگ کے اندر گئے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں ۔ وہاں کوئی آدمی نہیں جا سکتا اور میں نے بھی صرف

کرنل لارج کو کبھی کبھار ہی اندر جاتے دیکھا ہے ورنہ وہ بلڈنگ لاکڈ رہتی ہے اور وہاں آج تک کوئی ملازم بھی نظر نہیں آیا"۔ جوتھن نے کہا۔

"تم کرنل لارج کو کیسے جانتے ہو"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"وہ ہمارے کلب میں بھی آتے جاتے رہتے ہیں اور ہمارے منیجر ہیں سام ۔ ان کے وہ خاصے گہرے دوست ہیں ۔ منیجر سام نے ایک بار بتایا تھا کہ وہ ایکریمین حکومت کے بڑے ایجنٹ رہے ہیں لیکن اب انہوں نے یہ کام چھوڑ دیا ہے اور اب وہ شیئر بزنس کرتے ہیں"۔ جوتھن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل لارج کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم ۔ میں تو ان کے بارے میں بس اتنا ہی جانتا ہوں ۔ لیکن تم کرنل لارج کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہو"۔ جوتھن نے کہا۔

"میری پارٹی نے مجھے اس کرنل لارج اور اس کے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا مشن دیا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ یہ تو انتہائی خطرناک کام ہے ۔ یہ لوگ حد درجہ فعال اور خطرناک ہیں ۔ منیجر سام کا کہنا ہے کہ یہ لڑنے بھڑنے میں ماہر اور نشانہ بازی میں ایسے طاق ہیں کہ اڑتی مکھی کو بھی مار گراتے ہیں"۔ جوتھن نے قدرے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا ۔ وہ واقعی اب خوفزدہ

دکھائی دے رہا تھا۔

"خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں نے ان سے کوئی لڑائی نہیں کرنی ۔ میں نے تو صرف معلومات حاصل کرنی ہیں ۔ اس کے بعد میری پارٹی کیا کرتی ہے اور کیا نہیں یہ میرا مسئلہ نہیں ہے"...... ٹائیگر نے جوتھن کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ۔ لیکن تم کس قسم کی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو"۔ جوتھن نے پوچھا۔

"کرنل لارج اور اس کے پورے گروپ کے بارے میں تاکہ میری پارٹی ان کے خلاف قانونی کارروائی کر سکے"...... ٹائیگر نے جان بوجھ کر قانونی کارروائی کے الفاظ کہے تھے تاکہ جوتھن بدک نہ جائے۔

"تم نے مجھے بہت بڑے مالی بحران سے نکالا ہے اس لئے میں تمہاری مدد ضرور کروں گا اور ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کرتا ہوں کہ آئندہ میں ادھار جوا نہیں کھیلوں گا"...... جوتھن نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایسی بات کرنے کا خیال کیسے آیا تمہیں"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے جس طرح اتنی بڑی رقم مجھے دے دی ہے اس سے مجھے اندازہ ہوا ہے کہ انسان چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے ۔ اگر تم اتنی بڑی رقم دے کر بھی مطمئن رہ سکتے ہو تو میں بھی ادھار لے کر جوا

کھیلنا بند کر سکتا ہوں"...... جو تھن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ اچھی بات ہے۔ اس طرح آدمی کی عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔ دنیا میں عزت نفس کا سب سے بڑا دشمن ادھار ہے۔ جو لوگ ادھار لیتے ہیں چاہے وہ مالیاتی اداروں سے ہو یا کسی پرائیویٹ شخص سے وہ کسی نہ کسی لمحے عزت نفس گنوا بیٹھتے ہیں اس لئے میرا یہ ماٹو ہے کہ بھوکے سو جاؤ لیکن ادھار نہ لو"...... ٹائیگر نے کہا۔

" لیکن یہ بڑی بڑی صنعتیں، ادارے اور کاروباری افراد جو مالیاتی اداروں سے ادھار لیتے ہیں اور کامیابی سے کام کر رہے ہیں ان کا کیا ہو گا"...... جو تھن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میں پیداواری مقاصد کے لئے ادھار لینے کے خلاف نہیں ہوں صرف ذاتی آسائش کے لئے ادھار لینے کے خلاف ہوں۔ اب اگر تم نے کسی مالیاتی ادارے سے ادھار لے کر کوئی کلب کھولا ہوتا یا کوئی کاروبار کیا ہوتا تو تم اس کاروبار سے ہونے والی کمائی سے آسانی سے ادھار اتار سکتے تھے لیکن جو قرضہ غیر پیداواری مقاصد کے لئے ہو وہ ہمیشہ آدمی کی عزت نفس کو مجروح کرتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تم تو فلاسفر ہو ٹائیگر۔ تم نے میری آنکھیں کھول دی ہیں"۔ جو تھن نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اگر بات تمہاری سمجھ میں آگئی ہے تو میرے لئے یہی کافی ہے۔ بہرحال اب مجھے اجازت دو۔ میں کسی ہوٹل میں جا کر کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ارے ہاں۔ ایک خاص بات تو کرنا میں بھول ہی گیا۔ سنو۔ کرنل لارج اور اس کے گروپ کے بارے میں اگر تمہیں تفصیلی معلومات مل سکتی ہیں تو وہ ایک عورت ہے لیڈی اسٹین۔ لیڈی اسٹین کو تم بوڑھی نہ سمجھ لینا۔ وہ خاندانی طور پر لیڈی ہے۔ ویسے اس کی عمر تیس پینتیس کے درمیان ہو گی۔ کرنل لارج اور لیڈی اسٹین ایک دوسرے کے بہت گہرے دوست ہیں اور کہا جاتا ہے کہ کرنل لارج کی کوئی بات لیڈی اسٹین سے چھپی ہوئی نہیں ہے اور جلد ہی وہ شادی کرنے والے ہیں"...... جو تھن نے کہا۔

" یہ لیڈی اسٹین کہاں رہتی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" پرنس کالونی میں اس کا شاندار پیلس ہے۔ اسٹین پیلس اور صرف نام کی حد تک نہیں حقیقت میں وہ عمارت محل ہے۔ شاندار محل۔ لیڈی اسٹین بے حد دولت مند خاتون ہے اور ساتھ ساتھ بے حد خوبصورت بھی ہے۔ کرنل لارج دنیا کا یقیناً خوش قسمت ترین انسان ہے کہ اس قدر دولت مند، خوبصورت اور جوان عورت اس کی فرینڈ ہے اور وہ دونوں شادی کرنے والے ہیں"...... جو تھن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" تمہیں کیسے معلوم ہوا اس بارے میں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

" میرا ایک دوست لیڈی اسٹین کے پیلس میں کام کرتا ہے۔ وہ اکثر اس بارے میں مجھے بتاتا رہتا ہے"...... جو تھن نے جواب دیا۔

" کیا ان دونوں کی ملاقات صرف پیلس میں ہی ہوتی ہے یا باہر

بھی یہ ملتے رہتے ہیں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"اس بارے میں مجھے معلوم نہیں ہے۔ ویسے میں نے کبھی اپنے کلب میں ان دونوں کو نہیں دیکھا"...... جوتھن نے جواب دیا۔

"تم نے مجھے لیڈی اسٹین کی ٹپ دی ہے۔ وہ مجھے کیسے بتائے گی اور وہ بھی اپنے فرینڈ کے راز"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہ تمہارا کام ہے۔ میرے ذہن میں جو بات آئی ہے وہ میں نے بتا دی"...... جوتھن نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ پھر ملاقات ہو گی۔ اب اجازت"۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جوتھن اسے پھاٹک تک چھوڑنے آیا۔ ٹائیگر کو اگلے چوک تک پیدل جانا پڑا اور پھر اسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی۔

"میں نے پرنس کالونی میں لیڈی اسٹین پیلس کی بڑی تعریف سنی ہے۔ میں اسے باہر سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد تم مجھے اسکوائر ہوٹل چھوڑ دینا"...... ٹائیگر نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔

"یس سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ہوٹل اسکوائر پہنچ گیا جہاں اسے آسانی سے کمرہ مل گیا۔ اسٹین پیلس واقعی شاندار محل تھا۔ کسی قدیم قلعے کی طرح۔ ٹائیگر کمرے میں کرسی پر بیٹھا اس لیڈی اسٹین سے معلومات حاصل کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس کے پاس زیادہ وقت بھی

نہ تھا کہ وہ کوئی طویل طریقہ کار اختیار کرتا اس لئے اس کے ذہن میں بے شمار ترکیبیں آ رہی تھیں لیکن پھر اچانک ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح اس کے ذہن میں آیا اور وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے اچانک یاد آ گیا تھا کہ ولنگٹن میں اس کا ایک دوست بون بھی رہتا ہے اور بون کے بارے میں اسے معلوم تھا کہ اس کا تعلق ایک ایسی خفیہ تنظیم کے ساتھ تھا جو ایکریمیا، یورپ اور روسیاہ کی سائنس لیبارٹریوں سے اہم فارمولے چوری کر کے انہیں ایکریمیا، یورپ اور اسرائیل کی ان لیبارٹریوں کو فروخت کر دیا کرتے تھے جو ان فارمولوں کو تیار کر کے تیار شدہ فارمولے حکومتوں کو بھاری معاوضے کے عوض فروخت کر دیا کرتے تھے۔ یہ تنظیم بھی انتہائی تربیت یافتہ اور تیز طرار ایجنٹوں پر مشتمل تھی اور اس کا نام فاسٹ ٹریک تھا اور بون فاسٹ ٹریک کے ایشیائی سیکشن کا انچارج تھا۔ کافی عرصہ پہلے بون کو اس کے مخالفوں نے ایک ایسی جگہ گھیر لیا تھا جہاں اس کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور وہ اسے صرف گولی مار کر ہلاک کرنے کی بجائے اس کی بے بسی کو دیکھتے ہوئے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ کر اسے عبرتناک موت مارنے کے درپے تھے ان کی تعداد چار تھی اور بون اپنے طور پر ان چاروں کا مقابلہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آہستہ آہستہ وہ سست پڑتا جا رہا تھا اور وہ چاروں اس پر پل پڑے تھے اور پھر واقعی بون کی ہڈیاں توڑنے کا آغاز شروع کر دیا گیا تھا۔ بون کے حلق سے کربناک چیخیں نکلنے لگیں لیکن

اس کے دشمنوں کو اس بات کی پرواہ نہ تھی کیونکہ یہ سنسان علاقہ تھا اور ادھر سے اکا دکا گاڑیاں ہی گزرتی تھیں اور وہ بھی اس جگہ سے خاصے فاصلے سے ۔ اب یہ بون کی خوش قسمتی تھی کہ یا اس کے ان چاروں دشمنوں کی بد قسمتی کہ ٹائیگر دارالحکومت واپس جاتے ہوئے اس سنسان علاقے سے گزر رہا تھا اور پھر اس کے کانوں میں بون کی چیخوں کی آوازیں پڑ گئیں تو اس نے کار کو اس علاقے کی طرف موڑ دیا اور پھر کافی آگے بڑھنے کے بعد اس نے چار افراد کو ایک آدمی کو مارتے دیکھا تو وہ کار روک کر نیچے اترا اور اس نے ان چاروں کو للکارا تو ٹائیگر پر فائر کھولا گیا لیکن ٹائیگر پہلے سے ہی اس کے لئے ذہنی طور پر تیار تھا اس لئے فائرنگ کے باوجود وہ ان پر پل پڑا اور پھر تھوڑی سی لڑائی کے بعد ان میں سے دو تو بے ہوش کر گر پڑے جبکہ دو بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ۔ ویسے ٹائیگر قریب سے ہی انہیں دیکھ کر پہچان گیا تھا کہ ان کا تعلق انڈر ورلڈ کے ایک بدمعاش گروپ سے ہے ۔ بون کی حالت بھی خراب تھی ۔ وہ اسے اٹھا کر اور کار میں ڈال کر ایک پرائیویٹ ہسپتال لے آیا اور پھر ساری رات وہ اس کے قریب بیٹھا رہا ۔ بون کو جب ہوش آیا اور اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کی زندگی ٹائیگر نے بچائی ہے تو اس نے اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے اس کی زندگی بچائی ہے ۔ بون کو ایک ہفتہ ہسپتال میں رہنا پڑا اس کے بعد وہ ٹھیک ہو گیا لیکن تب سے بون اور ٹائیگر کی دوستی مثالی انداز میں شروع ہو گئی ۔ ایک سال قبل بون واپس ایکریمیا چلا گیا اور اس کی تنظیم فاسٹ ٹریک نے ایشیائی ڈیسک کا چارج کسی اور کو دے دیا لیکن بون صرف ٹائیگر سے ملنے اکثر پاکیشیا آتا رہتا تھا اور ٹائیگر بھی ایک دو بار یہاں ایکریمیا آنے پر اس سے مل چکا تھا ۔ اس کے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا تھا کہ وہ اس سلسلے میں بون سے بات کرے ۔ شاید وہ اس معاملے میں اس کی مدد کر سکے ۔ اسے ون کا فون نمبر معلوم تھا ۔ اس نے رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر ریس کرنے شروع کر دیئے ۔

" یس ۔ بون بول رہا ہوں "...... رابطہ قائم ہوتے ہی بون کی نصوص آواز سنائی دی ۔ اس کی آواز ایسی تھی جیسے کوئی بلغم زدہ دمی بولتا ہے ۔ اسی لئے اگر بون اپنا نام بھی نہ لیتا تب بھی اس کی واز لاکھوں میں آسانی سے پہچانی جا سکتی تھی ۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں بون "...... ٹائیگر نے کہا ۔

" ارے ٹائیگر تم اور یہاں ولنگٹن میں ۔ کب آئے ہو ۔ کیسے آئے و ۔ مجھے کیوں نہیں اطلاع دی "...... دوسری طرف سے بون نے لفت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور ٹائیگر کو اس کی اس بات پر یرت نہ ہوئی تھی کہ اس نے فوراً معلوم کر لیا تھا کہ وہ ولنگٹن سے بول رہا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ بون اب فاسٹ ٹریک کے ایک بکشن کا چیف ہے اور اس کے پاس فون کمپیوٹر ہے جو نہ صرف اسے س کرنے والے کا نمبر بلکہ علاقہ اور شہر بھی بتا سکتا تھا اس لئے جیسے

ہی کال ملی ہو گی واس کمپیوٹر پر سب کچھ ڈسپلے ہو گیا ہو گا اس لئے اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ ٹائیگر ولنگٹن سے ہی بات کر رہا ہے۔

" تم نے یہ بھی معلوم کر لیا ہو گا کہ میں اسکوائر ہوٹل سے بول رہا ہوں ۔ کمرہ میں بتا دیتا ہوں ۔ ایک سو ایک ۔ چنانچہ آ جاؤ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے اور میں نے تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوکے ۔ میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے بھی رسیور رکھ دیا ۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور بون اندر داخل ہوا ۔ ٹائیگر نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا اور ان دونوں نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کیا ۔ پھر ٹائیگر نے رسیور اٹھا کر روم سروس والوں کو ہاٹ کافی بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

" کیا بات ہے ٹائیگر ۔ تمہارے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ہیں اور تم نے پہلے کبھی اس انداز میں مجھ سے بات نہیں کی ۔ کیا ہوا ہے"...... بون نے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" اس قدر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ۔ البتہ ایک بات کا حلف تمہیں دینا ہو گا کہ میں جو کچھ تمہیں بتاؤں گا تم اسے لیک آؤٹ نہیں کرو گے اور اگر تم میری مدد کر سکو تو کرنا ورنہ صاف انکار کر دینا ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے اس لئے صاف جواب دینے سے میرا وقت بچ جائے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ارے ۔ تم بتاؤ تو سہی کہ سلسلہ کیا ہے ۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تمہارا کوئی کام کر سکوں ۔ یہ تو میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش ہے"...... بون نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

" یہاں ایک خفیہ تنظیم ہے اینجلز جس کا کوڈ نام سپر تھری ہے ۔ اس کا چیف پہلے ایکریمیا کی سرکاری ایجنسی بلیک ایجنسی اور ریڈ ایجنسی کا بھی بڑا مشہور ایجنٹ رہا ہے ۔ کیا تمہیں اس کے بارے میں علم ہے"...... ٹائیگر نے کہا تو بون کے چہرے پر گہری سنجیدگی پھیلتی چلی گئی۔

" میں جانتا ہوں ۔ یہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے ۔ تمہارا اس سے کیا سلسلہ پیدا ہو گیا ہے"...... بون نے تیز لہجے میں کہا۔

" تم اس بارے میں کیا جانتے ہو"...... ٹائیگر نے اس کے سوال کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

" میں نے صرف ان کے بارے میں سنا ہوا ہے"...... بون نے نظریں چراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

" تم ہنسے کیوں ہو"...... بون نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ تم نہ بتانا چاہو تو بے شک صاف جواب دے دینا لیکن تم نے تو غلط بیانی شروع کر دی ۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم اس بارے میں بہت کچھ جانتے ہو لیکن میں نے تم پر کوئی جبر تو نہیں کیا ۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ لوگ انتہائی منظم اور خطرناک ہیں اور میں نے تو پاکیشیا واپس چلے جانا ہے جبکہ تم

نے یہیں رہنا ہے ۔ تم نے یہی سوچ کر جواب دیا ہے تو پھر ایسا کرو کہ میں جو کچھ تمہیں بتاؤں تم صرف سر ہلا کر اس کی تصدیق یا تردید کرتے جاؤ ۔ اس طرح تم اپنی زبان سے کچھ نہیں بتاؤ گے"۔ ٹائیگر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو بون کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

" تو سنو ۔ کرنل لارج کرسٹائین ایونیو پر واقع کوئین بلڈنگ میں آتا جاتا رہتا ہے ۔ اس کی دوستی لیڈی اسٹین سے ہے جو پرنس کالونی اسٹین پیلس میں رہتی ہے اور وہ دونوں عنقریب شادی کرنے والے ہیں ۔ اس کا فون نمبر یہ ہے"...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا ۔ بون کی آنکھیں اس طرح پھٹی جا رہی تھیں جیسے وہ سپرنگ کی طرح کھل رہی ہوں۔

" یہ ۔ یہ سب کچھ تمہیں کس نے بتایا ہے ۔ یہ تو ان کا ٹاپ سیکرٹ ہے"...... بون نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اسے چھوڑو کہ یہ مجھے کس نے بتایا ہے اور کس نے نہیں ۔ تم صرف یہ بتاؤ کہ کیا یہ سب درست ہے یا نہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ہاں ۔ سو فیصد درست ہے"...... اس بار بون نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" شکریہ ۔ جس طرح یہ معلوم کیا ہے اسی طرح باقی بھی معلوم کر لوں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" سنو ۔ تم مارے جاؤ گے ۔ ولنگٹن میں اس تنظیم کا جال پھیلا ہوا

ہے ۔ انہیں ولنگٹن میں اڑتی ہوئی مکھی کا بھی علم ہوتا ہے ۔ تم نے جس پارٹی سے یہ کام لیا ہے اسے انکار کر دو ورنہ میں درست کہہ رہا ہوں کہ تم مارے جاؤ گے ۔ یہ تمہارے تصور سے بھی زیادہ خطرناک اور سفاک لوگ ہیں"...... بون نے کہا۔

" میں نے کوئی عملی قدم نہیں اٹھانا ۔ صرف معلومات حاصل کر کے واپس چلے جانا ہے اور یہ میری فطرت ہے کہ جو کام میں ایک بار لے لوں پھر اس میں خالی واپسی کا لفظ شامل نہیں ہو سکتا ۔ یا تو میری جان چلی جائے گی یا پھر میں معلومات حاصل کر کے ہی واپس جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

" مجھے تمہاری فطرت کا علم ہے ۔ تم واقعی اس معاملے میں ضدی اور ہٹ دھرم ہو اور میں نہیں چاہتا کہ تم ہلاک کر دیئے جاؤ اس لئے تم ایسا کرو کہ یہاں سے خاموشی سے نکلو اور سنٹرل فاران پہنچ جاؤ ۔ میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا ۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی ۔ یہاں معاملات چیک بھی کئے جا سکتے ہیں کیونکہ ولنگٹن کے اکثر ہوٹل، کلب اور جوئے خانوں میں ان کی مشینی چیکنگ کا نظام قائم ہے ۔ کیمرے بھی اور انتہائی طاقتور ڈکٹا فون بھی"...... بون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم بے فکر ہو کر بات کرو ۔ یہ کمرہ محفوظ ہے ۔ میں نے سپیشل چیکر سے پہلے اسے اچھی طرح چیک کر لیا ہے ورنہ میں خود تم سے زیادہ محتاط رہنے کا عادی ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"لیکن میں ایک شرط پر سب کچھ بتاؤں گا کہ تم یہ سب کچھ معلوم کرنے کے بعد واپس چلے جاؤ گے اور ان کے خلاف کوئی عملی قدم نہیں اٹھاؤ گے"...... بون نے کہا۔

"کیا تمہیں ان کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے"...... ٹائیگر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔ اس لئے کہ کرنل لارج کی پرسنل سیکرٹری الیشلی میری نہ صرف کزن ہے بلکہ میری گرل فرینڈ بھی ہے اور ہم دونوں عنقریب شادی کرنے والے ہیں ۔ الیشلی نے میرے بارے میں کرنل لارج کو سب کچھ بتا دیا تو کرنل لارج نے میرے بارے میں تفصیلی انکوائری کرانے کے بعد مجھے کلیئر کر دیا اور الیشلی کو اجازت دے دی کہ وہ مجھ سے مل سکتی ہے اور چونکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم جس فیلڈ میں کام کرتے ہیں ہمارے اندر تجسس کا مادہ عام لوگوں سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے میں نے اپنے طور پر کرنل لارج اور اس کے سیٹ اپ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر ان معلومات کی تصدیق الیشلی نے کر دی کیونکہ کرنل لارج کی پرسنل سیکرٹری ہونے کی وجہ سے اسے ان باتوں کا بھی علم ہے جو شاید کرنل لارج کے ماتحتوں کو بھی نہیں ہو گا ۔ ابھی تم نے جو کچھ بتایا ہے یہ بھی ان کا ٹاپ سیکرٹ ہے ۔ اسی لئے تو میں بے حد حیران ہوا تھا"...... بون نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے ۔ پھر جو کچھ تم جانتے ہو وہ بتا دو"...... ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے کہا تو بون نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی ۔ ٹائیگر نے درمیان میں کوئی سوال نہ کیا اور خاموشی سے بیٹھا سنتا رہا۔

"بس یہ ہے ان کے بارے میں ساری تفصیل"...... بون نے آخر میں ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے بقول کرنل لارج کا اصل آفس کوئین بلڈنگ کے تہہ خانوں میں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ۔ لیکن اس کے اندر جانے کے کئی راستے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اندر جانے کے کوڈ بھی ہر روز نئے ہوتے ہیں ۔ پورے مہینے کے کوڈ فکسڈ ہیں جن کا علم یا تو کرنل لارج کو ہے یا الیشلی کو۔ بون نے جواب دیا۔

"الیشلی کہاں رہتی ہے"...... ٹائیگر نے پوچھا تو بون بے اختیار چونک پڑا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو ۔ کیا تم کو مجھ پر یقین نہیں ہے" ۔ بون نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم خواہ مخواہ بدظن ہو گئے ہو ۔ چلو کرنل لارج کی رہائش گاہ کے بارے میں بتا دو"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کوئین بلڈنگ میں رہتا ہے یا اسٹین پیلس میں ۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے"...... بون نے جواب دیا۔

"وہ کسی نہ کسی کلب میں تو جاتا ہو گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ۔ کبھی کبھار وہ لیڈی اسٹین کے ساتھ رائل کلب میں بھی جاتا رہتا ہے لیکن رائل کلب میں صرف ٹاپ امراء جا سکتے ہیں ورنہ وہاں کا حفاظتی نظام کسی لیبارٹری کے حفاظتی نظام سے بھی زیادہ سخت ہے"...... بون نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ تمہاری مہربانی کہ تم نے مجھے سب کچھ بتا دیا ۔ اب میں رپورٹ بنا کر پاکیشیا بھجوا دوں گا اور پھر خود بھی یہاں سے واپس چلا جاؤں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم رپورٹ وہیں جا کر بنا لینا"...... بون نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات بھی ٹھیک ہے ۔ میں نے ناراک جانا ہے ۔ میں وہاں چلا جاتا ہوں ۔ اب یہاں تو میرا کام ختم ہو گیا ۔ کیا تم اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے مجھے جلد از جلد ناراک بھجوا سکتے ہو"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ۔ کیوں نہیں"...... بون نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی خود ہی پریس کر دیا۔

"ایئر فلوٹ ٹریولنگ ایجنسی"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"رابرٹ میکن سے بات کراؤ ۔ میں بون بول رہا ہوں"۔ بون

نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو ۔ میکن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"بون بول رہا ہوں میکن ۔ مجھے اپنے دوست کے لئے ناراک کا ایک کنفرم ٹکٹ چاہئے ۔ جلدی سے جلدی ۔ کس وقت کی فلائٹ مل سکتی ہے"...... بون نے کہا۔

"ایک منٹ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر مسٹر بون ۔ ایک گھنٹے بعد ناراک کی فلائٹ روانہ ہو گی اس پر کنفرم ٹکٹ مل سکتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ ٹکٹ بھجوا دو میرے نام پر ۔ میں ایئر پورٹ پر موجود ہوں گا"...... بون نے کہا۔

"لیکن ابھی آپ نے اپنے دوست کی بات کی تھی"...... میکن نے چونک کر کہا۔

"ہاں ۔ لیکن تمہیں اس سے کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے ۔ یہ ڈومیسٹک فلائٹ ہے ۔ انٹرنیشنل نہیں ۔ سمجھے"...... بون نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ ٹکٹ پہنچ جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو بون نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ناراک میں کہاں ٹھہرو گے"...... بون نے رسیور رکھ کر ٹائیگر سے پوچھا۔

"وہاں تمہاری طرح میرا ایک دوست ہے اس کے پاس۔ اور ہاں۔ میں وہیں سے براہ راست پاکیشیا چلا جاؤں گا اس لئے پھر ملاقات ہو گی"...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا بیگ الماری سے نکال کر اسے سیٹ کیا۔ کاغذات جیب میں ڈالے اور ہوٹل کا کمرہ چھوڑ کر وہ بون کی کار میں سوار ہو کر ایئر پورٹ روانہ ہو گئے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد وہ جہاز میں بیٹھا ناراک کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اسے ناراک میں کوئی کام نہ تھا۔ وہ صرف بون سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ بون سر تھری سے بے حد خوفزدہ ہے اس لئے وہ اس کا پیچھا نہ چھوڑے گا اس لئے ٹائیگر نے یہی سوچا کہ وہ ناراک جا کر وہاں رات گزار کر میک اپ میں واپس آ جائے گا۔ بون نے اسے جو تفصیل بتائی تھی اس کو سن کر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ صرف معلومات لے کر واپس نہیں جائے گا بلکہ اس کرنل لارج کا خاتمہ اور کوئین بلڈنگ کو مکمل طور پر تباہ کر دے گا۔ کرنل لارج کے بارے میں بون نے جو کچھ بتایا تھا اس کے مطابق کرنل لارج کی موت کے بعد سر تھری کافی عرصے تک اتنی فعال نہیں رہ سکے گی جتنی کرنل لارج کی وجہ سے ہے۔ چنانچہ ناراک پہنچ کر اس نے ایک درمیانے درجے کے ہوٹل میں کمرہ لیا اور پھر لباس تبدیل کر کے وہ ناراک کے ایک معروف کلب کی طرف

روانہ ہو گیا۔ یہ ناراک کا معروف ماسٹر کلب تھا۔ اس کلب کا اسسٹنٹ مینجر انتھونی بھی ٹائیگر کا خاصا گہرا دوست تھا۔ اس کے چکر بھی پاکیشیا لگتے رہتے تھے اور تھوڑی دیر بعد ٹائیگر، انتھونی کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

"آؤ۔ آؤ ٹائیگر۔ خوش آمدید۔ خوش آمدید"...... لحیم شحیم انتھونی نے اٹھ کر ٹائیگر کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"کیسے ہو۔ کافی عرصہ ہوا ہے تم نے پاکیشیا کا چکر ہی نہیں لگایا اس لئے میں نے سوچا کہ میں ہی مل آؤں"...... ٹائیگر نے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بس فرصت ہی نہیں ملی۔ تم سناؤ کیسے آنا ہوا"...... انتھونی نے رسیور اٹھا کر کسی کو جوس لانے کا آرڈر دیتے ہوئے کہا۔

"تم سے ملنے آیا ہوں اور تو مجھے یہاں کوئی کام نہیں ہے"۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو انتھونی بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات تو تم اس سے کیا کرو جو تمہیں نہ جانتا ہو۔ تم بغیر کام کے اپنے ملک میں کہیں نہیں جاتے اور صرف مجھ سے ملنے کے لئے تم پاکیشیا سے ناراک کیسے آ سکتے ہو۔ اصل بات بتاؤ"...... انتھونی نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹائیگر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"چلو اصل بات بتا دیتا ہوں۔ میری پارٹی نے ولنگٹن کی ایک تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مجھے ہائر کیا ہے معلومات تو میں نے حاصل کر لی ہیں لیکن جس آدمی سے میں نے یہ

معلومات حاصل کی ہیں وہ مجھے فوراً واپس بھجوانا چاہتا تھا اس لئے میں اسے چکر دے کر ناراک آگیا ہوں تاکہ تم سے بھی ملاقات ہو جائے اور میں بھی فوری واپس جانے سے بچ جاؤں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیوں ۔ تم فوری کیوں واپس نہیں جانا چاہتے تھے ۔ کیا تمہارا خیال تھا کہ معلومات نامکمل ہیں یا مصدقہ نہیں ہیں"۔ انتھونی نے کہا ۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی ۔ ٹرے میں جوس کا ایک گلاس موجود تھا جو اس نے ٹائیگر کے سامنے رکھا اور واپس چلی گئی۔

"یہ بات نہیں ۔ دراصل میں نے جس پارٹی سے سودا کیا ہے وہ سودا بے حد بھاری معاوضے پر کیا ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ فوری واپس جا کر انہیں یہ احساس دلاؤں کہ اتنی بھاری رقم مجھے مفت میں مل گئی ہے"...... ٹائیگر نے جوس کا گلاس اٹھاتے ہوئے کہا۔

"تم ایسے ہی حیرت انگیز کام کرتے رہتے ہو ۔ جو کام دوسروں کو پہاڑ نظر آتا ہے تم اسے پلک جھپکنے میں کر لیتے ہو ۔ نجانے تمہارے پاس کیا جادو ہے"...... انتھونی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کسی کو دھوکہ نہیں دیتا ۔ اصل بات یہ ہے"...... ٹائیگر نے جوس کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا تو انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ویسے کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تمہارا کام کیا تھا ۔ کیا کسی کو ٹریس کرنا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم ٹریسنگ کے ماہر ہو"۔ انتھونی نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں ۔ ایسا ہی سمجھ لو ۔ لیکن بہتر ہے کہ تم نہ ہی پوچھو ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم خوفزدہ ہو جاؤ"...... ٹائیگر نے آخری گھونٹ لے کر خالی گلاس واپس سائیڈ تپائی پر رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو جبکہ تم مجھے جانتے ہو کہ انتھونی پورے ایکریمیا میں اس وجہ سے مشہور ہے کہ وہ کسی سے نہیں ڈرتا"۔ انتھونی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا ۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اینجلز جس کا کوڈ نام سپر تھری ہے، کے بارے میں کچھ جانتے ہو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جس کا چیف کرنل لارج ہے"...... انتھونی نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں ۔ لیکن تم اس بارے میں کیا معلوم کرنا چاہتے ہو ۔ یہ تو سرکاری ایجنسی ہے اور یہودیوں کی مرکزی تنظیم سمجھ لو"۔ انتھونی نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے ۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں عمران صاحب کا شاگرد ہوں اور عمران صاحب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں ۔ یہودی بحر اوقیانوس میں ایک جزیرے میں ایک لیبارٹری میں ایک ایسا ہتھیار تیار کر رہے ہیں جس سے وہ پاکیشیا کو پہلے اور باقی مسلم ممالک کو بعد میں مکمل طور پر تباہ کر سکیں گے اور سپر تھری عمران صاحب اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا راستہ روکنے

کے لئے اسرائیل کے صدر کی طرف سے ہائر کی گئی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر تم چاہتے کیا ہو"...... انتھونی نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ مجھے تو صرف معلومات اکٹھی کرنے کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ البتہ کل نئے میک اپ میں واپس ولنگٹن جاؤں گا اور اس کرنل لارج سے ملاقات کرنے کی کوشش کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو انتھونی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"کیوں مجھے چکر دے رہے ہو۔ تم چاہتے ہو کہ ولنگٹن جا کر اس کرنل لارج کا خاتمہ کر دو تاکہ تمہارا باس عمران تمہارے اس کارنامے پر خوش ہو سکے لیکن اس کے لئے تمہیں واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ کرنل لارج یہاں ناراک میں موجود ہے اور ابھی ایک ہفتے تک وہ یہیں رہے گا"...... انتھونی نے کہا۔

"اچھا۔ یہ نئی بات ہے کہ اس کی خوشبو مجھے خواہ مخواہ یہاں گھسیٹ لائی ہے۔ کہاں ہے وہ"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"برج وے فلیٹس میں فلیٹ نمبر دو سو اٹھارہ میں۔ یہ فلیٹ اس کا ذاتی ہے"...... انتھونی نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل لارج ماسٹر کلب پر اعتماد کرتا ہے اس لئے اسے ہر چیز کی سپلائی ماسٹر کلب کے ذریعے ہوتی ہے اور اسے ہم ٹاپ سیکرٹ رکھتے ہیں لیکن تم اچھے دوست ہو اس لئے میں نے تمہیں بتا دیا ہے تاکہ تم فوری واپس جا کر پریشان نہ ہوتے پھرو"...... انتھونی نے کہا۔

"کیا وہ اکیلا رہ رہا ہے وہاں"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں۔ لیڈی اسٹین اس کے ساتھ ہے لیکن اس نے میک اپ کیا ہوا ہے تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ لیڈی اسٹین ایک معمولی سے فلیٹ میں رہ رہی ہے"...... انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں واپس پاکیشیا چلا جاتا ہوں۔ اب ایک ہفتہ کون انتظار کرے"...... ٹائیگر نے کہا اور انتھونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے انتھونی سے اجازت لی اور ماسٹر کلب سے باہر آ گیا اور ٹیکسی لے کر وہ واپس اپنے اس ہوٹل کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے کمرہ لیا تھا۔

"کرنل لارج سے یہیں دو دو ہاتھ کر لئے جائیں تو بہتر ہے"۔ ٹائیگر نے کمرے میں پہنچ کر واش روم کی طرف بڑھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا لیکن اچانک اس کے جسم کو جیسے جھٹکا سا لگا اور وہ رک گیا۔

"کیا مطلب۔ انتھونی نے اتنی آسانی سے یہ سب کچھ کیسے بتا دیا۔ کیا وہ بھی سپر تھری کا آدمی تو نہیں ہے"...... ٹائیگر کو اچانک خیال آیا اور پھر جیسے اس کے ذہن میں فلم سی چل پڑی۔ انتھونی کی باتیں، اس کے چہرے کے تاثرات، اس کی ساری گفتگو یہ سب کچھ اس کی

آنکھوں کے سامنے آگیا تو اس نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ بات کی تہہ تک پہنچ گیا ہو۔

"اگر تم نے میرے ساتھ دھوکہ کرنے کی کوشش کی ہے انتھونی تو تمہارا حشر عبرتناک ہو گا"...... ٹائیگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور واش روم میں داخل ہو گیا۔ واش روم سے واپس آ کر اس نے کرسی پر بیٹھ کر رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"برج وے فلیٹس میں فلیٹ نمبر دو سو اٹھارہ کا نمبر چاہیے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"سوری سر۔ انکوائری میں برج وے فلیٹس کی انتظامیہ کا نمبر موجود ہے۔ انتظامیہ آگے آپ کو نمبر بتا سکتی ہے یا بات کرا سکتی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ وہ نمبر دے دیں"...... ٹائیگر نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ ٹائیگر نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"برج وے فلیٹس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیا آپ کے پاس کوئی فلیٹ خالی ہے۔ میں اسے رینٹ پر لینا چاہتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سوری سر۔ ہمارے ہاں رینٹ پر فلیٹس نہیں دیئے جاتے۔ تمام فلیٹس فروخت شدہ ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جبکہ مجھے فلیٹ نمبر دو سو اٹھارہ میں رہنے والے صاحب ہنری نے بتایا ہے کہ انہوں نے یہ فلیٹ رینٹ پر لیا ہوا ہے"...... ٹائیگر نے ایک فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ انہیں غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ ویسے دو سو اٹھارہ نمبر فلیٹ تو مسٹر ہارج اور مسز ہارج کے نام ہے اور وہ اس فلیٹ میں خود رہتے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا ان سے فون پر بات ہو سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"سوری۔ ان کا حکم ہے کہ انہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ٹائیگر نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا کرنل لارج ہی مسٹر ہارج ہے یا کوئی اور چکر ہے"۔ ٹائیگر نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔ فون ڈائریکٹ کرنے کا بٹن پہلے سے ہی پریسڈ تھا اس لئے اس نے انتھونی کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انتھونی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے انتھونی کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ تم ۔ کوئی خاص بات"...... انتھونی نے چونکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"برج وے کے فلیٹ نمبر دو سو اٹھارہ میں تو کوئی مسٹر ہارج اور مسز ہارج رہ رہے ہیں جبکہ تم کہہ رہے تھے کہ وہاں کرنل لارج اور لیڈی اسٹین رہ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ارے ۔ ارے ۔ اس طرح فون پر بات مت کرو ۔ وہ انتہائی منظم اور باوسائل تنظیم ہے ۔ تمہارے ساتھ ساتھ میں بھی مارا جاؤں گا ۔ ویسے میرے پاس تو یہی اطلاعات تھیں جو میں نے تمہیں دوستی کے ناطے بتا دی ہیں ۔ اب اگر مجھ تک غلط اطلاعات پہنچی ہیں تو میں معذرت خواہ ہوں اور بتاؤ میں کیا کر سکتا ہوں"...... انتھونی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے ۔ بہرحال میں اب واپس پاکیشیا جا رہا ہوں ۔ وہاں پہنچ کر فون کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے ۔ وش یو گڈ لک"...... انتھونی نے جواب دیا تو ٹائیگر نے بھی گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا ۔ انتھونی کی گفتگو اور لہجے سے ٹائیگر اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ انتھونی اسے دھوکہ نہیں دے رہا ورنہ وہ کبھی اس انداز اور لہجے میں بات نہ کرتا ۔ چنانچہ اس نے خود ہی برج وے فلیٹس کے اس فلیٹ میں جانے کا فیصلہ کر لیا۔

ڈاکٹر جوزف لمبے قد لیکن دبلے پتلے جسم کا مالک تھا ۔ وہ بلیک ہیڈ لیبارٹری کا انچارج تھا اور اس کے تحت ہی بلیک ہیڈ فارمولے پر اس لیبارٹری میں کام ہو رہا تھا ۔ اس وقت وہ ایک آفس نما کمرے میں کرسی پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا ۔ ڈاکٹر جوزف نے چونک کر اس کی طرف دیکھا ۔ اس کے ہاتھ میں جدید ساخت کا ایک کارڈلیس فون تھا۔

"سر ۔ ناراک سے سپیشل کال ہے"...... آنے والے نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کس کی ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے پوچھا۔

"جیگر کی"...... آنے والے نے جواب دیا۔

"اوکے"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور اس کے ہاتھ سے فون

پیس لے لیا۔ نوجوان واپس مڑ کر چلا گیا۔ ڈاکٹر جوزف نے فون کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"جیگر بول رہا ہوں جناب۔ ناراک سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"ڈاکٹر عبدالرشید کو تلاش کر لیا گیا ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈاکٹر جوزف بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ"...... ڈاکٹر جوزف نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر عبدالرشید پاکیشیا کے دارالحکومت میں موجود ہے لیکن اس کی ذہنی حالت درست نہیں ہے"...... جیگر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کیا ہوا ہے اسے"...... ڈاکٹر جوزف نے چونک کر کہا۔

"سر۔ وہ انتہائی غربت اور بے کسی کی حالت میں رہ رہے ہیں۔ روزانہ اپنی بیٹی کی آمد کا انتظار کرتے ہیں اور ریلوے اسٹیشن جا کر اس کی آمد کا انتظار کرتے ہیں اور پھر مایوس ہو کر واپس آ جاتے ہیں"...... جیگر نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس قدر قابل اور ذہین سائنس دان اور اس کی یہ حالت۔ کیوں یہ سب ہوا ہے اور اس کی بیٹی جو میری بھانجی بھی ہے وہ کہاں ہے۔ اس نے کہاں سے آنا ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے

قدرے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ ہمارے آدمیوں نے جو تحقیق کی ہے اس کے مطابق ڈاکٹر عبدالرشید نے اپنی رہائش گاہ میں لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔ اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا گیا اور ڈاکٹر عبدالرشید اور اس کی بیٹی کو ہلاک کر دیا گیا لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ ڈاکٹر عبدالرشید میں ابھی زندگی کی رمق باقی ہے۔ انہیں ہسپتال لے جایا گیا۔ وہ طویل عرصے تک ہسپتال میں رہے۔ ان کی حالت کے پیش نظر انہیں ان کی بیٹی کے بارے میں یہی بتایا گیا کہ وہ زندہ ہے اور ایکریمیا چلی گئی ہے۔ بعد میں جب انہیں بتایا گیا کہ ان کی بیٹی ہلاک ہو چکی ہے تو انہوں نے اس پر یقین نہیں کیا اور اب وہ روزانہ وہاں کے ریلوے اسٹیشن پر ایک مقررہ وقت پر جاتے ہیں اور ایک خاص نام کی گاڑی کا انتظار کرتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں"...... جیگر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اب ان کی ذہنی حالت اس قسم کی نہیں ہے کہ وہ کسی سائنسی مسئلے پر غور کر سکیں"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"سر۔ مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق وہ کبھی کبھار درست انداز میں گفتگو کرتے ہیں اور کبھی کبھار بے معنی گفتگو شروع کر دیتے ہیں جس پر میں نے اچھی طرح ان کا جائزہ لے کر حتمی رپورٹ دینے کے احکامات دیئے تو جو حتمی رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق وہ

اس قابل ہیں کہ اگر ان کا کچھ ذہنی علاج کیا جائے تو وہ سائنسی مسئلے پر رائے دے سکتے ہیں"...... جیگر نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ پھر تم نے اس رپورٹ کے بعد کیا کیا ہے" ۔ ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"جناب ۔ میں نے انہیں ناراک پہنچانے کا حکم دے دیا ہے اور وہ وہاں سے روانہ کر دیئے گئے ہیں ۔ ہمارے دو آدمی بھی ان کے ساتھ آ رہے ہیں ۔ وہ کل صبح ناراک پہنچ جائیں گے"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ناراک میں ان کا علاج کراؤ اور جب وہ ذہنی طور پر بالکل درست ہو جائیں تو پھر مجھے کال کرنا ۔ میں خود ناراک آ کر ان سے بات کروں گا لیکن یہ کام جلد از جلد ہونا چاہئے کیونکہ یہاں تمام کام رکا ہوا ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"یس سر ۔ مجھے اس کا بخوبی اندازہ ہے ۔ آپ بے فکر رہیں ۔ میں نے پہلے ہی یہاں ذہنی امراض کے قابل ترین ڈاکٹروں کا ایک بورڈ اکٹھا کر لیا ہے جو انہیں چیک کر کے ان کا علاج کریں گے اور میرا خیال ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو تین روز کے اندر وہ ذہنی طور پر بالکل ٹھیک ہو جائیں گے"...... جیگر نے جواب دیا۔

"اوکے ۔ مجھے تمہاری کال کا شدت سے انتظار رہے گا"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور فون آف کر کے انہوں نے اسے میز پر رکھ دیا اور خود سامنے پڑی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گئے ۔ اس کال کے تقریباً

تین روز بعد وہ جیگر کی کال پر خاموشی سے ناراک پہنچ گئے ۔ ایئر پورٹ پر جیگر بذات خود ان کے استقبال کے لئے موجود تھا۔

"کیا پوزیشن ہے ڈاکٹر عبدالرشید کی"...... کار میں بیٹھتے ہی ڈاکٹر جوزف نے ساتھ بیٹھے ہوئے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر ۔ ان کی ذہنی حالت اتنی خراب نہیں تھی جتنی بتائی جا رہی تھی ۔ بورڈ نے جب ان کا چیک اپ کیا تو وہ سب اس نتیجے پر پہنچے کہ وہ ذہنی طور پر درست ہیں البتہ ان کی بیٹی غائب ہونے اور اس کی واپسی کی بات ان کے ذہن میں اس قدر راسخ ہو چکی ہے کہ وہ ذہنی طور پر ابتر دکھائی دیتے ہیں ۔ اب چونکہ ان کی بیٹی تو زندہ نہیں ہے اور نہ ہی کسی دوسری لڑکی کو ان کی بیٹی کے طور پر ان کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ایسا جذباتی رشتہ ہے جس میں مصنوعی پن الٹا نقصان دے سکتا ہے اس لئے تمام ڈاکٹروں نے انہیں اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ ان کی بیٹی فوت ہو چکی ہے ان سے بات چیت کی لیکن انہوں نے کسی کی بات تسلیم ہی نہیں کی تو آخر کار ہپناٹزم کے ایک ڈاکٹر کو کال کیا گیا ۔ وہ کئی گھنٹوں کی محنت کے بعد ان کے ذہن میں یہ بات بٹھانے میں کامیاب ہو گئے کہ ان کی بیٹی فوت ہو چکی ہے ۔ اس شاک سے ان کی ذہنی اور جسمانی حالت خاصی خراب ہو گئی لیکن بہرحال اسے سنبھال لیا گیا اور اب وہ خاصی حد تک نارمل ہو چکے ہیں"...... جیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" گڈ ۔ تمہاری کارکردگی واقعی بے حد مثالی ہے ۔ میں اسرائیل کے جناب صدر کو اپنی رپورٹ میں تمہاری تعریف کروں گا" ۔ ڈاکٹر جوزف نے کہا تو جیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

" شکریہ سر ۔ میں تو آپ کا خادم ہوں سر"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" نہیں ۔ تم نے واقعی کٹھن کام کو درست طور پر سرانجام دیا ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" سر ۔ میں نے سنا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حملے کے خطرے کے پیش نظر لیبارٹری میں ریڈ الرٹ کر دیا گیا ہے" ۔ جیگر نے چند منٹ کی خاموشی کے بعد کہا۔

" ہاں ۔ تمہاری اطلاع درست ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا۔

" لیکن آپ کو ریڈ الرٹ میں باہر جانے کی اجازت یقیناً صدر اسرائیل نے دی ہو گی سر"...... جیگر نے اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

" میں اپنے معاملات میں خودمختار ہوں ۔ جس کام کے لئے لیبارٹری بنائی گئی ہے وہ کام رک گیا ہے اور اس کام کی تکمیل کے لئے میں جو چاہوں کر سکتا ہوں ۔ حفاظت دوسروں کا کام ہے ۔ وہ اپنا کام کرتے رہیں ۔ میں اپنا کام کرتا رہوں گا"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

" یس سر"...... جیگر نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد کار ایک درمیانے درجے کی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی ۔ یہ جیگر کی رہائش گاہ تھی اور تھوڑی دیر بعد جب ڈاکٹر جوزف ایک کمرے میں داخل ہوا تو وہاں بوڑھا ڈاکٹر عبدالرشید ایک کرسی پر بیٹھا کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔

" ہیلو ڈاکٹر عبدالرشید ۔ میں ڈاکٹر جوزف ہوں"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید اسے دیکھتے ہی بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ان کی آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھر آئی تھی۔

" اوہ ۔ اوہ تم ۔ بڑے طویل عرصے بعد تم سے ملاقات ہو رہی ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا ۔ ڈاکٹر جوزف نے اپنی بھانجی اور ڈاکٹر عبدالرشید کی بیٹی کی وفات پر تعزیت کی جس سے ڈاکٹر عبدالرشید کافی دیر تک افسردہ رہے لیکن پھر وہ نارمل ہو گئے۔

" آج کل کہاں ہو اور یہاں کیسے آئے ہو ۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں یہاں ہوں"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا تو ڈاکٹر جوزف بے اختیار مسکرا دیا۔

" ڈاکٹر صاحب ۔ میں ان دونوں ایک لیبارٹری میں ایک اہم فارمولے پر کام کر رہا ہوں ۔ یہ جیگر میرا دوست ہے ۔ اس سے اکثر گپ شپ ہوتی رہتی ہے ۔ جب آپ کے بارے میں مجھے معلوم ہوا تو

میں آپ سے ملنے یہاں چلا آیا"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔
"اچھا۔ کس ٹائپ کا فارمولا ہے جس پر تم کام کر رہے ہو"۔
ڈاکٹر عبدالرشید نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔
"آپ کو یاد ہو گا کہ آپ جب ایکریمیا کی ریڈ لیبارٹری میں کام کرتے تھے تو آپ نے میریکل لیزر پر کام شروع کیا تھا اور اس سلسلے میں آپ کی اور میری ڈسکشن بھی ہوئی تھی۔ پھر آپ پاکیشیا واپس چلے گئے جبکہ میں ایک بلیک ہیڈ لیبارٹری میں کام کرنے چلا گیا۔ وہاں میں نے آپ کے فارمولے پر بھی کام شروع کر دیا۔ میں اس مخصوص شعاع کو تیار کرنے میں کامیاب ہو گیا اور اس حد تک کامیاب ہو گیا کہ اس شعاع کو چاہے لاکھوں میل کا سفر کیوں نہ کرنا پڑے یہ عام شعاع کی طرح پھیلتی نہیں ہے اور اس کی طاقت بھی نہیں بکھرتی اور آپ یقین کریں یہ اس قدر طاقتور شعاع ہے کہ اسے واقعی میریکل یا معجزاتی شعاع کہا جا سکتا ہے لیکن میں نے سوچا کہ اگر اسے کسی سیٹلائٹ سے فائر کیا جائے تو اس کا کوئی توڑ نہ کر سکے گا اور نہ ہی اسے کسی صورت روکا جا سکتا ہے۔ ہم آسانی سے اس کے ذریعے کسی بھی ملک کی ایٹمی لیبارٹریاں، اڈے اور ان کے اہم ترین دفاعی اسلحہ کے ڈپو کو پلک جھپکنے میں بغیر کسی رکاوٹ کے تباہ کر سکتے ہیں"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا تو ڈاکٹر عبدالرشید کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی اور وہ دونوں اس کی سائنسی تفصیلات میں مصروف ہو گئے۔ دو روز تک اسی طرح وہ اکثر بحث و مباحثہ میں

مصروف رہے۔ آخرکار ڈاکٹر جوزف اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ ڈاکٹر عبدالرشید کے اندر اب بھی اتنی ذہانت موجود ہے کہ وہ اس رکاوٹ کو دور کر لے گا جسے وہ اپنی تمام تر کوشش کے باوجود نہ کر سکا تھا۔ چنانچہ اس نے ڈاکٹر عبدالرشید کو اپنے ساتھ وہاں لیبارٹری میں چلنے اور وہاں اس فارمولے پر کام کرنے پر آمادہ کر لیا۔
"آپ یہاں رہیں۔ میں ایک ہفتے کے اندر تمام انتظامات کر کے آپ کو وہاں بلوا لوں گا"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید رضامند ہو گئے۔ پھر ڈاکٹر جوزف نے جیگر کو تفصیلی ہدایات دیں اور واپسی کے لئے روانہ ہو گئے۔ ان کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ انہیں اب یقین ہو گیا تھا کہ وہ بلیک ہیڈ جیسی دنیا کو فتح کرنے والی ایجاد کو بروئے کار لانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اسے معلوم تھا کہ بغیر اسرائیل کے صدر کی اجازت کے وہ ڈاکٹر عبدالرشید کو کسی صورت بھی لیبارٹری میں نہیں لا سکتا لیکن اسے یقین تھا کہ جب وہ اسرائیل کے صدر سے تفصیلی بات کرے گا تو وہ اس کی باقاعدہ اجازت دے دیں گے۔ چنانچہ آفس پہنچنے کے بعد ڈاکٹر جوزف نے سب سے پہلے اسرائیل کے صدر سے بات کرنے کے لئے فون کیا لیکن اسے بتایا گیا کہ صدر صاحب دو روزہ دورے پر کسی ہمسایہ ملک گئے ہوئے ہیں تو اس نے اپنے فون سیکرٹری کو احکامات دے دیئے کہ وہ صدر کے ملٹری سیکرٹری سے رابطے میں رہے اور جب بھی اسے بات کرانے کی اجازت ملے تو وہ

فوراً اس سے رابطہ کرا دے اور پھر تقریباً چار روز بعد اس کے پی اے نے اسے فون کر کے اطلاع دی کہ وہ صدر صاحب سے بات کر سکتے ہیں تو ڈاکٹر جوزف بے حد خوش ہوا۔

"کراؤ بات"...... ڈاکٹر جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس ۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ"...... دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔

"بلیک ہیڈ لیبارٹری سے ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں ۔ میں نے صدر صاحب سے انتہائی ضروری اور اہم بات کرنی ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"یس سر۔ میں بات کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس "...... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر جوزف بول رہا ہوں سر۔ بلیک ہیڈ لیبارٹری سے"۔ ڈاکٹر جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ اوہ ۔ کیا ہوا ۔ کیا ہوا"...... صدر نے انتہائی گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا تو ڈاکٹر جوزف ان کی گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ کو محسوس کر کے حیران رہ گیا۔

"کچھ نہیں ہوا سر۔ کیا ہونا تھا سر"...... ڈاکٹر جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔ مجھے اطلاعات ملی تھیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک

ہیڈ لیبارٹری کے خلاف کام کر رہی ہے اس لئے میں آپ کی طرف سے کال پر پریشان ہو گیا تھا کہ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنے مقصد میں کامیاب تو نہیں ہو گئی"...... صدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔ نو سر ۔ لیبارٹری تو ہر لحاظ سے محفوظ ہے ۔ وہاں ایسا کوئی گروپ کامیاب نہیں ہو سکتا"...... ڈاکٹر جوزف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔ آپ بتائیں ۔ آپ نے کیوں کال کی ہے"۔ اس بار صدر کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔ شاید وہ اپنی حیرت پر قابو پا چکے تھے۔

"سر۔ فارمولے کی تیاری میں ایک سائنسی رکاوٹ آ گئی ہے اور باوجود انتہائی کوشش کے وہ رکاوٹ دور نہیں ہو سکی ۔ اس طرح فارمولا ناکام ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا ۔ بے شمار بڑے بڑے سائنس دانوں سے طویل مشورے کئے گئے لیکن اس سائنسی رکاوٹ کو کوئی دور نہ کر سکا"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"کیا ۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔ کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں یہ فارمولا مکمل نہیں ہو سکتا ۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔ پوری دنیا کے یہودیوں کی نظریں لگی ہوئی ہیں اس فارمولے پر جس کے لئے حکومت اسرائیل اور لاکھوں یہودیوں نے اپنی دولت جھونک دی ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ مکمل نہیں ہو سکتا"...... صدر نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"سر۔ سائنس میں کوئی چیز حتمی نہیں ہوتی ۔ کسی بھی لمحے ایسی

رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے کہ جو دور نہیں ہو سکتی اور کبھی کبھار رکاوٹیں ایسے دور ہو جاتی ہیں کہ سائنس دان حیران رہ جاتے ہیں۔ بلیک ہیڈ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ہے۔ اس میں ایسی سائنسی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے جو کسی طور بھی دور نہیں ہو رہی تھی لیکن"...... ڈاکٹر جوزف مسلسل بولتے بولتے لیکن کہہ کر رک گیا۔

"لیکن کیا"...... صدر نے ایک لحاظ سے چیختے ہوئے کہا۔

"سر آئی ایم سوری۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کے سامنے کوئی ایسی بات نہیں کی جا سکتی جس سے آپ کے ذہن کو دھچکا پہنچے لیکن میں صرف سانس لینے کے لئے رکا تھا لیکن عظیم اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں کی خوش قسمتی ہے کہ اس رکاوٹ کو دور کرنے کا انتظام ہو گیا ہے اور اس کے لئے میں گزشتہ کئی روز سے آپ سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن آپ کی مصروفیات ایسی ہیں کہ بات ہی نہیں ہو سکی"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"ڈاکٹر جوزف۔ آپ نے یہ خوشخبری سنا کر میری تمام ناراضگی دور کر دی ہے۔ آپ کھل کر بات کریں"...... صدر نے اس بار قدرے خوشگوار موڈ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ اس فارمولے پر ایکریمیا کی ریڈ لیبارٹری میں میرے ساتھ ایک انتہائی ذہین سائنس دان ڈاکٹر عبدالرشید بھی کام کرتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالرشید پاکیشیائی تھے۔ انہوں نے میری بہن ایتھل سے شادی کی اور ان کی ایک بیٹی بھی تھی۔ پھر میری بہن فوت ہو گئی تو ڈاکٹر عبدالرشید اپنی بیٹی کو لے کر پاکیشیا چلے گئے۔ وہاں انہوں نے اس فارمولے پر خود ہی اپنی رہائش گاہ میں لیبارٹری قائم کر کے کام شروع کر دیا لیکن ایکریمیا نے یہ لیبارٹری تباہ کر دی اور حملہ آور ڈاکٹر عبدالرشید اور ان کی بیٹی کو اپنی طرف سے ہلاک کر کے واپس چلے گئے لیکن ڈاکٹر عبدالرشید زندہ بچ گئے لیکن ان کا ذہنی توازن قدرے خراب ہو گیا۔ اب جب اس فارمولے میں یہ سائنسی رکاوٹ آئی اور جسے کوئی بھی سائنس دان دور نہیں کر سکا تو مجھے ڈاکٹر عبدالرشید کا خیال آ گیا۔ میرے مخصوص آدمیوں نے ان کا کھوج لگا لیا اور پھر انہیں یہاں ناراک لایا گیا اور میرے آدمیوں نے ڈاکٹروں کا بورڈ بلا کر ان کا علاج شروع کیا اور جلد ہی ان کی ذہنی حالت بالکل ٹھیک ہو گئی۔ اس کے بعد میں خود ناراک جا کر ان سے ملا اور ہمارے درمیان اس سائنسی رکاوٹ کے سلسلے میں تفصیلی بات چیت ہوئی اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی کہ تھیوری کے لحاظ سے ڈاکٹر عبدالرشید نے اس سائنسی رکاوٹ کا حل تلاش کر لیا لیکن اسے پریکٹیکل طور پر دور کرنے کے لئے ان کا بھی بلیک ہیڈ لیبارٹری میں آنا ضروری ہے اور اس کے لئے آپ کی اجازت کی ضرورت ہے ورنہ یہ فارمولا مکمل نہ ہو سکے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"...... ڈاکٹر جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن ان دنوں پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک ہیڈ کے خلاف کام کر رہی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ڈاکٹر عبدالرشید کی وجہ سے کوئی مسئلہ

پیدا ہو جائے"...... صدر نے کہا۔

" جناب ۔ وہ ناراک میں گزشتہ دو ہفتوں سے میرے آدمیوں کی تحویل میں ہیں اور انہیں میں سپیشل وے کے ذریعے لیبارٹری میں لے آؤں گا ۔ اس سپیشل وے کا علم میرے علاوہ اور کسی کو نہیں ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ڈاکٹر عبدالرشید سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ہو گا ۔ البتہ اگر انہیں یہاں نہ لایا گیا تو اہم فارمولا مکمل طور پر ناکام ہو جائے گا"...... ڈاکٹر جوزف نے حتمی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

" اگر آپ گارنٹی دیتے ہیں تو میں اجازت دے دیتا ہوں"۔ صدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

" جناب ۔ میں بحیثیت انچارج بلیک ہیڈ لیبارٹری آپ کو ذاتی طور پر گارنٹی دے رہا ہوں ۔ باقی جو لوگ حفاظتی اسکواڈ میں شامل ہیں وہ اپنا کام کرتے رہیں گے"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

" اوکے ۔ آپ انہیں لیبارٹری لے آئیں ۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر جوزف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کافرستان سے براہ راست ولنگٹن جانے والے جہاز میں سوار تھا ۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس ایکریمین کاغذات بھی تھے ۔ کاغذات کے مطابق ان کا تعلق ایکریمیا کی ایک ریاست کی یونیورسٹی سے تھا اور وہ کافرستان کی سیاحت کے لئے گئے ہوئے تھے اور اب ان کی واپسی ہو رہی تھی ۔ اس طویل پرواز کے راستے میں فلائٹ دو جگہوں پر تھوڑی دیر کے لئے رکتی تھی ۔ ان میں آخری سٹاپ گازوٹا کا ایئر پورٹ تھا ۔ گازوٹا سے پرواز کے بعد ان کی فلائٹ نے براہ راست ولنگٹن جا کر لینڈ کرنا تھا اور اس وقت طیارہ گازوٹا کی طرف ہی بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ گازوٹا سے ولنگٹن تک کی پرواز چھ گھنٹوں کی تھی ۔ عمران اپنی عادت کے مطابق سیٹ سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا اسے دیکھ کر بار بار برے برے منہ بنا رہی

تھی ۔ اس نے دو تین بار عمران سے بات کرنے کی کوشش کی تھی
لیکن عمران کی طرف سے کوئی جواب نہ ملنے پر وہ اپنا خیال اخبارات
اور رسائل کی طرف مبذول کر لیتی تھی لیکن اب اس کا پیمانہ صبر
آہستہ آہستہ لبریز ہوتا جا رہا تھا ۔ عمران اور جولیا کے عقب میں صفدر
اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سائیڈ سیٹ پر تنویر اور صالحہ
موجود تھے ۔ عمران نے صالحہ کو صفدر کے ساتھ بیٹھنے کا کہا تھا لیکن
صالحہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا تھا کہ صفدر کے ساتھ بیٹھتے ہوئے وہ
اس انداز میں رہتی ہے جیسے وہ شیشے کی بنی ہوئی ہو اور صفدر کے
صرف زور سے سانس لینے سے بھی وہ چکنا چور ہو جائے گی جبکہ تنویر
کے ساتھ اس کی بڑی آزادانہ گپ شپ ہوتی رہتی تھی ۔

" عمران ۔ کیا ہم ولنگٹن سے براہ راست گرین ویلی جائیں گے یا
ٹوائے لینڈ "...... آخر کار جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" نوجوان تو ظاہر ہے گرین ویلی کا ہی رخ کریں گے جبکہ بچوں
کے لئے ٹوائے لینڈ میں کشش ہو گی ۔ اب تم خود سوچ لو کہ تم
کہاں جانا پسند کرو گی "...... عمران نے اس بار ویسے ہی آنکھیں بند
کئے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" مطلب ہے کہ ابھی تم خود واضح نہیں ہو "...... جولیا نے
قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" میری ذاتی رائے پوچھو تو میں ٹوائے لینڈ جانا پسند کروں گا
بشرطیکہ ٹوائے ہولڈر ساتھ ہو "...... عمران نے اس بار آنکھیں کھول

کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا ۔

" ٹوائے ہولڈر ۔ کیا مطلب ۔ یہ کیا الٹی سیدھی باتیں شروع کر
دی ہیں تم نے "...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" ٹوائے ہولڈر کا مطلب ہے کہ جس کا میں ٹوائے ہوں ۔ اب تم
خود سوچو ۔ ٹوائے بے چارہ تو وہاں پہنچ جائے اور ٹوائے ہولڈر وہاں
نہ ہو تو بے چارہ ٹوائے کیا کر سکتا ہے ۔ نہ اسے کوئی چابی دے گا اور
نہ وہ بے چارہ سلام عرض کر سکے گا "...... عمران کی زبان رواں ہو
گئی تھی ۔

" تمہارا مطلب ہے کہ تم خود کھلونا ہو اور تمہیں چابی کوئی اور
دیتا ہے ۔ کون ہے وہ "...... جولیا نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں
کہا ۔

" بشرطیکہ چابی سیدھی بھری جائے ورنہ الٹی چابی بھر دی جائے تو
بے چارہ ٹوائے سلام کرنے کی بجائے منہ کے بل زمین پر گر جاتا ہے
اور سیدھی چابی بھرنے والا ٹوائے ہولڈر میرے ساتھ والی سیٹ پر اور
الٹی چابی بھرنے والا سائیڈ سیٹ پر موجود ہے ۔ دیکھو کیا ہوتا ہے بے
چارے ٹوائے کے ساتھ "...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے
میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی ۔

" تمہاری چابی تو اول روز سے ہی الٹی بھری گئی ہے "...... جولیا
نے ہنستے ہوئے کہا ۔

" اسی لئے تو ٹوائے لینڈ جانا چاہتا ہوں کہ شاید دو گواہ اور ایک

قاضی میسر آ جائے اور چابی سیدھی بھری جائے"...... عمران نے جواب دیا۔

" تم بس خیالی جنت میں ہی رہ کر ساری عمر گزار دو گے ۔ نانسنس"...... جولیا نے اس بار منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ میرے خیالات بہرحال مثبت ہیں ورنہ خیالی دوزخ بھی تو بنائی جا سکتی ہے اور تم خود سمجھ سکتی ہو کہ جنت میں حور رہتی ہے اور دوزخ میں سوائے آگ کے کچھ نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا اس کی بات کی تہہ تک پہنچ کر بے اختیار ہنس پڑی ۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران کا مطلب ہے کہ وہ اسے اپنی خیالی جنت میں حور کا مقام دے رہا ہے۔

" عمران صاحب ۔ جنت دوزخ تو مرنے کے بعد سامنے آئے گی ۔ فی الحال تو ہم زندہ ہیں اس لئے آپ مس جولیا کو درست جواب دیں کہ ہم نے ولنگٹن سے کہاں جانا ہے"...... صفدر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

" ایک تو جہاز والوں نے سیٹیں اتنی قریب قریب رکھی ہوئی ہیں کہ بندہ کوئی رازدارانہ بات بھی نہیں کر سکتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ ہر سیٹ کے درمیان دیوار کھینچ دی جائے"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

" اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ فلیٹس کے درمیان جو دیواریں ہوتی ہیں

وہ صرف چہرہ دیکھنے سے روکنے کے لئے ہوتی ہیں بات چیت اس طرح اس دیوار کے آر پار جاتی ہے کہ آپ سرگوشی کریں تو دوسری طرف یہ سرگوشی لاؤڈ سپیکر پر نشر ہو جاتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایک ایئر ہوسٹس تیزی سے ان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

" آپ عمران صاحب ہیں"...... ایئر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے عمران سے پوچھا۔

" جی نہیں ۔ میں علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" آپ کا فون ہے"...... ایئر ہوسٹس نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گئی۔

" کمال ہے ۔ اس قدر شرم و حیا تو پہلے زمانے میں ہوا کرتی تھی کہ براہ راست بات کرنے کی بجائے دوسروں کے واسطے سے بات ہوا کرتی تھی"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر اور جولیا دونوں مسکرا دیئے جبکہ عمران پائلٹ کیبن کی سائیڈ پر بنے ہوئے سیٹلائٹ فون روم کی طرف بڑھ گیا ۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر جا کر دروازہ بند کر کے اس نے میز پر موجود فون پیس اٹھا کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

" علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔

عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کارل بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص بات"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی کال پر میں نے پورے ولنگٹن میں ایسی تمام پارٹیوں کو چیک کرایا ہے جو آپ کے خلاف کارروائی کر سکتی ہیں اور مجھے ابھی ابھی حتمی اطلاع ملی ہے کہ ایک انتہائی خطرناک تنظیم جس کا سربراہ رچرڈ نامی ایک سابقہ ایجنٹ ہے، نے ولنگٹن ایئر پورٹ پر آپ کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے آدمی تعینات کر دیئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے جناب کہ آپ جس فلائٹ پر ولنگٹن پہنچ رہے ہیں اس فلائٹ کی نہ صرف پوری تفصیلات ان تک پہنچ گئی ہیں بلکہ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کے کاغذات کی نقول بھی ان تک پہنچ گئی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ایئر پورٹ کے تمام عام اور خصوصی راستوں پر پکٹنگ کر رکھی ہے اور یہ انتہائی خطرناک اور تربیت یافتہ لوگ ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ انہوں نے پکٹنگ کی یہ کارروائی اس فلائٹ کے دونوں لینڈنگ سپاٹس پر بھی کرائی ہوئی ہے۔ گازوٹا ایئر پورٹ پر بھی یہ لوگ پوری طرح تیار ہیں"...... کارل نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسے اس قدر حتمی اطلاع ملی ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"اسی گروپ میں میرا مخبر موجود ہے اور وہ رچرڈ کے بہت قریب ہے"...... کارل نے جواب دیا۔

"پھر تو اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ اس کے پیچھے کون سی پارٹی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ اس کے پیچھے سپر تھری ہے۔ یہ ایجنسی سپر تھری کے تحت ہی کام کرتی ہے"...... کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"میرا کام تو صرف مخبری کرنا ہے جناب۔ باقی آپ خود سوچ لیں میں نے آپ کو حتمی اطلاع دے دی ہے"...... کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو"...... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھا اور پھر اس کیبن سے باہر آ کر وہ بجائے اپنی سیٹ کی طرف مڑنے کے دوسری طرف بنے ہوئے نیوی گیٹر کیبن کی طرف مڑ گیا۔

"یس سر۔ آپ یہاں"...... نیوی گیٹر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نیوی گیٹر بھی جہاز کے عملے کا اہم رکن ہوتا ہے۔ وہ جہاز کی سمت کو درست رکھنے میں مدد دیتا ہے اور موسم کے مطابق جہاز کی بلندی اور اسے نیچے نہ آنے کے بارے میں پائلٹ اور سیکنڈ پائلٹ کی مدد کرتا ہے۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور اسے نیوی گیٹر کے سامنے رکھ دیا

تو نیوی گیئر کا چہرہ حیرت کی شدت سے ہونقوں جیسا ہو گیا۔

" سر۔ سر۔ کیا مطلب "....... نیوی گیئر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہمارے دشمن ہمیں ہلاک کرنے کے لئے گازوٹا اور ولنگٹن میں موجود ہیں ۔ انہوں نے تمام راستوں پر پکٹنگ کر رکھی ہے لیکن مجھے معلوم ہے کہ کریو وے پر ان کی پکٹنگ نہیں ہو گی کیونکہ کریو وے سے کوئی مسافر نہیں گزر سکتا۔ اگر تم یہ کام کر دو تو یہ گڈی تمہاری ہو سکتی ہے "....... عمران نے جھک کر آہستہ سے کہا۔

" کتنے آدمی ہیں جناب "...... نیوی گیئر نے جلدی سے گڈی اٹھاتے ہوئے کہا۔

" چھ ۔ دو عورتیں اور مجھ سمیت چار مرد "....... عمران نے کہا۔

" اوہ ۔ اتنے آدمی تو کراس نہیں کرائے جا سکتے ۔ میری نوکری چلی جائے گی ۔ ایک دو کی حد تک تو کام ہو سکتا ہے "....... نیوی گیئر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

" ایسا کرو کہ ہمیں وہاں کوئی ایسا کمرہ دے دو جہاں ہم اپنا میک اپ تبدیل کر لیں ۔ اس کے بعد ہم عام راستے سے نکل جائیں گے ۔ پھر بھی یہ نوٹ تمہارے ہوں گے "....... عمران نے کہا۔

" ہاں ۔ ایسا ہو سکتا ہے ۔ ولنگٹن میں فلائٹ لینڈ ہونے کے بعد آپ کریو کاؤنٹر کے قریب پہنچ جائیں ۔ میں وہاں موجود ہوں گا "۔ نیوی گیئر نے جواب دیا۔

" تمہارا نام "....... عمران نے پوچھا۔

" میرا نام آرنلڈ ہے جناب "....... نیوی گیئر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" او کے ۔ شکریہ "....... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ چکا تھا۔

ٹائیگر نے ٹیکسی برج وے پلازہ کے سامنے چھوڑی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسے لگژری پلازوں میں رہنے والوں کی حفاظت اور سہولت کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے ہیں اور ہر فلیٹ نہ صرف مکمل طور پر ساؤنڈ پروف ہوتا ہے بلکہ وہاں بغیر اجازت کے کسی کو داخل ہی نہیں ہونے دیا جاتا اور اگر کوئی مہمان یا ملنے والا آئے تو اسے پہلے انتظامیہ سے رابطہ کرنا پڑتا ہے۔ انتظامیہ متعلقہ فلیٹ میں رہنے والوں سے فون پر اجازت لیتی ہے اور اس کے بعد اسے داخلے کا خصوصی کارڈ جاری کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہی وہاں داخلے کے راستے پر موجود مسلح دربان اسے اس فلیٹ تک پہنچنے کا موقع دیتے ہیں لیکن ظاہر ہے اسے اجازت نہ مل سکتی تھی لیکن وہ ایسے پلازوں میں داخل ہونے کے سب طریقے اچھی طرح جانتا تھا۔ وہ مین گیٹ

میں داخل ہوا اور پھر انتظامیہ روم کی طرف مڑنے کی بجائے وہ داخلی راستے کی طرف مڑ گیا جہاں ایک مسلح دربان موجود تھا۔

"کارڈ پلیز"...... دربان نے ٹائیگر کو روکتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکالا اور اس دربان کے ہاتھ پر رکھ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ دربان نے بجلی کی سی تیزی سے نوٹ جیب میں ڈالا اور منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ ایسے ہی ہو گا اس لئے وہ اطمینان سے چلتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فلیٹ نمبر دو سو اٹھارہ کے بند دروازے کے سامنے موجود تھا دروازے کے ساتھ دیوار پر مسٹر ہارج اور مسز ہارج کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ ٹائیگر نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"سپیشل میسنجر جناب"...... ٹائیگر نے خالصتاً ایکریمی اور انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا لائے ہو"...... اندر سے چونک کر پوچھا گیا۔

"دو پارسل ہیں جناب۔ انشورڈ پارسل"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس نے دانستہ انشورڈ کا لفظ کہا تھا تاکہ اندر موجود کرنل لارج کو معلوم ہو جائے کہ اس کے لئے اسے دروازہ کھول کر رسید پر دستخط ضرور کرنے ہوں گے ورنہ وہ انہیں مخصوص باکس میں ڈال دینے کی ہدایت بھی کر سکتا تھا۔

"کہاں سے آئے ہیں"...... اندر سے پوچھا گیا۔

"ولنگٹن سے جناب"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اوکے"...... اندر سے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا تو ٹائیگر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اندر سے پہلے چٹخنی ہٹنے کی آواز سنائی دی اور پھر زنجیر ہٹنے کی اور اس کے ساتھ جیسے ہی دروازہ کھلا اور ایک آدمی سامنے کھڑا نظر آیا تو ٹائیگر کا دوسرا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی سنبھلتا ٹائیگر کا ہاتھ اس کے سینے پر پوری قوت سے پڑا اور وہ اچھل کر پشت کے بل پیچھے جا گرا جبکہ ٹائیگر تیزی سے اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جیب میں موجود ہاتھ باہر آیا اور ساتھ ہی پیر کی مدد سے اس نے دروازہ بند کر دیا۔

"کیا ہوا ہے۔ کیا ہوا ہے"...... اندرونی کمرے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا"...... ٹائیگر نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو"...... اس آدمی نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام کرنل لارج ہے۔ کیوں"...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اندرونی کمرے سے ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کی عورت باہر آ گئی۔

"خبردار۔ وہیں رک جاؤ ورنہ"...... ٹائیگر نے کہا تو اس عورت کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں لیکن وہ وہیں رک گئی تھی۔

"میرا نام تو ہارج ہے اور یہ میری بیوی ہے۔ تم کون ہو"۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات سرے سے موجود ہی نہیں تھے۔

"تم کرنل لارج ہو اور ہارج کے نام سے یہاں رہ رہے ہو اور یہ لیڈی اسٹین ہے۔ بولو۔ میں درست کہہ رہا ہوں یا نہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ غلط ہے۔ میرا نام ایملی ہے۔ لیڈی اسٹین نہیں ہے میں مسز ہارج ہوں"...... آدمی کی بجائے اس عورت نے جواب دیا اور ابھی عورت کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ فرش پر بیٹھا ہوا آدمی کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اس قدر تیزی سے اچھلا کہ ٹائیگر کو شاید اس سے اس قدر تیزی کی توقع ہی نہ تھی۔ ٹائیگر اچھل کر عقب میں موجود دروازے سے ٹکرایا اور مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا لیکن عقبی دروازے سے ٹکراتے ہی ٹائیگر بھی کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح کھڑے ہوتے ہوئے کرنل لارج سے جا ٹکرایا لیکن کرنل لارج بجلی کی سی تیزی سے نیچے جھکا اور دوسرے لمحے ٹائیگر اس کے اوپر سے اڑتا ہوا پشت کے بل عقبی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا ہی تھا کہ اس کے سر پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس نے سائیڈ میں کھڑی اس عورت کا بازو حرکت میں آتے دیکھا تھا نجانے اس نے اس کے سر پر کیا مارا تھا۔ ٹائیگر نے سر جھٹک کر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن دوسری قیامت ٹوٹنے کے بعد

اس کا ذہن اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جیسے اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کی لہر چمکی اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگتا چلا گیا۔ اس نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکلا۔ اس کے سر میں اس قدر شدید درد ہو رہا تھا جیسے دماغ پھٹنے کے قریب ہو۔ وہ فلیٹ کے اسی کمرے میں دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں باندھ دیئے گئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم کو نائیلون کی مضبوط رسی سے باندھ دیا گیا تھا جبکہ اس کے سامنے کرسیوں پر وہ دونوں مرد اور عورت اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے انہوں نے کوئی بڑی فتح حاصل کر لی ہو۔ ٹائیگر نے دو چار لمبے لمبے سانس لے کر اپنے دماغ میں اٹھنے والی درد کی تیز لہروں کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

"کیا ضرورت تھی اس قدر زور سے مارنے کی۔ اگر میرا سر ٹوٹ جاتا تب"...... ٹائیگر نے اس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے کیا سمجھ رکھا تھا کہ تم لیڈی اسٹین پر قابو پا لو گے۔ میں تو تمہیں ہلاک کر دیتی لیکن لارج نے مجھے منع کر دیا"...... اس عورت نے شعلہ بار لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ٹائیگر نے اس پر مشین پسٹل نکال کر دنیا کا سب سے بڑا جرم کر دیا ہو۔

"تو تم نے تسلیم کر لیا کہ تم ایملی نہیں بلکہ لیڈی اسٹین ہو اور یہ ہارج نہیں بلکہ کرنل لارج ہے"...... ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اب تک ہونے والی تمام کارروائی آخرکار اس کے حق میں گئی ہو۔

"تمہیں اس لئے زندہ رکھا گیا ہے تاکہ تم اپنی اصلیت بتانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا سکو کہ تمہیں یہاں کا ایڈریس کس نے دیا ہے"...... کرنل لارج نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے"...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس کے ناخنوں میں موجود بلیڈز نے اس کے بندھے ہوئے ہاتھ آزاد کرا دیئے تھے۔ اب مسئلہ کرسی کے ساتھ بندھی ہوئی رسیاں کھولنے کا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ یہ سب کچھ اتنی آسانی سے نہیں ہو سکے گا کیونکہ اسے باندھنے والا کرنل لارج تھا لیکن ظاہر ہے وہ مایوس ہونے والوں میں سے نہیں تھا۔

"تو تم علی عمران کے شاگرد ہو"...... کرنل لارج نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کون ہے علی عمران"...... لیڈی اسٹین نے چونک کر پوچھا۔

"پاکیشیا کا ایک فری لانسر ایجنٹ ہے۔ اسے انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے"...... کرنل لارج نے لیڈی اسٹین کی طرف منہ

کرتے ہوئے جواب دیا۔

" لیکن شاگرد کا کیا مطلب ۔ اسسٹنٹ ہو گا یہ اس آدمی کا"۔ لیڈی اسٹین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" جہاں تک مجھے اطلاع ملی ہے یہ اس کا شاگرد ہے اور پاکیشیا کی انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہے ۔پہلے بھی ہمارے جو آدمی وہاں گئے تھے اس شخص نے ہی ان کے خلاف کارروائی کی تھی"...... کرنل لارج نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لیکن یہ سیدھا یہاں کیسے آگیا۔یہاں کے بارے میں تو کسی کو معلوم نہیں ہے"...... لیڈی اسٹین نے کہا۔

" یہ سب کچھ خود بتائے گا کہ اسے کس نے بتایا ہے"...... کرنل لارج نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک طرف موجود الماری کھولی اور اس میں سے ایک فائر بلور نکالا اور ٹائیگر اس فائر بلور کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا ۔ یہ ایک ایسا آلہ تھا جس سے تیز ترین گرم ہوا نکلتی تھی ۔انتہائی گرم کہ شعلے میں بھی کم حدت ہو گی اور یہ واقعی ٹارچنگ کے لئے انتہائی بھیانک آلہ تھا۔

" اس فائر بلور کو دیکھ رہے ہو ۔اس نے تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ اس طرح جلا دینا ہے کہ تمہاری کھال کے اندر موجود گوشت گل کر بہہ جائے گا اور ہڈیاں بھی گرم ہو کر ٹوٹ پھوٹ جائیں گی"...... کرنل لارج نے واپس آکر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔مجھے معلوم ہے کہ یہ ٹارچنگ کے لئے انتہائی بھیانک

آلہ ہے ۔یہ آدمی کو موت سے بھی بدتر حالت سے دوچار کر دیتا ہے لیکن تم نے اسے کیوں الماری سے نکالا ہے ۔ میں تو ویسے ہی تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے تیار تھا"...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" لارج ۔یہ آدمی اس قدر مطمئن کیوں ہے ۔میں نے کبھی کسی آدمی کو ایسے حالات میں اس قدر مطمئن نہیں دیکھا"...... لیڈی اسٹین نے کرنل لارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اسٹین"...... کرنل لارج نے کہا۔

" لیڈی اسٹین کہو کرنل لارج ۔لیڈی صاحبہ کی عزت کیا کرو ۔ انہوں نے تم سے دوستی کر کے تمہاری عزت بڑھائی ہے اس لئے دوستی نہیں کی کہ تم انہیں عام عورت کی طرح ٹریٹ کرو"۔ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" بہت خوب ۔ تم واقعی بہت عقل مند آدمی ہو ۔اب تم میرے اور اسٹین کے درمیان رفٹ ڈال کر فائدہ اٹھانا چاہتے ہو"۔ کرنل لارج نے کہا۔

" ٹائیگر کہتا تو ٹھیک ہے لارج ۔ تم مجھے اس طرح عام عورت کی طرح مت کال کیا کرو"...... لیڈی اسٹین نے کہا تو کرنل لارج اسے اس طرح دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ اسٹین اتنی جلدی ٹائیگر کی بنائی ہوئی پٹڑی پر چڑھ جائے گی لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ لیڈی اسٹین ٹائپ کی عورتیں کس انداز میں سوچتی ہیں ۔صرف ان

کے ذہن میں فیڈنگ کر دی جائے تو وہ فوراً اپنی انا کے چکر میں پڑ جاتی ہیں۔

"تم بھی عام عورتوں کی طرح اس کی باتوں میں آ گئی ہو"۔ کرنل لارج نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"لیڈی اسٹین عام عورت نہیں ہے کرنل لارج"...... ٹائیگر نے فوراً ہی لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

"تم خاموش رہو۔ نانسنس"...... کرنل لارج الٹا اس پر چڑھ دوڑا اور اس پر وہ فائر بلور کو سیدھا کر کے اس کا بٹن پریس کرنے ہی والا تھا کہ ساتھ بیٹھی ہوئی لیڈی اسٹین نے یکلخت بازو کو حرکت دی اور دوسرے لمحے کرنل لارج کے ہاتھ میں موجود فائر بلور اڑتا ہوا دور جا گرا لیکن اس کے ساتھ ہی اسٹین بھی چیختی ہوئی کرسی سمیت اچھل کر فرش پر جا گری کیونکہ کرنل لارج کا بازو بھی بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا۔

"تم۔ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ مجھ پر۔ لیڈی اسٹین پر"۔ لیڈی اسٹین نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے حلق کے بل چیخ کر کہا اس کا خوبصورت چہرہ اب کسی خونخوار شیرنی جیسا ہو رہا تھا۔

"اپنے ہوش میں رہو"...... کرنل لارج نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے کرنل لارج کے ہاتھ سے نہ صرف مشین پسٹل نکل گیا بلکہ وہ خود بھی چیختا ہوا اپنی جگہ پر گھوم گیا۔ لیڈی اسٹین بھی شاید باقاعدہ مارشل

آرٹ کی ماہر تھی۔ اس نے یکلخت اچھل کر پوری قوت سے اس کے اس بازو پر زور دار کک مار دی تھی جس میں اس نے مشین پسٹل پکڑا ہوا تھا لیکن دوسرے لمحے لیڈی اسٹین کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ جیسے ہوا میں اڑتی ہوئی عقبی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرائی اور بھری ہوئی ریت کی بوری کی طرح فرش پر گری اور چند لمحے حرکت کرنے کے بعد ساکت ہو گئی۔ اس کے کک مارتے ہی کرنل لارج اپنی جگہ پر گھوما تھا اور پھر اس سے پہلے کہ لیڈی اسٹین سنبھلتی کرنل لارج نے گھوم کر پوری قوت سے اس کے پہلو میں لات جما دی۔ یہ ضرب اس قدر بھرپور تھی کہ لیڈی اسٹین اڑتی ہوئی عقبی دیوار سے جا ٹکرائی اور چونکہ ضرب اچانک اور بھرپور تھی اس لئے لیڈی اسٹین اپنے آپ کو بچا نہ سکی اور اس کا سر پوری قوت سے دیوار سے جا ٹکرایا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو کر گری تھی اور چند لمحے حرکت کرنے کے بعد ساکت ہو گئی تھی۔ کرنل لارج ہونٹ بھینچے چند لمحوں تک لیڈی اسٹین کو دیکھتا رہا پھر وہ تیزی سے ٹائیگر کی طرف گھوما۔ وہ اب کھا جانے والی نظروں سے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

"کسی عورت پر ہاتھ اٹھانا مردانگی نہیں ہوتی کرنل لارج"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ"...... کرنل لارج نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر اس کی بات کا کوئی جواب دیتا سائیڈ

میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل لارج نے ایک نظر لیڈی اسٹین کی طرف دیکھا جیسے سوچ رہا ہو کہ پہلے اسے ہوش میں لایا جائے یا پہلے فون سنا جائے اور پھر اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔ وہ کافی دیر تک باتیں کرتا رہا جبکہ ٹائیگر اس دوران گانٹھ کھولنے میں مصروف رہا۔ اسے آخر کار گانٹھ مل گئی تھی لیکن گانٹھ اس انداز کی تھی کہ اسے کھولنا مشکل ہو رہا تھا لیکن پھر ٹائیگر کو عمران کی بات یاد آ گئی جو عمران نے ان گانٹھوں کے بارے میں اسے تفصیل سے بتائی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ ایکریمیا کی بڑی ایجنسیوں میں ایک مخصوص انداز کی گانٹھ لگائی جاتی ہے اور اس کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے اور پھر عمران نے اسے یہ گانٹھ لگانا اور پھر اسے کھولنے کا طریقہ عملی طور پر سمجھایا تھا۔ یہ خیال آتے ہی گانٹھ کھولنا ٹائیگر کے لئے مشکل نہ رہا تھا جبکہ اس کے ہاتھ پہلے سے ہی آزاد تھے اور جب کرنل لارج نے رسیور واپس کریڈل پر رکھا تو اس وقت ٹائیگر گانٹھ کھول چکا تھا لیکن ظاہر ہے رسیاں ابھی تک اس کے گرد موجود تھیں اور جب تک وہ ان رسیوں کو نہ ہٹاتا اس کا حرکت کرنا ناممکن تھا اس لئے گانٹھ کھولنے کے باوجود وہ اسی طرح بے بس بیٹھا ہوا تھا جبکہ کرنل لارج نے فون کا رسیور رکھ کر ایک لمحہ ٹائیگر کو بغور دیکھا۔

" میں تمہارا حشر کرتا ہوں۔ تم شیطان ہو۔ تم نے لیڈی اسٹین کو مجھ سے لڑایا ہے۔ میں تمہارا عبرتناک حشر کروں گا"...... کرنل لارج نے زہریلے لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر وہ دیوار کے ساتھ فرش پر

پڑی ہوئی لیڈی اسٹین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پہلے تو اس کے گال تھپتھپا کر اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن شاید سر پر لگنے والی چوٹ کہیں زیادہ زور دار تھی اس لئے اس انداز میں گال تھپتھپانے کے باوجود وہ ہوش میں نہ آ سکی تو کرنل لارج نے جھک کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جیسے ہی وہ ٹائیگر کی نظروں سے اوجھل ہوا ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کے گرد موجود رسیوں کو ہٹانا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد وہ رسیوں سے آزاد ہو چکا تھا۔ کرنل لارج ابھی تک اندر لیڈی اسٹین کو ہوش میں لانے میں مصروف تھا۔ ٹائیگر کرسی سے اٹھا اور پھر اس نے سب سے پہلے اپنا مشین پسٹل اٹھا کر اپنی جیب میں ڈالا اور پھر اس نے کرنل لارج کا مشین پسٹل اٹھا کر اسے نال سے پکڑ لیا اور پھر آہستہ آہستہ وہ اندرونی کمرے کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" تم۔ تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔ مجھ پر۔ لیڈی اسٹین پر"۔ یکلخت لیڈی اسٹین کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

" خاموش ہو جاؤ۔ وہ شیطان آدمی باہر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے خواہ مخواہ مجھے اور تمہیں آپس میں لڑا دیا ہے"...... کرنل لارج نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

" جا کر اسے گولی مارو اور پھر مجھ سے ہاتھ باندھ کر معافی مانگو ورنہ میں ابھی واپس چلی جاؤں گی اور آئندہ میں تمہاری شکل تک

نہیں دیکھوں گی"...... لیڈی اسٹین نے اسی طرح چیخ کر کہا۔
"اچھا ارادہ ہے"...... ٹائیگر نے یکلخت کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ لیڈی اسٹین بیڈ پر بیٹھی ہوئی ہے جبکہ کرنل لارج دروازے کی طرف پشت کئے بیڈ کے ساتھ کھڑا تھا۔ کرنل لارج نے اپنی پشت پر ٹائیگر کی آواز سن کر تیزی سے لاشعوری طور پر پلٹنا چاہا لیکن ٹائیگر پہلے ہی تیار تھا اس لئے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے پوری قوت سے مشین پسٹل کا بھاری دستہ کرنل لارج کے سر پر مار دیا۔ کرنل لارج چیخ مار کر آگے کی طرف گرا اور اس کا جسم بیڈ پر بیٹھی ہوئی لیڈی اسٹین سے ٹکرایا اور پھر وہ لیڈی اسٹین کو لیتا ہوا بیڈ پر ہی اوندھا ہو گیا۔ لیڈی اسٹین نے چیختے ہوئے اسے یکلخت واپس دھکیلا ہی تھا کہ ٹائیگر نے کرنل لارج کے سر پر دوسری زور دار ضرب لگا دی اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا بازو قوس کی صورت میں گھوما اور اچھل کر ٹائیگر پر حملہ کرنے کی کوشش کرتی ہوئی لیڈی اسٹین کنپٹی پر مڑی ہوئی انگلی کے ہک کی زور دار ضرب کھا کر چیختی ہوئی گھوم کر آدھی زمین پر اور آدھی بیڈ پر گر گئی۔ کرنل لارج دو بھرپور ضربیں کھا کر پہلے ہی پہلو کے بل گرا ہوا تھا۔ لیڈی اسٹین نے نیچے گرتے ہی بیڈ پر موجود اپنے جسم کو اٹھا کر قلابازی کھانے کی کوشش کی لیکن اس کے دونوں پیر کرنل لارج کے جسم سے اٹک گئے اور پھر رد عمل کے طور پر اس کا بیڈ سے نیچے لٹکا ہوا جسم جیسے ہی اوپر کو اٹھا ٹائیگر نے اس بار اس کے

سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا اور لیڈی اسٹین چیختی ہوئی ایک جھٹکے سے واپس اسی صورت میں گر گئی جیسے پہلے تھی لیکن اس بار اس کے جسم میں حرکت نہ تھی۔ ٹائیگر نے مشین پسٹل ایک طرف رکھا اور پھر جھک کر اس نے کرنل لارج کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور ساتھ ہی ایک طرف پڑی ہوئی بازوؤں والی کرسی پر ڈال دیا۔ کرنل لارج کا جسم بیڈ سے اٹھتے ہی بے ہوش لیڈی اسٹین کا جسم کھسک کر ہلکے سے دھماکے سے فرش پر گر گیا۔ ٹائیگر نے لیڈی اسٹین کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر باہر والے کمرے میں لے جا کر اس نے اسے اس کرسی پر ڈال دیا جس پر پہلے اسے بٹھا کر باندھا گیا تھا۔ پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی دوسری کرسی اٹھا کر ساتھ رکھی اور اندرونی کمرے کی کرسی پر بے ہوش پڑے ہوئے کرنل لارج کو اٹھا کر اس نے کاندھے پر ڈالا اور پھر اسے بھی لا کر دوسری کرسی پر ڈال دیا۔ پہلے اس نے اسی اندرونی کمرے میں کرنل لارج کو رسیوں سے جکڑ کر پوچھ گچھ کرنے کا سوچا تھا لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ وہاں موجود ڈبل بیڈ کی وجہ سے جگہ بے حد تنگ ہو گئی تھی اور چونکہ فلیٹ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا اس لئے باہر آواز جانے کا کوئی خدشہ نہ تھا۔ ٹائیگر نے وہاں پڑی ہوئی رسی اٹھا کر اس کے دو ٹکڑے کر کے اس نے ایک ٹکڑے سے کرنل لارج کو اس انداز میں باندھ دیا کہ وہ آسانی سے حرکت بھی نہ کر سکے اور دوسرے ٹکڑے سے اس نے لیڈی اسٹین کو بھی اسی انداز میں باندھ دیا کیونکہ لیڈی اسٹین

نے جس انداز میں نگرانی کی تھی اس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ
بھی خاصی تربیت یافتہ ہے اس لئے ٹائیگر نے اسے بھی خاصے محتاط
انداز میں باندھا تھا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ کرنل لارج ٹاپ
سیکرٹ ایجنٹ رہا ہے اس لئے اس نے گانٹھ کو کسی معروف انداز
میں لگانے کی بجائے ایشیائی انداز میں اس طرح لگائی تھی کہ کرنل
لارج کسی صورت بھی اسے کھول نہ سکتا تھا اور پھر ٹائیگر نے واپس
جا کر دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ اس کے بعد وہ فون کی طرف
گیا تاکہ اس کا رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دے کیونکہ اسے معلوم
تھا کہ کرنل لارج آسانی سے زبان نہیں کھولے گا اور اسے خاصا وقت
بھی لگ سکتا ہے اس لئے وہ اس دوران آنے والی کال سننا نہیں
چاہتا تھا۔ رسیور علیحدہ رکھنے کا مطلب تھا کہ کال کرنے والے کو انگیج
کی ٹون ملتی اور وہ کال ختم کر دیتا لیکن جیسے ہی ٹائیگر نے رسیور اٹھایا
اسے ایک خانہ چمکتا ہوا نظر آیا جس میں مخصوص ہندسے جل بجھ رہے
تھے اور انہیں دیکھتے ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس فون میں کال خود بخود
ٹیپ ہو جاتی ہے تاکہ اگر کال دوبارہ سننے کی ضرورت پیش آئے تو
اسے آسانی سے سنا جا سکے۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ جب وہ بندھا ہوا
تھا تو کرنل لارج نے کال سنی تھی۔ گو وہ اس قدر آہستہ بول رہا تھا
کہ ٹائیگر کے کانوں میں اس کی واضح آواز نہ آ رہی تھی اور پھر ٹائیگر کی
بھی توجہ گانٹھ کھولنے پر مرکوز تھی لیکن کال سنتے ہوئے جس معنی خیز
نظروں سے کرنل لارج بار بار ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا وہ ٹائیگر کو یاد تھا

اس لئے اس نے کال سننے کے لئے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے
اور چند لمحوں بعد کال کا ٹیپ شروع ہو گیا۔ کال کرنے والا کوئی رچرڈ
تھا اور پھر اس نے جو بات کی اس پر ٹائیگر بے اختیار اچھل پڑا اور اس
کی پوری توجہ اس کال کی طرف مبذول ہو گئی۔ جب کال ختم ہوئی
تو ٹائیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بٹن آف کر دیئے اور پھر
رسیور ایک طرف رکھ دیا۔ رچرڈ نے کرنل لارج کو بتایا تھا کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس اور عمران کافرستان سے فلائٹ پر ولنگٹن پہنچے
تھے۔ آخری لمحات تک وہ فلائٹ کے اندر رہے تھے لیکن وہ [illegible]
لارج میں نہیں پہنچے اور رچرڈ کے آدمیوں نے ان کی پورے ایئر
پورٹ پر چیکنگ کی تھی لیکن وہ اس طرح غائب ہو گئے تھے جیسے
گدھے کے سر سے سینگ۔ اس پر کرنل لارج نے اسے خاصا ڈانٹا
تھا اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ پورے ولنگٹن میں انہیں تلاش کرے
اور پھر ہر صورت میں ان کا خاتمہ کر کے اسے رپورٹ دے۔ اچانک
ٹائیگر کو ایک خیال آیا تو وہ واپس مڑا اور اس نے فون کا ایک بٹن
دبا کر مخصوص خانے والے اس نمبر کو چیک کیا جس سے فون کیا گیا
تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ یہ نمبر اس کے ذہن میں نقش ہو گیا
ہے تو اس نے بٹن پریس کر دیا۔ کال سے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ
عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافرستان سے ولنگٹن ہوائی جہاز کے
ذریعے آ رہا ہے اور کرنل لارج نے پہلے ہی رچرڈ اور اس کے گروپ
کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا مشن دے رکھا ہے اور

اب رچرڈ اسے رپورٹ دے رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی فلائٹ کے ذریعے ولنگٹن پہنچے ضرور ہیں لیکن پھر غائب ہو گئے ہیں اور ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ وہ کیسے غائب ہوئے ہوں گے۔ اسے معلوم تھا کہ عمران جب بھی کسی مشن کے تحت کسی دوسرے ملک کا رخ کرتا ہے تو پہلے وہاں سے ایسی معلومات حاصل کرتا ہے جس سے پتہ چل سکے کہ ان کی آمد کے بارے میں تو کسی کو نہیں معلوم اور اگر معلوم ہے تو وہ اس کے خلاف کس قسم کی کارروائی کرنے کا پلان بنائے ہوئے ہیں۔ ٹائیگر یہ سب کچھ سوچتا ہوا کرسیوں پر بے ہوش پڑے ہوئے کرنل لارج اور لیڈی اسٹین کے سامنے پہنچ گیا۔ لیکن لیڈی اسٹین تو اس کے لئے بے کار تھی۔ اس نے جو کچھ معلوم کرنا تھا وہ کرنل لارج سے ہی معلوم کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے اسے ہوش میں لانے سے پہلے کرسی کے عقب میں آکر رسی کی گانٹھ کو چیک کیا کہ کہیں گانٹھ کو درست انداز میں لگانے میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہو گئی لیکن جب اسے اطمینان ہو گیا کہ گانٹھ درست ہے تو اس نے دونوں ہاتھوں سے کرنل لارج کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل لارج کے جسم میں حرکت کے آثار دیکھ کر ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم نے رسیاں کھول لیں۔ ویری بیڈ"...... کرنل لارج نے ہوش میں آکر سچوئیشن کو دیکھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اس کے مضبوط اعصاب کی بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو گیا کہ ان

حالات میں بھی اس نے بہت جلد اپنے اعصاب پر قابو پا لیا تھا۔

"تم نے اپنے طور پر واقعی بڑی کامیاب گانٹھ لگائی تھی اور مجھے اسے کھولنے کے لئے کافی وقت درکار تھا اس لئے میں نے تمہارے اور لیڈی اسٹین کے درمیان جھگڑا کرانے کی کوشش کی اور پھر مجھے اپنے مقصد میں اس وقت کامیابی ہو گئی جب تم نے اس قدر مضبوط اعصاب کے مالک ہونے کے باوجود لیڈی اسٹین پر ہاتھ چھوڑ دیا"۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معاملات میری برداشت سے باہر ہو گئے تھے۔ بہرحال چھوڑ اسے۔ تم نے آج مجھے میرے زندگی کا سب سے بڑا سبق دیا ہے کہ کسی بھی عورت کو کسی بھی وقت اپنے ڈھب پر لایا جا سکتا ہے"۔ کرنل لارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اصل بات پر آتے ہیں۔ تم نے گرین ویلی اور نوائے لینڈ میں اپنے آدمی تعینات کئے ہوئے ہیں۔ ان کے بارے میں جو تفصیل ہے وہ بتا دو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کس سلسلے میں"...... کرنل لارج نے کہا۔

"بلیک ہیڈ لیبارٹری کی حفاظت کے سلسلے میں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا اس سے کیا تعلق۔ میری ایجنسی سرکاری تو نہیں ہے"۔ کرنل لارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

لی ہے اس لئے انکار کا کوئی فائدہ نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جو کچھ تم نے سنا ہے وہ درست ہے۔ مجھے صرف یہ ٹاسک دیا گیا ہے کہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں اور میں نے آگے رچرڈ کو یہ ٹاسک دے دیا ہے اور بس"...... کرنل لارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل لارج۔ میں چونکہ ایک سیکرٹ ایجنٹ کا شاگرد ہوں اس لئے مجھے ہر سیکرٹ ایجنٹ کے ساتھ انسیت ہوتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی ایسا حربہ آزماؤں کہ تم سب کچھ بتانے پر مجبور ہو جاؤ لیکن پھر تمہیں موت کے گھاٹ اتارنا پڑے اس لئے جو کچھ میں نے پوچھا ہے وہ بتا دو۔ میں تمہیں اور لیڈی اسٹین کو زندہ چھوڑ دوں گا"...... ٹائیگر نے کہا تو کرنل لارج بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ابھی واقعی شاگرد ہو۔ جب استاد بنو گے تو پھر کرنل لارج کے سامنے یہ بات کرنا۔ تم شاید کارسوما کے عمل کے بارے میں نہ جانتے ہو لیکن تمہارا استاد بہرحال اس عمل کے بارے میں جانتا ہے اور جس نے کارسوما کا عمل کر رکھا ہو اس پر ہر طرح کا تشدد بے کار ہوتا ہے اور جہاں تک موت کا تعلق ہے تو یہ ہر لمحے عام انسان کے ساتھ چمٹی رہتی ہے جبکہ ہم جیسے ایجنٹوں کے ساتھ خصوصاً"۔ کرنل لارج نے جواب دیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مجھے معلوم ہے کہ کارسوما کا عمل کیا ہوتا ہے اور اس کا رزلٹ کیا نکلتا ہے لیکن کارسوما کے عمل کو بھی ڈاج دیا جا سکتا [illegible]

اسے اس قدر پراسرار مت بناؤ اور سنو۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تمہاری منت اور خوشامد کرتا رہوں اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو میں نے پوچھا ہے وہ بتا دو"...... ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ کسی بھی وقت یہاں کوئی آ سکتا ہے اس لئے اسے جلد از جلد اس معاملے کو مکمل کر لینا چاہئے۔

"تو پھر دے لو ڈاج اور معلوم کر لو جو ہے"...... کرنل لارج نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی مٹھی بند کر لی۔ البتہ اس نے اپنی ایک انگلی کسی نیزے کی طرح سیدھی کر لی تھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کرنل لارج کی ایک آنکھ میں انگلی مار کر اسے ضائع کر دینا چاہتا ہو لیکن جیسے ہی ٹائیگر کرنل لارج کے قریب آیا یکلخت اس کی دونوں ٹانگوں پر زور دار ضرب لگی اور ٹائیگر اچھل کر عقب میں موجود اس کرسی سے ٹکرایا جس پر سے اٹھ کر وہ آگے بڑھا تھا اور پھر کرسی سمیت نیچے گرتے ہی ٹائیگر نے قلابازی کھائی اور قلابازی کھا کر وہ جیسے ہی سیدھا ہوا اس نے کرنل لارج کو تیزی سے اپنے جسم کے گرد سے رسیاں ہٹاتے دیکھا اور پھر اسے سمجھ آ گئی تھی کہ کرنل لارج نے اس کے قریب پہنچتے ہی یکلخت دونوں گھٹنے اٹھا کر دونوں لاتوں سے اس کو ضرب لگا کر عقب میں اچھال دیا تھا۔

"خبردار"...... ٹائیگر نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالتے [illegible] کرنل لارج کا ہاتھ یکلخت

اس طرح حرکت میں آیا جیسے اس نے ہاتھ کو جھٹکا دیا ہو اور ٹائیگر
کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے
جا گرا۔ اس کے بازو میں کوئی تیز دھار چھوٹے سے چاقو کا پھل آدھے
سے زیادہ گھس گیا تھا اور یہ بھی صرف اس لئے ہوا تھا کہ کرنل لارج
کے ہاتھ کو حرکت دیتے دیکھ کر وہ تیزی سے ہٹا تھا ورنہ شاید یہ چاقو
ٹھیک اس کے دل میں اتر جاتا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل
کر ایک طرف جا گرا تھا۔ نیچے گرتے ہی ٹائیگر نے ایک بار پھر اچھل
کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس دوران کرنل لارج اس پر چھلانگ
لگا چکا تھا اور پھر کرنل لارج کے دونوں جڑے ہوئے پیر اٹھنے کی
کوشش کرتے ہوئے ٹائیگر کے سینے پر پڑے اور ٹائیگر ایک زوردار
جھٹکے سے واپس فرش پر گرا جبکہ کرنل لارج کا جسم جھٹکا کھا کر اچھلا
اور اس نے قلابازی کھا کر دوبارہ ٹائیگر کے سینے پر پوری قوت سے
دونوں پیر مارنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر یکلخت کروٹ بدل گیا اور
کرنل لارج چیختا ہوا فرش پر ایک دھماکے سے گرا لیکن اس کا اوپر کا
جسم یکلخت گھوم کر ایک بار پھر اٹھتے ہوئے ٹائیگر پر گرا اور دوسرے
لمحے ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کی گردن کسی آہنی زنبور
میں پھنس گئی ہو۔ ایک لمحے کے لئے اس کے ذہن پر اندھیرا جھپٹا
لیکن دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما اور نہ صرف اس کی گردن سے
کرنل لارج کے بازو ہٹ گئے بلکہ وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا ہی تھا

ٹائیگر نے بھی یکلخت جھٹکا کھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو
گیا تھا لیکن اس کا ایک بازو لٹکا ہوا تھا اور اس میں سے خون مسلسل
نکل رہا تھا کیونکہ چاقو کا پھل ابھی تک اس کے بازو میں پیوست تھا
اور پھر جیسے ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہوا اسی لمحے کرنل لارج جو قلابازی کھا
کر اس سے ایک لمحہ پہلے اٹھ کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا اس
پر بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی۔ ٹائیگر اس حملے سے اپنے آپ کو
بچانے کے لئے تیزی سے دائیں طرف کو اچھلا کیونکہ کرنل لارج نے
جس انداز سے اس پر چھلانگ لگائی تھی اس کا زیادہ جھکاؤ بائیں طرف
تھا اس لئے ٹائیگر دائیں طرف کو ہو گیا تھا لیکن کرنل لارج کا جسم
ایک جھٹکے سے راستے میں ہی رک گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ پوری
قوت سے ٹائیگر سے ٹکرایا اور ٹائیگر اڑتا ہوا ایک خوفناک دھماکے
سے دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے ٹکرایا جبکہ کرنل لارج نے اس
پر حملہ کرنے کے بعد الٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہونا چاہا لیکن اس سے
پہلے کہ وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوتا ٹائیگر کا دیوار سے ٹکرا کر نیچے
گرنے والا جسم اڑنے والے سانپ کی طرح فضا میں اڑتا ہوا پوری
قوت سے الٹی قلابازی کھاتے ہوئے کرنل لارج سے ٹکرایا اور
ٹائیگر، کرنل لارج کو رگیدتا ہوا کافی دور تک لے گیا اور پھر کرنل
لارج نے شاید ٹائیگر کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے آخری داؤ
کے طور پر دونوں ٹانگیں گھما کر ٹائیگر کی گردن میں ڈال کر اپنے جسم

کوشش میں کامیاب ہو جاتا تو ٹائیگر کی گردن کا ٹوٹنا لازمی ہو جاتا لیکن ٹائیگر عمران کا شاگرد تھا۔ اس نے فائٹنگ عمران سے سیکھی تھی اور عمران ایسا فائٹر تھا جس نے اپنے طور پر بھی نجانے کون کون سے داؤ ایجاد کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ جیسے ہی کرنل لارج نے دونوں ٹانگیں موڑ کر ٹائیگر کی گردن میں ڈالیں اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹائیگر کے اس بازو کی رینج میں آ گئی جو ٹھیک حرکت کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کا رخ اس انداز میں تھا کہ اسے اس کی پوری پشت نظر آ رہی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل لارج مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اس کی گردن توڑتا ٹائیگر نے مٹھی بند کر کے انگلیوں کے جوڑوں والا حصہ پوری قوت سے اس کی کمر کے ایک مخصوص حصے پر مار دیا۔ ویسے حفظ ماتقدم کے طور پر اس نے اپنی گردن کو اکڑا کر رکھا ہوا تھا تاکہ اگر جھٹکا پڑ ہی جائے تو اس کی گردن پہلے جھٹکے میں نہ ٹوٹ سکے لیکن جھٹکا لگنے کی نوبت ہی نہ آئی اور ریڑھ کی ہڈی پر ضرب کھاتے ہی کرنل لارج کی دونوں ٹانگیں ڈھیلی ہو کر نہ صرف کھل گئیں بلکہ ایک دھماکے سے وہ فرش پر اس طرح گرا جیسے ہزاروں فٹ کی بلندی سے وہ نیچے فرش پر آ گرا ہو۔ ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر اٹھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس ضرب کے اثر کا دورانیہ صرف منٹ ڈیڑھ منٹ ہی ہو گا۔ اس کے بعد کرنل لارج دوبارہ حرکت میں آ جائے گا۔ چنانچہ تیزی سے اٹھتے ہی

ہتھیلی فرش پر بے حس پڑے ہوئے کرنل لارج کے سینے پر پڑی اور کرنل لارج کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپ کر زمین سے اوپر ہوا اور پھر نہ صرف ایک دھماکے سے گر گیا بلکہ اس کا سر سائیڈ کی طرف گھوم گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا تنا ہوا جسم اس طرح ڈھیلا پڑتا چلا گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو اور ٹائیگر بے اختیار سیدھا کھڑا ہوا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اندرونی کمرے میں گیا کیونکہ اس کے دوسرے بازو میں اب جیسے جان ہی نہ رہی تھی اور خون مسلسل رس رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر چاقو کا یہ پھل زیادہ دیر تک گوشت کے اندر رہا تو پھر سوائے اس کے کہ اس کا بازو کاٹ کر جسم سے علیحدہ کر دیا جائے اور کوئی چارہ نہ رہے گا کیونکہ زیادہ دیر چاقو کے پھل کے اندر رہنے سے زہر پھیلنے کا خدشہ تھا اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اگر اس نے پھل کھینچ لیا تو پھر خون اس تیزی سے نکلے گا کہ ٹائیگر جلد ہی کمزوری کا شکار ہو کر بے ہوش ہو جائے گا۔ چنانچہ یہی سوچتا ہوا وہ اندرونی کمرے میں گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسے فلیٹس میں فوری طبی امداد کے لئے میڈیکل باکس ضرور رکھا جاتا ہے اس لئے الماری میں میڈیکل باکس موجود ہو گا اور وہی ہوا۔ اس نے جیسے ہی الماری کھولی اس میں میڈیکل باکس موجود تھا جو اس نے گھسیٹ کر باہر نکالا اور پھر اسے کھول کر اس نے اس میں سے پانی کی بوتلیں نکال کر باہر رکھیں اور پھر خون روکنے والی پٹی بھی باہر نکال

جھٹکا دے کر چاقو کا پھل کھینچ کر باہر نکال لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے زخم سے خون کسی فوارے کی طرح نکلا ہی تھا کہ ٹائیگر نے پانی کی بوتل اٹھا کر زخم پر پانی ڈالنا شروع کر دیا۔ دو بوتلوں کے ڈھکن وہ پہلے ہی کھول چکا تھا۔ چنانچہ مسلسل پانی پڑنے سے خون کا بہاؤ رک گیا اور زخم بھی صاف ہو گیا تو ٹائیگر نے پٹی اٹھا کر اسے دوسرے ہاتھ سے اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر وہ اٹھا اور باہر آ کر اس نے ایک ہاتھ سے کرنل لارج کو پکڑا اور اسے گھسیٹتا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف لے گیا جہاں ابھی تک نیچے فرش پر رسی پڑی تھی۔ ٹائیگر نے ایک جھٹکے سے کرنل لارج کے جسم کو اٹھا کر کرسی پر ڈالا اور پھر نیچے پڑی ہوئی رسی اٹھا کر اس نے اسے بغور دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ کرنل لارج کس طرح آزاد ہوا تھا۔ اس نے دائیں بائیں کی کف کو اوپر کر کے دیکھا تو اس کی کف میں ایک سفید رنگ کا مخصوص انداز کا رنگ موجود تھا۔ اس رنگ کو دیکھ کر اور اپنے بازو میں سے نکلنے والے چاقو کی مخصوص ساخت دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ مخصوص انداز کا چاقو ہے جو اس رنگ کے ساتھ ایک سپرنگ کے ذریعے منسلک ہوتا ہے اور بازو کی مخصوص حرکت سے اس چاقو سے مختلف کام لئے جا سکتے ہیں۔ کرنل لارج نے اس چاقو کی مدد سے رسی کاٹی تھی اور پھر مخصوص جھٹکا دے کر اس نے یہ چاقو اس کے سینے میں اتارنے کی کوشش کی تھی جو سینے کی بجائے ٹائیگر کے بازو میں

پاس ایسا چاقو دیکھا تھا لیکن اس نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی تھی لیکن آج اسے احساس ہوا تھا کہ یہ چاقو ایمرجنسی سے نمٹنے کے لئے خاصے کام کا ہے۔ پھر اس نے رسی اٹھا کر کرنل لارج کو دوبارہ کرسی سے جکڑ دیا۔ اس نے ایک بار پھر گانٹھ لگائی اور پھر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ اس نے لیڈی اسٹین کے منہ سے کراہ سنی تو وہ اس کی طرف مڑ گیا۔

"یہ۔ یہ۔ کس نے مجھے باندھا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ کرنل لارج بھی۔ کیا مطلب"...... لیڈی اسٹین نے کرنل لارج کی طرف دیکھتے ہوئے اس طرح ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جیسے یہ سب کچھ انوکھی بات ہو اور ٹائیگر نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے آگے بڑھ کر مڑی ہوئی انگلی کا ہک ایک بار پھر اس کی کنپٹی پر جڑ دیا اور لیڈی اسٹین چیخ مار کر ایک بار پھر ڈھلک گئی۔ ٹائیگر نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ وہ اسے مارنا بھی نہیں چاہتا تھا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے لیڈی اسٹین کا سوائے کرنل لارج کے ساتھ ہونے کے اور کوئی قصور نہ تھا۔ اس کا اصل ہدف کرنل لارج تھا اور پھر چند لمحوں بعد اسے تسلی ہو گئی کہ اب کم از کم دو گھنٹوں تک لیڈی اسٹین ہوش میں نہ آ سکے گی تو وہ کرنل لارج کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس نے ایک بار پھر گانٹھ کو چیک کیا اور پھر وہ کرسی کے عقب سے ہٹ کر کمرے میں اس فائر بلور کو تلاش کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد اسے فائر بلور مل گیا۔ اس نے اسے چیک کیا تو یہ جدید ترین فائر بلور تھا۔ اس کا ایک بٹن دبانے پر اس میں سے انتہائی گرم ہوا نکلتی تھی جبکہ

دوسرا بٹن پریس کرنے سے گرم ہوا کی بجائے تیز شعلہ نکلتا تھا۔ ٹائیگر نے فائر بلور کو ایک طرف رکھا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے پہلے کرنل لارج کے سینے پر ایک ہاتھ سے مخصوص انداز میں مالش کرنا شروع کر دی کیونکہ اس نے اس کے دل پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کیا تھا اور اب اگر وہ دل کی دھڑکن پوری طرح بحال کئے بغیر اسے ہوش میں لے آتا تو کرنل لارج کا دل بالکل اس غبارے کی طرح پھٹ جاتا جس میں ضرورت سے زیادہ ہوا بھر دی جائے۔ اس کے دل پر لگنے والی مخصوص ضرب نے دل کو اس انداز میں پچکا دیا تھا کہ دل میں پہنچنے والے خون کی مقدار کم ہو گئی تھی۔ اب اگر دل کی اس حالت کو نارمل حالت میں لائے بغیر کرنل لارج ہوش میں آ کر حرکت کرتا یا لمبا سانس لیتا تو خون کی سپلائی یکلخت دوگنا ہو جاتی اور دل پھٹ جاتا۔ ٹائیگر کی نظریں کرنل لارج کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں جس کی سرخی آہستہ آہستہ واپس آتی جا رہی تھی۔ گو کرنل لارج نے ٹائیگر کو ہلاک کرنے کی پوری کوشش کی تھی لیکن ٹائیگر اس سے انتہائی اہم معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا اس لئے وہ اس پر اس طرح محنت کر رہا تھا جیسے وہ اس کا بے حد خیر خواہ ہو۔ چند لمحوں بعد جب اس کے خیال کے مطابق کرنل لارج کا دل پوری طرح بحال ہو گیا تو اس نے دل پر سے ہاتھ ہٹا کر دونوں ہاتھوں سے کرنل لارج کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب کرنل لارج کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہوئے تو ٹائیگر نے ہاتھ

ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر اس نے فرش پر الٹی پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر سیدھی کی اور پھر اس پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہی کرنل لارج نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی کیونکہ ٹائیگر نے اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ اس کے ایک پیر کو اوپر کر کے اس نے کرسی کی لکڑی سے باندھ دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا ایک گھٹنا کافی اوپر کو اٹھا ہوا تھا جبکہ دوسری ٹانگ عام حالت میں تھی۔ ٹائیگر نے اس دوسری ٹانگ کو بھی کرسی کے پیر کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ چونکہ اس کے بیٹھنے کی حالت نارمل نہیں تھی اس لئے اس نے لاشعوری طور پر اپنے آپ کو درست طور پر ایڈجسٹ کرنے کی غرض سے سیدھا ہو کر بیٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔

"تم بچ گئے۔ حیرت ہے۔ آج تک اس ڈیڈلی لاک سے تو کوئی نہیں بچ سکا اور ہاں۔ تم نے میری کمر اور میرے دل پر کس ٹائپ کے حملے کئے تھے۔ میں سمجھ نہیں سکا۔ تم نے واقعی حیرت انگیز طور پر فائٹ کی ہے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل لارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ ساری باتیں فضول ہیں کرنل لارج۔ اب تک بہت وقت ضائع ہو چکا ہے اس لئے تم اب میرے سوال کا جواب دو تاکہ اس معاملے کو فنش کیا جا سکے"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کون سے سوال"...... کرنل لارج نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ گرین ویلی میں تمہارا کیا سیٹ اپ ہے۔ اس کی پوری تفصیل اور وہاں کے فون نمبرز وغیرہ"...... ٹائیگر نے کہا۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ میں نے کارسوما کا عمل کیا ہوا ہے اس لئے مجھ پر تشدد بے کار ہے۔ تم مجھے ہلاک تو کر سکتے ہو لیکن مجھ سے معلومات حاصل نہیں کر سکتے"...... کرنل لارج نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور میں نے تمہیں کہا تھا کہ کارسوما کے عمل کو بھی ڈاج دیا جا سکتا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ جب میں اپنے ذہن کو ہی بلینک کر لوں گا تو تم مجھ سے کیسے کچھ معلوم کر سکو گے۔ تم مجھ پر جو تشدد بھی کرو گے اس کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہو گا"...... کرنل لارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے پہلے اپنے ڈیڈلی لاک داؤ کے ناکام ہونے پر حیرت کا اظہار کیا تھا۔ اب اپنے کارسوما کے عمل کو ڈاج ملنے پر حیرت کا اظہار کرنا"...... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کر اس نے فائر بلور کو اٹھایا۔ چونکہ کرنل لارج اس انداز میں بندھا ہوا تھا کہ اسے اپنے پیر اور کرسی کا نچلا حصہ نظر نہ آرہا تھا اس لئے وہ یہ نہ دیکھ سکتا تھا کہ ٹائیگر اس کے پیروں کے ساتھ کیا کر رہا ہے جبکہ ٹائیگر نے شعلے نکلنے والا بٹن پریس کر دیا اور شعلے کا رخ کرنل لارج کے پیر میں موجود بوٹ کے

تلے کی طرف کر دیا۔ نیلگوں تیز شعلوں نے چند لمحوں میں بوٹ کا تلا اور جرابیں جلا دیں اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کرنل لارج کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونجنے لگا اور پھر ٹائیگر نے گرم ہوا والا بٹن پریس کر کے فائر بلور وہیں رکھ دیا اور واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل لارج کا پورا جسم پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں پھٹنے کے قریب ہو رہی تھیں اور چہرہ مسخ سا ہو گیا تھا۔

"جب پیروں میں جلنے سے زخم پڑ جائیں اور پھر ان زخموں پر انتہائی گرم ہوا لگتی ہے تو کارسوما کا عمل بے کار ہو جاتا ہے۔ اب تم اس قابل بھی نہیں ہو کہ اپنے ذہن کو بلینک کر سکو"...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"روکو۔ روکو۔ بند کرواسے۔ میں سب بتا دیتا ہوں۔ بند کرو۔ میرا ذہن کھولنے لگ گیا ہے۔ بند کرواسے"...... کرنل لارج نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ وہ اب مسلسل چیخنے لگا تھا۔ شاید اب اس کی قوت برداشت جواب دے گئی تھی۔ ٹائیگر نے اٹھ کر فائر بلور ہٹایا اور اس کا بٹن آف کر دیا اور پھر وہ مڑ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے وہاں موجود میڈیکل باکس میں سے جلنے پر لگائی جانے والی مرہم کی ٹیوب اٹھائی اور پھر واپس آکر اس نے ٹیوب کا ڈھکن ہٹایا اور ٹیوب کو دبا کر اس نے ٹیوب سے نکلنے والے مرہم کو کرنل لارج کے زخم پر پھیلا دیا۔ جیسے ہی مرہم لگا کرنل لارج کے مسخ شدہ چہرے پر سکون کے تاثرات پھیلنے لگ گئے۔ ٹائیگر واپس

اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔

"اب بتاؤ۔ کارسوما پر فخر کرو گے یا جو میں نے پوچھا ہے وہ بتاؤ گے۔ ویسے اس فائر بلور میں ابھی بہت سا مواد موجود ہے اور میں اسے دوبارہ تمہارے پیر کے نیچے بھی رکھ سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم جیت گئے۔ مم۔ مم۔ میں کرنل لارج ہار گیا۔ کاش میں یہاں نہ آتا۔ میں نے زندگی میں پہلی بار شکست کا اعتراف کیا ہے۔ مجھے تسلیم ہے کہ تم مجھ سے بہت برتر ہو اور اگر تم شاگرد ہو کر اس قدر تیز ہو تو تمہارا استاد کیسا ہو سکتا ہے۔ اس کا مجھے احساس ہو گیا ہے۔ اب تک میں یہی سمجھتا تھا کہ یہ صرف پروپیگنڈہ ہے۔ اب مجھے یقین آگیا ہے کہ یہ پروپیگنڈہ نہیں ہے"...... کرنل لارج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے کرنل لارج"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ میں کرنل لارج یہ سب کچھ کہہ رہا ہوں۔ وہ کرنل لارج جسے بیس سال ہو گئے ہیں فتح مند ہوتے ہوئے۔ آج میں نے پہلی بار شکست کھائی ہے۔ بہرحال تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... کرنل لارج نے بات کرتے کرتے آخر میں تھکے ہوئے سے لہجے میں کہا۔

"گرین ویلی اور ٹوائے لینڈ میں تمہارا جو بھی سیٹ اپ ہے اس

کی تفصیل بتا دو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"رسیور اٹھاؤ اور جو نمبر میں بتاؤں وہ ڈائل کر کے رسیور مجھے دے دو۔ میں سارے سیٹ اپ کو ہی آف کر دیتا ہوں۔ اب یہ ضروری نہیں ہے کہ کرنل لارج ہی سب کچھ کرے"...... کرنل لارج نے ایک بار پھر تھکے تھکے لہجے میں کہا تو ٹائیگر سمجھ گیا کہ وہ واقعی ذہنی طور پر شکست کھا چکا ہے۔ چنانچہ اس نے رسیور اٹھایا اور کرنل لارج نے نمبر بتا دیئے۔ ٹائیگر نے نمبر پریس کر کے رسیور کرنل لارج کے کان سے لگا دیا اور پھر کرنل لارج نے واقعی اپنے کسی آدمی انتھونی کو فون کیا اور پھر اسے سارا سیٹ اپ ختم کر کے واپس ولنگٹن آنے کا کہہ دیا۔ اس کے بعد اس نے ٹوائے لینڈ میں اپنے آدمی آرتھر کو فون کر کے اسے بھی ایسے ہی احکامات دے دیئے۔

"اب تم آزاد ہو ٹائیگر اور تمہارا استاد بھی۔ جو چاہو کرو۔ کم از کم اب سرتھری تمہارے آڑے نہیں آئے گی"...... کرنل لارج نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے تم پر اعتماد ہے لیکن سوری۔ میں اب تم پر مستقبل میں اعتماد نہیں کر سکتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"کیا مطلب"...... کرنل لارج نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ میرے جانے کے بعد آزاد ہو کر تم ایسا ہی سیٹ اپ دوبارہ قائم کر سکتے ہو اس لئے تمہاری موت ضروری ہے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"میں رحم کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ ایک ایجنٹ کو شکست کھانے کے بعد زندگی کی بھیک مانگنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ میں نے پوری نیک نیتی سے کام کیا ہے اور آئندہ بھی اگر زندہ رہا تو اس پر قائم رہوں گا۔ ویسے تم چاہو تو بے شک مجھے ہلاک کر دو"۔ کرنل لارج نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے چہرے پر گہرا سکون طاری ہو گیا تھا۔

"اوکے۔ مجھے تم پر یقین آگیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر تم نے باس عمران کے خلاف یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کوئی کارروائی کی تو پھر نتائج کے ذمہ دار بھی تم خود ہی ہو گے"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوہ۔ تم نے مجھے یہ نہیں کہا کہ میں رچرڈ کو بھی منع کر دوں کہ وہ تمہارے استاد کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرے۔ کیوں"۔ کرنل لارج نے چونک کر کہا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس لئے نہیں کہا کہ اس کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اول تو رچرڈ اب تک ختم ہو چکا ہو گا اور اگر نہیں ہوا تو باس عمران اور اس کے ساتھی خود ہی سب کچھ کر لیں گے۔ یہ ان کے لئے معمولی باتیں ہیں۔ تم نے پہلے بھی رچرڈ کی کال سنی ہے۔ باس عمران کو تو معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ ان کے کوائف بھی تم تک پہنچ چکے ہیں اور فلائٹ کے بارے میں بھی تم کنفرم ہو۔ اس کے باوجود تم نے خود دیکھ لیا کہ انہیں فلائٹ کے دوران ہی پتہ چل گیا اور انہوں نے اپنے بچاؤ کا انتظام بھی کر لیا"...... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ تم جیسے لوگوں کے بارے میں تو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا اور تمہاری لڑائی بھڑائی پر بھی میں حیران ہو رہا تھا۔ تم نے جس طرح کارسوما کے عمل کو بے کار کیا ہے اس پر میں حیران ہو رہا تھا کہ تم نے اپنے استاد کے بارے میں یہ بات کر کے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ سنو۔ میری بات سنو۔ اب میں تمہارا اور تمہارے استاد اور اس کے ساتھیوں کا دوست ہوں۔ دشمن نہیں ہوں لیکن صرف میری ذات۔ اس میں میری ایجنسی شامل نہیں ہے کیونکہ وہ کٹر یہودی ہیں جبکہ میں یہودی نہیں ہوں۔ اب تم چاہو تو مجھے ہلاک کر سکتے ہو"...... کرنل لارج نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"اس کی ضرورت پڑی تو یہ کام بھی ہو جائے گا۔ فی الحال نہیں"۔ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کرسی کے عقب میں جا کر رسی کی گانٹھ کھول دی۔

"گڈ بائی"...... ٹائیگر نے گانٹھ کھولنے کے بعد کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ٹیکسی ولنگٹن کے بدنام زمانہ علاقہ بلیک ہول کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ۔ ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر جولیا اور صالحہ ایکریمین میک اپ میں بیٹھی ہوئی تھیں ۔ ٹیکسی چلانے والی ایک سیاہ فام خاتون تھی ۔ وہ بھاری جسم کی مالک تھی لیکن اس کے کار چلانے کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ خاصی مستعد اور فعال ہے ۔ اس نے ٹیکسی ڈرائیونگ کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی کیونکہ یہاں ٹیکسی ڈرائیور کو یونیفارم پہننا لازمی تھا لیکن اس خاتون ٹیکسی ڈرائیور نے سر پر وہ مخصوص کیپ جو ٹیکسی ڈرائیور پہنتے ہیں کی بجائے سیاہ رنگ کی گولی سی ٹوپی پہنی ہوئی تھی جس کے عین اوپر ایک سرخ رنگ کا دھاگے کا بنا ہوا پھول لٹک رہا تھا جو ٹیکسی چلنے کی وجہ سے مسلسل اس کی ٹوپی پر ناچ رہا تھا اور عقبی سیٹ پر موجود جولیا اور صالحہ دونوں بڑی دلچسپ نگاہوں سے اسے ناچتا دیکھ رہی تھیں ۔ ٹیکسی ڈرائیور خاتون کا نام مارتھا تھا ۔ یہ بھی یہاں کا قانون تھا کہ جب بھی ٹیکسی ہائر کی جاتی تھی تو ڈرائیور کو نہ صرف اپنا نام بتانا لازمی تھا بلکہ اسے سٹیٹ کارپوریشن کی طرف سے ایک کمپیوٹرائزڈ کارڈ بھی دکھانا لازمی تھا جس پر اس کا نام مارتھا لکھا ہوا تھا

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جب ولنگٹن ایئرپورٹ پر اترا تو طیارے کے کریو کا ممبر نیوی گیٹر اسے اور اس کے ساتھیوں کو ایک کمرے میں لے گیا جہاں عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا ریڈی میڈ میک اپ کیا اور پھر وہ علیحدہ علیحدہ ہو کر مختلف بسوں کے ذریعے ایک کالونی میں پہنچے جہاں عمران نے پہلے سے ہی ایک رہائش گاہ کا بندوبست کر رکھا تھا ۔ میک اپ کرنے اور علیحدہ علیحدہ ہو کر یہاں تک پہنچنے کی وجہ عمران نے فلائٹ کے دوران ہی سب کو بتا دی تھی اس لئے جب اس رہائش گاہ میں اکٹھے ہوئے تو سب نے عمران پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی ۔ عمران سب سے آخر میں کافی دیر بعد آیا تھا اس نے انہیں بتایا کہ ان کو ہلاک کرنے کے لئے سر تھری نے یہاں ایک انتہائی تربیت یافتہ گروپ کو تعینات کیا ہوا ہے اور اس گروپ کا انچارج رچرڈ نامی ایک سیاہ فام ہے اور اس گروپ میں کام کرنے والے بھی تمام افراد سیاہ فام ہیں ۔ اس رچرڈ کا کلب ولنگٹن کے بدنام ترین علاقے بلیک ہول میں واقع ہے ۔ اس کلب کا نام بلیک کلب ہے ۔ رچرڈ اس کا مالک اور جنرل مینجر ہے ۔ یہ پورا گروپ اور خاص طور پر رچرڈ پورے ولنگٹن کا سب سے خطرناک گروپ سمجھا جاتا

ہے کیونکہ رچرڈ بھی ایکریمیا کی ٹاپ ۶ ایجنسیوں میں کام کرتا رہا تھا اور اس کے گروپ کے افراد بھی تربیت یافتہ افراد تھے اور سب سے اہم بات یہ تھی کہ بلیک ہول علاقے کا تمام تر کنٹرول سیاہ فاموں کے ہاتھوں میں تھا اور وہ اس علاقے میں کسی اجنبی یا دوسرے ملک کے ایسے لوگوں کو جو سیاہ فام نہ ہوں، سرے سے برداشت ہی نہ کرتے تھے اس لئے اس علاقے میں تمام سیاحوں کا داخلہ بند تھا جہاں سے یہ علاقہ شروع ہوتا تھا وہاں حکومت نے باقاعدہ ایک چیک پوسٹ بنا رکھی تھی جہاں اس علاقے میں جانے والے سفید فاموں کو روک کر واپس بھیج دیا جاتا تھا لیکن دلچسپ بات یہ تھی کہ سفید فام یا دیگر ملکوں کی غیر سیاہ فام عورتوں کے سلسلے میں ایسی کوئی پابندی نہیں تھی کیونکہ سیاہ فام غیر سیاہ فام عورتوں کو پسند کرتے تھے اور بلیک ہول کے بڑوں نے باقاعدہ قانون بنایا ہوا تھا کہ بلیک ہول میں آنے والی کسی بھی خاتون کے ساتھ کوئی زبردستی نہ کی جاسکے گی۔ البتہ جو خاتون رضامند ہو تو پھر جس انداز کی کارروائی بھی وہ چاہیں یہاں کر سکتی ہیں۔ البتہ چیک پوسٹ پر ان خواتین کو اس بارے میں آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ رچرڈ کے خاتمے کے لئے بلیک ہول کے بلیک کلب میں جانا ضروری تھا کیونکہ رچرڈ بلیک ہول علاقے سے باہر نہیں آتا تھا۔ ویسے تو عمران نے تنویر کے ساتھ وہاں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ سیاہ فاموں کا میک اپ کر کے وہاں آسانی سے جا سکتے تھے لیکن پھر جولیا اڑ گئی کہ رچرڈ کا خاتمہ کرنے کے لئے وہ صالحہ کے ساتھ وہاں جائے گی۔ باقی ساتھیوں کو تو اس پر اعتراض تھا لیکن عمران فوراً مان گیا اور اس نے ساتھیوں کو بھی بتا دیا کہ جولیا اور صالحہ نہ صرف اپنی حفاظت کر سکتی ہیں بلکہ وہ اس سے اور تنویر سے زیادہ اچھے انداز میں رچرڈ کو کور کر سکتی ہیں اور عمران کے اس فیصلے کے بعد جولیا اور صالحہ جیبوں میں مشین پسٹلز رکھے اس رہائش گاہ سے باہر آئیں اور پھر وہ پیدل چلتی ہوئیں اس چوک تک پہنچیں جہاں سے انہیں خالی ٹیکسی مل سکتی تھی۔ وہاں چار ٹیکسیاں موجود تھیں۔ ان میں سے دو ٹیکسیوں کے ڈرائیور تو سفید فام تھے اس لئے انہوں نے سرے سے ہی وہاں جانے سے انکار کر دیا جبکہ باقی دو ٹیکسی ڈرائیور سیاہ فام تھے لیکن ان میں مرد ڈرائیور نے بھی وہاں جانے سے معذرت کر لی جبکہ خاتون ٹیکسی ڈرائیور نے حامی تو بھر لی تھی لیکن اس نے میٹر سے دوگنا کرایہ ڈیمانڈ کیا تھا۔ جب جولیا نے اس پر اعتراض کیا تو اس خاتون ڈرائیور نے جس نے اپنا نام مارتھا بتایا تھا، انہیں کہا کہ بلیک ہول میں کسی بھی وقت کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی ٹیکسی کو توڑا بھی جا سکتا ہے اس لئے وہ رسک لے رہی ہے تو جولیا نے اس کی بات مان لی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس وقت مارتھا کی ٹیکسی میں موجود تھیں۔

"آپ وہاں کس سے ملنے جا رہی ہیں"...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد مارتھا نے پوچھا۔

"ملنے نہیں ہم وہاں جواء کھیلنے جا رہی ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ

وہاں شارپنگ نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی گڑبڑ ہوتی ہے"...... جولیا نے جواب دیا جبکہ صالحہ خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

"لیکن وہ انتہائی خطرناک جگہ ہے"...... مارتھا نے کہا۔

"جبکہ میں نے سنا ہے کہ وہاں جبراً کچھ نہیں ہوتا"...... جولیا نے جواب دیا۔

"ہاں ۔ بظاہر تو ایسے ہی ہے لیکن بڑے بدمعاش اس بات کی پرواہ نہیں کرتے"...... مارتھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مثلاً کون کون سے بدمعاش"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری ۔ میں کوئی نام اپنی زبان پر نہیں لا سکتی ۔ ویسے آپ کے مفاد میں ایک مشورہ دے سکتی ہوں کہ آپ بلیک ہول میں ہر جگہ جا سکتی ہیں اور وہاں اس اصول کی پاسداری کی جاتی ہے لیکن بلیک کلب سے دور رہیں کیونکہ وہاں ان کی اپنی حکومت ہے اور اپنے اصول"...... مارتھا نے کہا۔

"ابھی یہ علاقہ کتنی دور ہے"...... صالحہ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"صرف پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد ہم اس علاقے میں داخل ہو جائیں گے"...... مارتھا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خاموش ہو گئی ۔ شاید صالحہ کی بات کا مطلب وہ سمجھ گئی تھی کہ اسے اس کا بولنا پسند نہیں آیا ۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد

ٹیکسی چیک پوسٹ پر رک گئی جس کے ساتھ ہی ایک جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا جس پر بلیک ہول کا نام بھی درج تھا اور اس کے ساتھ ہی وہاں کے بارے میں ضروری تفصیلات بھی دی گئی تھیں۔

"آپ کیوں اس خطرناک علاقے میں جا رہی ہیں"...... وہاں موجود ایک سیاہ فام پولیس آفیسر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ انہیں ٹیکسی سے باہر آنے پر ایک کمرے میں بٹھا دیا گیا تھا جبکہ ٹیکسی کی تفصیلی تلاشی لی جا رہی تھی کیونکہ ٹیکسیوں کے ذریعے عام طور پر بلیک ہول میں منشیات اور حساس اسلحہ لے جایا جاتا تھا۔ عام اسلحے کی تو ایکریمیا میں اجازت تھی لیکن حساس اسلحے پر پابندیاں لگائی گئی تھیں۔

"کیا بلیک ہول جانا جرم ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ بات نہیں ہے مس مارگریٹ ۔ ہمیں آپ کی حفاظت اور سلامتی مطلوب ہے ۔ یہاں زیادہ تر لاقانونیت چھائی رہتی ہے"۔ پولیس آفیسر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ وہ دونوں کے کاغذات دیکھ چکا تھا اور کاغذات کے مطابق جولیا کا نام مارگریٹ اور صالحہ کا نام صوفیہ تھا۔

"ہمیں معلوم ہے لیکن آپ بے فکر رہیں ۔ ہم وہاں ایسا کوئی اقدام نہیں کریں گی جس سے معاملات بگڑ جائیں ۔ ہم بہرحال وہاں جا کر انجوائے کرنا چاہتی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔ جیسے آپ کی مرضی ۔ آپ جا سکتی ہیں"۔ پولیس

آفیسر نے کاغذات انہیں واپس کرتے ہوئے کہا۔
"شکریہ"...... جولیا نے کہا اور کاغذات لے کر کھڑی ہو گئی۔
اس کے ساتھ ہی صالحہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر ٹیکسی میں سوار آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔
"یہ بلیک ہول کتنا بڑا علاقہ ہے"...... جولیا نے مارتھا سے پوچھا۔
"ایک بڑا بازار ہے۔ دونوں اطراف میں دکانیں ہیں جن پر اسلحہ اور منشیات کھلے عام فروخت ہوتی ہیں اور بڑے بڑے جوئے خانے اور کلب ہیں اور انسانی انجوائے منٹ کے لئے یہاں ہر سامان موجود ہے بشرطیکہ دولت جیب میں ہو"...... مارتھا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"کیا تم اکثر یہاں آتی رہتی ہو"...... جولیا نے پوچھا۔
"میں تو پلی بڑھی ہی یہاں ہوں"...... مارتھا نے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑیں۔
"اچھا۔ تو کیا اب یہاں رہنا چھوڑ گئی ہو"...... جولیا نے کہا۔
"ہاں۔ میرے ساتھ یہاں ایک حادثہ ہو گیا تھا۔ چار افراد نے مجھ سے میری مرضی کے خلاف غلط کام کرنا چاہا۔ میں نے ان چاروں کو ہلاک کر دیا جس پر مجھے بلیک کلب کے چیف رچرڈ کے پاس لے جایا گیا کیونکہ وہ چاروں آدمی بلیک کلب کے ہی آدمی تھے اور وہ لوگ اپنے آپ کو کسی اصول کے پابند نہیں سمجھتے تھے۔ رچرڈ نے میری

بہادری کو سراہا اور پھر مجھے بلیک ہول سے باہر رہنے کا حکم دے دیا۔ تب سے میں باہر رہتی ہوں"...... مارتھا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"پھر تو رچرڈ اچھا آدمی ہوا"...... جولیا نے کہا۔
"اتنا بھی اچھا نہیں ہے۔ اس کی ایک وجہ تھی کہ میری ماں اس کی خدمت گزار رہی تھی اس لئے وہ مجھے ذاتی طور پر جانتا تھا اور اسی وجہ سے اس نے مجھے معاف کر دیا تھا ورنہ شاید میرے جسم کی ایک ایک ہڈی سرعام توڑ دی جاتی"...... مارتھا نے منہ بناتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر کر کے ٹیکسی روک دی۔
"یہاں سے آگے گاڑی نہیں جا سکتی۔ آپ کو پیدل جانا ہو گا"۔ مارتھا نے کہا۔
"اوکے۔ شکریہ"...... جولیا نے کہا اور پھر اسے مطلوبہ کرایہ دے کر وہ دونوں نیچے اتر آئیں۔
"آپ نے کب واپس جانا ہے"...... مارتھا نے پوچھا۔
"ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا"...... جولیا نے جواب دیا اور آگے بڑھ گئی۔
"بڑی باتونی عورت ہے۔ خواہ مخواہ سر کھا گئی"...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"عورتوں کو تو کہا ہی باتونی جاتا ہے اور بے چاری مارتھا نے تو ہماری ہمدردی میں باتیں کی ہیں"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"اسے ہم احمق نظر آرہی تھیں۔ نانسنس یہ نہیں سمجھتی کہ جب ہم وہاں جا رہی ہیں تو سوچ سمجھ کر ہی جا رہی ہوں گی"...... صالحہ نے کہا۔

"اتنی ناراضگی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اب ہم یہاں پہنچ گئی ہیں تو تم نے اپنا دماغ ٹھنڈا رکھنا ہے کیونکہ بہرحال ہم نے اس رچرڈ تک پہنچنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم درمیان میں ہی کسی اور معاملے میں الجھ جائیں"...... جولیا نے کہا۔ وہ اب بازار کی طرف بڑھ رہی تھیں جہاں ہر طرف سیاہ فام مرد اور عورتیں آتی جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"ہم نے کرنا کیا ہے۔ کیا سوچا ہے تم نے۔ ویسے تو رچرڈ ہم سے ملاقات نہیں کرے گا"...... صالحہ نے کہا۔

"تم بتاؤ کیا کرنا چاہیے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دو چار کا خاتمہ اس کے کلب میں کر دیتے ہیں۔ وہ خود ہی سامنے آجائے گا"...... صالحہ نے کہا۔

"اس طرح تو ہم الٹا پھنس جائیں گی۔ ہم وہاں جواء کھیلیں گی اور پھر شارپنگ کا الزام لگا دیں گی جس پر وہ لوگ ہماری سختی سے تردید کریں گے۔ پھر ہم کہیں گے کہ ہم رچرڈ سے شکایت کریں گی۔ بہرحال کچھ نہ کچھ آگے بڑھنے کا موقع مل جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو۔ لیکن اس میں وقت کافی لگ جائے

گا"...... صالحہ نے کہا۔

"چلو وہاں جا کر دیکھیں گی۔ پھر جیسے بھی موقع ملے گا ویسے کر لیں گی"...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ہم نے اس رچرڈ سے پوچھنا کیا ہے"...... صالحہ نے کہا۔

"یہی کہ اس کا گروپ کہاں ہے اور کون کون اس میں شامل ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس سے کیا فائدہ ہو گا۔ یہ گروپ ظاہر ہے بلیک ہول سے تو باہر ہو گا۔ پھر ہم کیا ایک ایک کو جا کر ہلاک کریں گی"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں۔ ہم صرف انہیں رچرڈ کی ہلاکت کی اطلاع دیں گی تو گروپ کو اپنی پڑ جائے گی اور ہم آگے بڑھ جائیں گی"...... جولیا نے جواب دیا تو صالحہ نے اس بار اس انداز میں سرہلایا جیسے اسے بات سمجھ میں آ گئی ہو۔ اب وہ بازار میں داخل ہو چکی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ بلیک کلب کے سامنے پہنچ گئیں۔ کلب کا مین گیٹ بند تھا اور باہر دو مسلح دربان کھڑے تھے اور وہ ہر آنے جانے والے کو اس طرح غور سے دیکھ رہے تھے جیسے انہیں کسی خاص آدمی کی تلاش ہو۔ جولیا نے سیڑھیاں چڑھنا شروع کیں تو صالحہ اس کے پیچھے تھی اور ان دونوں کو دیکھتے ہی دونوں دربان چونک پڑے۔

"آپ کیا کرنے جا رہی ہیں"...... ایک دربان نے آگے بڑھ کر

ان دونوں کو ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

" ہم جواء کھیلنا چاہتی ہیں۔ کیوں۔ کیا یہاں ایسا کرنا جرم ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" کتنی رقم ہے تمہارے پاس"...... دربان نے مزید سخت لہجے میں پوچھا۔

" تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ وجہ"...... جولیا نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

" دس ہزار ڈالر سے کم رقم سے تم یہاں جواء نہیں کھیل سکتیں۔ کسی چھوٹے کلب میں چلی جاؤ"...... دربان نے کہا۔

" ہم پچاس لاکھ ڈالر تک بھی جواء کھیل سکتی ہیں۔ سنا تم نے"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیکٹ کی جیب سے ہاتھ باہر نکال کر ایک بڑا نوٹ اس دربان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

" اوہ۔ پھر تم اندر جا سکتی ہو۔ ویل کم ٹو بلیک کلب"۔ دربان نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ظاہر ہے صالحہ اس کے پیچھے تھی۔ کلب کا ہال وسیع تھا اور وہاں بے تحاشا رش تھا۔ عورتیں اور مرد بھرے ہوئے تھے اور یہ سب سیاہ فام تھے۔

" یہاں جواء خانہ کس طرف ہے"...... جولیا نے ایک سیاہ فام سے پوچھا۔

" چھوڑو جوئے کو۔ تمہیں ویسے ہی رقم مل جائے گی۔ آؤ ادھر

میرے ساتھ بیٹھو"...... اس سیاہ فام نے جولیا کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ اچھل کر ایک طرف جا گرا۔ جولیا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور وہ سیاہ فام گال پر زور دار تھپڑ کھا کر ایک طرف جا گرا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہال میں موجود شور یکلخت تھم گیا۔ وہاں موجود سب لوگ اس طرح جولیا اور صالحہ کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی عجوبہ ہوں۔

" تم۔ تم نے ٹریگر کو تھپڑ مارا ہے۔ تم نے ٹریگر کو"...... اس سیاہ فام نے یکلخت اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔

" تمہیں جرأت کیسے ہوئی کہ تم میری اجازت کے بغیر میرے کاندھے پر ہاتھ رکھو۔ اور سنو۔ ابھی میں نے تمہیں صرف تھپڑ مارا ہے ورنہ ایسی جرأت کرنے پر تمہیں گولی بھی ماری جا سکتی تھی"۔ جولیا نے بھی چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا ٹریگر نامی اس سیاہ فام نے یکلخت اچھل کر اس پر حملہ کر دیا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا کسی اڑن طشتری کی طرح اڑتا ہوا سائیڈ دیوار سے جا ٹکرایا۔ جولیا نے یکلخت ایک طرف ہٹتے ہوئے اس کی پشت پر زور دار لات ماری تھی اور اس کا نتیجہ تھا کہ جولیا کے اچانک اپنی جگہ سے ہٹ جانے کی وجہ سے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوا ٹریگر لات کی ضرب کھا کر ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور پھر نیچے گر کر جیسے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی صالحہ کی لات پوری قوت سے گھومی اور اس کے ساتھ ہی ہال ٹریگر

کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے خون فوارے کی طرح باہر نکلا اور اس کا جسم تشنج کے انداز میں ایک دو لمحوں کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ صالحہ کی لات پوری قوت سے اس کے دل پر پڑی تھی جس کی وجہ سے اس کا دل پھٹ گیا تھا اور وہ منہ سے خون اگل کر فوری طور پر ہلاک ہو گیا تھا۔ ٹریگر کے ہلاک ہوتے ہی ہال میں موجود تمام افراد یکلخت اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ جولیا اور صالحہ دونوں کے لئے ہمدردی کے تاثرات موجود تھے۔

"تم۔ تم نے یہاں لڑائی کی ہے۔ اب تم بھی جاؤ"...... اچانک مشین گن سے مسلح ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے اپنی مشین گن سیدھی کی ہی تھی کہ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا۔

"خبردار۔ اگر کسی نے فائر کیا تو مارا جائے گا۔ ہم یہاں صرف گیم کھیلنے آئی تھیں۔ ہمارا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہے لیکن اگر کسی نے ہم پر حملہ کیا تو وہ زندہ نہیں رہے گا"...... جولیا نے چیخ کر کہا۔ یہ فائرنگ جولیا نے کی تھی۔

"کون ہو تم۔ کیا نام ہیں تمہارے"...... اچانک ہال سے ایک چیختی اور گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تم کون ہو"...... جولیا نے بھی چیخ کر کہا۔

"میں رچرڈ ہوں۔ چیف آف بلیک کلب"...... دوسری طرف سے اسی طرح چیختی ہوئی اور گونجتی ہوئی آواز سنائی دی۔ شاید ہال میں کہیں لاؤڈ سپیکر نصب تھا جس میں سے آواز آ رہی تھی۔

"میرا نام مارگریٹ ہے اور میری ساتھی کا نام صوفیہ ہے۔ ہم یہاں انجوائے کرنے آئی تھیں لیکن اس نانسنس ٹریگر نے ہم سے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی اور پھر تمہارے مسلح آدمی نے حملہ کرنے کی کوشش کی۔ ہم نے اپنے طور پر کچھ نہیں کیا"...... جولیا نے چیخ کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی بہادر عورتیں ہو اور رچرڈ بہادروں کی قدر کرتا ہے اس لئے تم میرے آفس میں آجاؤ۔ تمہیں عزت دی جائے گی۔ میرا آدمی شوٹر تمہیں میرے پاس لے آئے گا۔ آگے بڑھو شوٹر اور مس مارگریٹ اور مس صوفیہ کو عزت و احترام سے میرے آفس میں لے آؤ۔ باقی سب سن لو۔ دونوں لاشیں اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دو"۔ رچرڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز کے ساتھ آواز آنا بند ہو گئی۔

"میرا نام شوٹر ہے۔ آئیں میرے ساتھ"...... سائیڈ پر موجود ایک لحیم شحیم سیاہ فام نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ہاں چلو"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں شوٹر کے پیچھے چلتی ہوئیں لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ گئیں۔ وہاں راہداری میں چار مسلح دربان موجود تھے لیکن شوٹر کے ساتھ ہونے کی وجہ سے کسی

نے کوئی بات نہ کی ۔ راہداری کے آخر میں شوٹر نے جیب سے ایک
سفید رنگ کی پتی نکالی اور پتی کو دیوار پر ایک شیشے کے ساتھ چپکا دیا
تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں
سائیڈوں میں ہو گئی اور پھر شوٹر سیڑھیاں اترتا چلا گیا ۔ اس کے پیچھے
جولیا اور صالحہ تھیں ۔ ان کے عقب میں دیوار خود بخود برابر ہو گئی ۔
اب وہ ایک بڑے وسیع ہال میں پہنچ گئے جہاں جوئے کی مشینیں بھی
تھیں اور جوئے کی وسیع میزیں بھی لگی ہوئی تھیں اور بڑے زور شور
سے جوا کھیلا جا رہا تھا جن میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی ۔ ایک
سائیڈ پر راہداری تھی جس میں دو مسلح افراد موجود تھے ۔ شوٹر اس
راہداری کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا ۔ جولیا اور صالحہ اس کے پیچھے تھیں
راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا ۔ اس پر سرخ رنگ کی
لائٹ جل رہی تھی ۔

" اپنا اسلحہ مجھے دے دو ۔ واپسی پر مل جائے گا "....... شوٹر نے
پہلی بار کہا تو جولیا نے سر ہلاتے ہوئے بیگ سے مشین پسٹل نکال کر
اس کی طرف بڑھا دیا ۔ اس کی پیروی صالحہ نے بھی کی اور شوٹر نے
دونوں مشین پسٹلز جیبوں میں ڈالے اور پھر دیوار پر ہک سے لٹکا ہوا
رسیور نکال کر اس نے اس پر ایک بٹن پریس کر دیا ۔

" یس "....... ایک بھاری سی آواز رسیور سے نکلی اور اس آواز کو
جولیا اور صالحہ دونوں پہچان گئی تھیں ۔ یہ رچرڈ کی آواز تھی ۔

" شوٹر ہوں چیف ۔ دونوں عورتیں آپ کے دروازے پر حاضر

ہیں "....... شوٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں
کے چہروں پر غصے کے تاثرات ابھر آئے لیکن انہوں نے کوئی بات نہ
کی کیونکہ ان کا اصل مقصد اس رچرڈ تک پہنچنا تھا اور وہ نہیں چاہتی
تھیں کہ اس میں کوئی رکاوٹ پڑے ۔

" یس "....... رچرڈ کی آواز سنائی دی اور شوٹر نے رسیور واپس ہک
میں لٹکا دیا ۔ چند لمحوں بعد دروازے کے اوپر سرخ رنگ کی لائٹ بجھ
گئی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا ۔

" جائیں ۔ میں باہر رکوں گا "....... شوٹر نے ایک طرف ہٹتے
ہوئے کہا تو جولیا آگے بڑھی ۔ اس کے پیچھے صالحہ تھی ۔ دروازے کی
دوسری طرف ایک خاصا بڑا کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا اور بڑی
سی مہاگنی کی بنی ہوئی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک گینڈے نما سیاہ فام
بیٹھا ہوا تھا ۔ اس کا سر گنجا تھا اور آنکھیں چھوٹی تھیں لیکن ان میں تیز
چمک تھی ۔ اس کا قد درمیانہ تھا لیکن چہرہ خاصا بڑا تھا ۔

" بیٹھو "....... رچرڈ نے وہیں بیٹھے بیٹھے جولیا اور صالحہ سے کہا تو وہ
دونوں میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئیں ۔

" تمہارا تعلق کس تنظیم سے ہے "....... رچرڈ نے آگے کی طرف
جھکتے ہوئے کہا ۔

" تنظیم ۔ کیا مطلب ۔ ہم تو سیاح ہیں "....... جولیا نے منہ بناتے
ہوئے کہا ۔

" تو پھر تمہارا تعلق کسی سرکاری ایجنسی سے ہو گا ۔ جھوٹ بولنے

کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بغیر خصوصی تربیت کے عورتیں اس انداز میں نہیں لڑ سکتیں۔ ادھر دیکھو۔ یہ بڑی سکرین ہے۔ اس پر ہال واضح نظر آ رہا ہے اور جیسے ہی تم نے ٹریگر کو تھپڑ مارا تو میں نے چونک کر تمہیں دیکھ لیا اور پھر میرے سامنے تم نے ساری کارروائی کی"...... رچرڈ نے کہا۔

"ہم نے مارشل آرٹ کی تربیت اپنی حفاظت کے لئے حاصل کی ہوئی ہے۔ ہمارا کسی تنظیم یا ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو سوچا تھا کہ تم سچ سچ بتا دو گی لیکن لگتا ہے تمہارے اندر سے اگلوانا پڑے گا"...... رچرڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی کٹک کٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی چھت سے سرخ رنگ کی شعاعیں ایک لمحے کے لئے جولیا اور صالحہ پر پڑیں اور ان دونوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں سے روح نکل گئی ہو۔ وہ وہیں کرسیوں پر ڈھیلی پڑ گئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور شوٹر اندر داخل ہوا۔ صالحہ اور جولیا دیکھ سکتی تھیں، سوچ سکتی تھیں لیکن حرکت نہیں کر سکتی تھیں۔

"شوٹر۔ اپنے ساتھیوں کو بلاؤ اور ان دونوں کو ٹارچنگ روم میں لے جاؤ اور پھر ان سے سچ اگلواؤ کہ یہ دراصل کون ہیں اور کس مقصد سے بلیک کلب میں آئی ہیں۔ پھر تفصیلی رپورٹ میرے سامنے پیش کرو"...... رچرڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... شوٹر نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

"بہتر ہے کہ تم سب کچھ خود بتا دو ورنہ شوٹر عورتوں کے معاملے میں بھیڑیئے سے بھی زیادہ بے رحم ثابت ہوتا ہے"...... رچرڈ نے جولیا اور صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا لیکن ظاہر ہے جولیا اور صالحہ اس کی بات کا کوئی جواب نہ دے سکتی تھیں اس لئے وہ خاموش رہیں۔ تھوڑی دیر بعد شوٹر کے ساتھ ایک اور لحیم شحیم آدمی اندر آیا اور پھر شوٹر نے جولیا کو اور اس کے ساتھی نے صالحہ کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور واپس مڑ گئے۔ راہداری سے گزر کر ہال کو کراس کرتے ہوئے وہ دوسری طرف پہنچے اور پھر ایک اور راہداری میں داخل ہو کر وہ ایک تہہ خانے نما بڑے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا۔ ایک دیوار کے ساتھ زنجیریں لٹک رہی تھیں۔ جولیا اور صالحہ کو زمین پر لٹا دیا گیا اور پھر ان دونوں نے مل کر پہلے جولیا کو اور پھر صالحہ کو ان زنجیروں میں جکڑ دیا۔ ان کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے۔ ان کے تمام جسموں کا بوجھ ان کے بازوؤں پر تھا۔ جولیا اور صالحہ دونوں کے ذہنوں میں اپنے آپ کو اس انداز میں باندھنے پر بے حد غصہ تھا کیونکہ خواتین کو اس انداز میں باندھنا نسوانیت کی توہین تھی لیکن ظاہر ہے شوٹر اور اس کے ساتھی دونوں کا تعلق جس طبقے سے تھا وہ ایسی اخلاقی باتوں کا سوچ بھی نہ سکتے تھے۔

"گوتھر جا کر بوتل لے آؤ تا کہ ان کی بے حسی دور ہو سکے"۔ شوٹر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور دوسرا آدمی جسے گوتھر کہا گیا تھا

سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر کمرے کے ایک کونے میں موجود لوہے کی الماری کھول کر اس نے الماری سے ایک لمبی گردن والی بوتل اٹھائی اور پھر الماری بند کر کے وہ مڑا اور پہلے جولیا کے قریب پہنچ کر اس نے بوتل کو زور سے ہلایا اور پھر اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے بوتل کا دہانہ جولیا کی ناک سے لگا دیا۔ جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے بوتل میں سے نکلنے والی گیس اس کے پورے جسم میں اترتی چلی جا رہی ہو۔ چند لمحوں کے بعد اس کی قوت پوری طرح بحال ہو گئی تو وہ اپنے پیروں پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ گوتھر نے بوتل کا ڈھکن بند کر کے اسے ایک بار پھر ہلایا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ صالحہ کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر دیا اور پھر واپس مڑ کر اس الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر بوتل کو واپس اس میں رکھا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس آ گیا۔ اب جولیا اور صالحہ دونوں اپنے قدموں پر کھڑی تھیں لیکن ان کے بازو چونکہ اوپر زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے اس لئے ان کے دونوں بازو ان کے سروں کے اوپر جکڑے ہوئے تھے۔

" ہاں۔ اب سچ بول دو ورنہ کوڑے کھا کھا کر تمہارا یہ نرم و نازک جسم ریشوں میں بدل جائے گا"....... شوٹر نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے جولیا اور صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جو سچ تھا وہ ہم نے بتا دیا تھا اور کیا سچ پوچھنا چاہتے ہو اور سنو۔ تمہاری بچت اسی میں ہے کہ ہمیں فوراً ان زنجیروں سے رہا کر دو ورنہ

ہم تمہاری اور تمہارے اس چوہے باس رچرڈ کی بوٹیاں اڑا دیں گی"....... جولیا نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا۔ البتہ اس کی انگلیاں کپڑوں میں موجود بٹنوں کو مسلسل تلاش کر رہی تھیں۔ یہی کام صالحہ بھی کر رہی تھی۔

" یہ پاگل ہیں شوٹر۔ یہ آسانی سے زبان نہیں کھولیں گی۔ مجھے اجازت دو پھر تم دیکھنا کہ یہ کس طرح طوطے کی طرح بولنے لگ جائیں گی"....... گوتھر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اب ایسا ہی کرنا ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ لے آؤ کوڑا اور شروع ہو جاؤ۔ جب تک یہ زبان نہ کھولیں ان پر کوڑے برساؤ"....... شوٹر نے تیز لہجے میں کہا تو گوتھر کی آنکھوں میں ایسی چمک آ گئی جیسے اسے کسی پسندیدہ کام کرنے کی اجازت مل گئی ہو۔ وہ تیزی سے مڑ کر الماری کے ساتھ والی دیوار کی طرف بڑھا جہاں دیوار پر مختلف انداز کے کوڑے لٹکے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی مختلف سائز کے خنجر بھی موجود تھے۔ جولیا مسلسل کوشش کر رہی تھی مگر بٹن ٹریس ہی نہ ہو رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ حد درجہ گھٹیا ذہن کے لوگ ہیں اس لئے وہ ان پر کوڑے برسانے میں ایک لمحے کے لئے بھی نہ ہچکچائیں گے۔

" یہ کپڑے کیسے ہیں جولیا۔ ان کے بٹن ہی نہیں ہیں"....... اسی لمحے صالحہ نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

" ہاں۔ مجھے بھی نہیں مل رہے لیکن ہم نے بہرحال ہاتھ باہر

نکالنے ہیں"...... جولیا نے بھی فرانسیسی زبان میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" یہ تم کیا باتیں کر رہی ہو اور کس زبان میں"...... شوٹر نے یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" ان کڑوں کے بٹن تو تم نے ہمارے سامنے لگائے تھے لیکن اب یہ بٹن مل ہی نہیں رہے۔ ہم اس بارے میں بات کر رہی تھیں"۔ جولیا نے کہا تو شوٹر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ گوتھر ایک خاردار کوڑا اٹھائے واپس آتے ہوئے جولیا کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تمہاری انگلیاں مسلسل بٹن تلاش کر رہی ہیں لیکن تمہیں ناکامی ہی ہوتی ہے کیونکہ یہ بٹن بند تو انسانی ہاتھ سے ہو جاتے ہیں لیکن کھلتے ریموٹ سے ہیں اور ریموٹ الماری میں پڑا ہوا ہے اس لئے یہ بٹن کسی صورت نہیں کھل سکتے"...... شوٹر نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں کے چہرے لٹک گئے۔ اب ان کے لئے ان کڑوں سے ہاتھ نکالنا تقریباً ناممکن ہو چکا تھا کیونکہ یہ کڑے ٹائٹ تھے۔

" شروع ہو جاؤ گوتھر اور دونوں کو ادھیڑ ڈالو"...... شوٹر نے کہا۔

" نہیں۔ پہلے ایک پھر دوسری کیونکہ ایسا موقع پھر نہیں ملے گا"...... گوتھر نے بدمعاشوں کے سے انداز میں کہا اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑے ہوئے کوڑے کو ہوا میں چٹخانے لگا۔

" سنو۔ میں تمہیں اب سب کچھ بتا دینا چاہتی ہوں"...... جولیا

نے کہا۔

" اچھا۔ بڑی جلدی عقل آ گئی ہے تمہیں۔ تو بتاؤ"...... شوٹر نے مڑ کر کہا۔

" میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ تم دونوں دنیا کے سب سے بڑے احمق ہو اور یہی سچائی ہے"...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تم۔ تمہاری یہ جرأت۔ تم نے مجھے احمق کہا ہے"...... شوٹر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے مسخ سا ہو گیا تھا اور یہی حشر گوتھر کا ہوا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس طرح آگے بڑھے جیسے وہ ان دونوں کو دیوار سے لگا کر کچل دیں گے اور پھر جیسے ہی وہ دونوں قریب آئے جولیا نے یکلخت اپنے جسم کو ہاتھوں میں موجود زنجیروں کو پکڑ کر اوپر کو اٹھایا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں جڑی ہوئی ٹانگیں پوری قوت سے شوٹر کے چوڑے سینے پر مار دیں اور شوٹر جو غصے کی وجہ سے تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا چیختا ہوا اچھل کر پیچھے ہٹا تو جولیا نے زنجیریں چھوڑ دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے یکلخت جھکولا سا کھایا اور اس کا مڑا ہوا جسم فضا میں اڑتا ہوا سائیڈ پر موجود گوتھر کی طرف مڑا جو بڑی حیرت سے مڑ کر شوٹر کو دیکھ رہا تھا کہ جولیا کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے گوتھر سے ٹکرائے اور گوتھر بھی گھومتا ہوا نیچے جا گرا جبکہ اس دوران شوٹر تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ جولیا کا جھکولے کھاتا ہوا جسم دوبارہ گھوما

اور اس بار اس کے جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے شوٹر سے ٹکرائے اور شوٹر ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے گرا ہی تھا کہ یکلخت جولیا کے دونوں ہاتھ کڑوں سے باہر آئے اور زنجیروں کے ساتھ جھولتی ہوئی جولیا جیسے اڑتی ہوئی ہال کے درمیان میں جا پہنچی اور پھر سامنے والی دیوار کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ دیوار پر رکھ کر اپنے آپ کو دیوار سے ٹکرانے سے روکنے کی کوشش کی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑی اور پھر اس نے شوٹر اور گوتھر دونوں کو مڑ کر حیرت سے خود کو دیکھتے پایا۔

"کیا ہوا تمہیں"...... جولیا نے چیخ کر کہا اور پھر وہ بالکل اسی طرح تیزی سے آگے بڑھی کہ اس سے پہلے کہ وہ دونوں ذہنی طور پر سنبھلتے جولیا ان کے قریب پہنچ گئی اور اس کے ساتھ ہی جولیا پارے کی طرح تڑپی اور دوسرے لمحے وہ دونوں چیختے ہوئے فرش پر جا گرے گوتھر کے ہاتھ میں کوڑا موجود تھا۔ اس نے اٹھتے ہوئے اسے بھی جھپٹ لیا تھا لیکن اچانک نیچے گرنے کی وجہ سے کوڑا اس کے ہاتھ سے گر گیا تھا اور جولیا جس نے اچھل کر بیک وقت دونوں کے سینوں پر پیر مارے تھے الٹی قلابازی کھا کر سیدھی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں وہ کوڑا آ چکا تھا۔ اس بار شوٹر نے جیب سے مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کی اور وہ اٹھنے کے ساتھ ساتھ اسے جیب سے نکالنے میں کامیاب ہو گیا لیکن جولیا کا بازو گھوما اور کمرہ شوٹر اور گوتھر دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مشین پسٹل کوڑا لگنے سے شوٹر کے

ہاتھ سے نکل کر سائیڈ دیوار کے قریب را تھا۔ جولیا نے یکلخت ایک بار پھر کوڑا مارا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر پارے کے انداز میں تڑپی اور پلک جھپکنے میں س دیوار کے قریب پہنچ چکی تھی جہاں مشین پسٹل موجود تھا۔ اس وتھر نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا لیکن وہ اسے چلانے کی حسرت دل میں لئے جولیا کی گولیوں کا شکار ہو کر ہلاک ہو گیا۔ جولیا نے اس پر گولیوں کی بارش کر دی تھی جبکہ شوٹر نے خوفزدہ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا دیئے تھے لیکن اس کا ایسا کرنا اس کے کام نہ آ سکا کیونکہ جولیا نے ہاتھ کا رخ بدلا اور ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے شوٹر کے جسم پر گولیاں بارش کی طرح برسنے لگیں اور جب جولیا کو یقین ہو گیا کہ وہ دونوں ختم ہو گئے ہیں تو اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور مشین پسٹل جیب میں ڈال لیا۔ پھر وہ آگے بڑھی اور کونے میں موجود الماری کھول کر اس میں سے اس نے ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ اٹھایا اور واپس آ کر جب اس نے اس کا بٹن پریس کیا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی نہ صرف صالحہ کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے بلکہ وہ کڑے جن میں جولیا کے ہاتھ جکڑے ہوئے تھے وہ بھی خود بخود کھل گئے۔

"یہ کیا کیا تم نے۔ کس طرح تمہارے ہاتھ آزاد ہو گئے تھے"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کڑے کافی ٹائٹ تھے اس لئے آسانی سے ہاتھ باہر نہ آ سکتے تھے اور ریموٹ کنٹرول کے بغیر ظاہر ہے کھل نہیں سکتے تھے۔ اب دو

صورتیں تھیں ۔ ایک تو یہ کہ مجھے اس قدر پسینہ آئے کہ میں اپنے ہاتھ ان کڑوں سے نکال سکوں لیکن اتنا پسینہ اس وقت آ سکتا تھا جب مجھے کوڑوں سے پیٹا جاتا لیکن پھر ظاہر ہے مجھ میں اتنی ہمت ہی نہ رہتی کہ میں کوئی جدوجہد کر سکتی اس لئے میں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور زنجیروں کے ساتھ اپنے جسم کو جھکولے دینے شروع کر دیئے ۔ ساتھ ہی میں نے شوٹر اور گوتھر دونوں کے خلاف جدوجہد شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے جدوجہد کرنے کی وجہ سے پسینہ بھی آگیا اور زور دار جھکولوں کی وجہ سے میرے بھیگے ہوئے ہاتھ خود بخود پھسل کر کڑوں سے باہر آگئے "...... جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" حیرت انگیز ۔ اس قدر ہارڈ پلاننگ اور وہ پوری بھی ہو گئی "۔ صالحہ نے کہا تو جولیا مسکرا دی۔

" کوشش کرنا ہمارا کام ہوتا ہے صالحہ ۔ رزلٹ وہی نکلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنت ضائع کر دے جبکہ ہم ہوں بھی حق پر ۔ آؤ اب اس رچرڈ سے بھی دو دو ہاتھ ہو جائیں "...... جولیا نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

" اسے کسی طرح یہاں کال کر لو ۔ وہاں اس کے آفس میں تو نجانے کیا کیا سسٹم موجود ہوں گے "...... صالحہ نے کہا۔

" وہ یہاں نہیں آئے گا ورنہ وہ ہم دونوں کو اس طرح ان دونوں

کے حوالے کر کے اطمینان سے نہ بیٹھا رہتا ۔ اب ہم اس سے ہوشیار رہیں گی ۔ آؤ ۔ ہال سے ہم نے اس انداز سے گزرنا ہے کہ کسی کو ہم پر کوئی شک نہ پڑے "...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" اوہ ۔ میری جیب تو خالی ہے ۔ مجھے بھی مشین پسٹل اس شوٹر کی جیب سے لینا ہو گا "...... اچانک صالحہ نے کہا تو جولیا دروازہ کھولتے کھولتے رک گئی۔

" ہاں لے لو اور اسے چیک بھی کر لینا ۔ خالی نہ ہو "...... جولیا نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر مڑ کر وہ دوڑتی ہوئی شوٹر کی لاش کے پاس پہنچی ۔ اس نے اس کے لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی ۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل نکال چکی تھی ۔ یہ وہ مشین پسٹل تھا جو رچرڈ کے آفس میں داخل ہونے سے پہلے صالحہ نے اسے دیا تھا جو اس نے جیب میں ڈال لیا تھا اس کے باوجود صالحہ نے اسے چیک کیا اور پھر مطمئن ہو کر وہ مڑی اور مشین پسٹل اس نے جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ جولیا کے پاس پہنچ گئی۔

" اوکے "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" یس ۔ اوکے "...... صالحہ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے دروازہ کھولا اور باہر آ گئی ۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی باہر آ گئی ۔ جولیا نے مڑ کر دروازہ بند کر کے اس کے لاک کا بٹن پریس کر کے

اسے لاکڈ کر دیا۔ ہال میں ویسی ہی گہما گہمی تھی لیکن وہاں مسلح افراد نظر نہ آرہے تھے۔ جولیا اور صالحہ اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئیں ہال کراس کر کے اس راہداری کے سامنے پہنچ گئیں جہاں پہلے دو مسلح افراد موجود تھے لیکن اب وہ بھی وہاں موجود نہ تھے۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ دونوں آگے بڑھ گئیں۔ دروازہ بند تھا لیکن اس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب بھی نہیں جل رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ رچرڈ آفس میں موجود نہیں ہے لیکن جولیا رکنے کی بجائے آگے بڑھتی چلی گئی۔ پھر اس نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور جولیا اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے صالحہ تھی۔ تھوڑی دیر بعد جولیا نے اس آفس کی نہ صرف پوری تلاشی لے لی بلکہ عقب میں موجود کمرے کو بھی وہ چیک کر چکی تھی۔ میز کی دراز میں ایک فائل موجود تھی جس میں اس گروپ کے بارے میں تمام تفصیلات موجود تھیں۔ اس نے اس فائل کو موڑ کر جیکٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے اسے باہر سے قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دیں۔ شاید دروازہ پوری طرح بند نہ تھا۔ جولیا اور صالحہ دروازے کی سائیڈ میں دیوار سے لگ کر کھڑی ہو گئیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی گینڈے نما رچرڈ جیسے ہی اندر داخل ہوا جولیا نے پیر آگے کر دیا اور تیزی سے اندر داخل ہوتا ہوا رچرڈ چیختا ہوا اچھل کر سامنے موجود کرسیوں سے ٹکرا کر پہلو کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ جولیا نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا جبکہ صالحہ

نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ بند کر دیا اور پھر اس سے پہلے کہ رچرڈ اٹھ کر کھڑا ہوتا جولیا نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے رچرڈ کے ڈھول نما سینے پر گولیاں بارش کی طرح برسنے لگیں اور وہ اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا لیکن جب تک اس کے جسم میں حرکت رہی تب تک جولیا نے ٹریگر سے انگلی نہ ہٹائی۔

" اس سے پوچھ گچھ نہیں کرنی تھی"...... صالحہ نے اس کی فائرنگ رکتے ہی کہا۔

" نہیں۔ اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس جو فائل ہے اس میں اس گروپ کی تمام تفصیلات موجود ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ لیکن اب ہم نے باہر بھی جانا ہے اور اب تو باہر راہداری میں بھی وہ لوگ موجود ہوں گے جن کے سامنے ہمیں بے حس و حرکت کر کے اٹھا کر لے جایا گیا تھا۔ پھر"...... صالحہ نے کہا۔

" میں نے عقبی کمرے کا جائزہ لیا ہے۔ اس میں سے ایک خفیہ راستہ باہر جاتا ہے۔ آؤ میرے ساتھ "...... جولیا نے کہا اور پھر واقعی تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ ایک تنگ سی گلی میں پہنچ گئیں۔ پھر وہ جیسے ہی ایک مین بازار میں پہنچیں انہیں وہ ٹیکسی ڈرائیور مارتھا ایک دکان سے باہر آتی دکھائی دی۔

" ارے تم واپس نہیں گئی مارتھا"...... جولیا نے اس سے

مخاطب ہو کر کہا تو وہ چونک کر ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔

" اب جا رہی ہوں ۔ کافی عرصے بعد ادھر آئی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ ایک پرانے دوست سے ملاقات کر لوں ۔ تم بتاؤ ۔ انجوائے ہو رہا ہے "...... مارتھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔ ہم نے لمبی رقم جیت لی ہے اور اب ہم نے واپس جانا ہے سنو ۔ پہلے ڈبل کرایہ دیا تھا اب تین گنا کیونکہ تم بھی ہماری جیت میں شامل ہو "...... جولیا نے کہا تو مارتھا کا چہرہ فرط مسرت سے کھل اٹھا ۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں مارتھا کی ٹیکسی میں بیٹھیں واپس جا رہی تھیں ۔ جولیا نے جیب سے فائل نکال کر اسے پڑھنا شروع کر دیا اور پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔

" مارتھا "...... جولیا نے کہا۔

" یس "...... مارتھا نے عقبی آئینے میں سے جولیا کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

" تم نے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ ہم نے کہاں جانا ہے "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" وہیں جہاں سے تم نے ٹیکسی لی تھی ۔ اسی کالونی میں رہتی ہوں گی تم "...... مارتھا نے جواب دیا۔

" نہیں ۔ وہاں تو ہم کسی سے ملنے گئی تھیں ۔ تم نے ہمیں روز گارڈن کے سامنے ڈراپ کرنا ہے "...... جولیا نے کہا۔

" اوہ اچھا "...... مارتھا نے جواب دیا ۔ صالحہ نے چونک کر کچھ کہنا

چاہا لیکن جولیا نے اس کا ہاتھ دبا کر اسے خاموش کر دیا ۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی روز گارڈن کے گیٹ کے قریب جا کر رک گئی تو جولیا نے جیب سے دو بڑے نوٹ نکال کر مارتھا کے ہاتھ میں دے دیئے اور مارتھا نے خوش ہو کر اس کا شکریہ ادا کیا ۔ جولیا نے جو کچھ اسے دیا تھا وہ شاید اس کی توقع سے کہیں زیادہ تھا اور پھر جولیا اور صالحہ مڑ کر روز گارڈن کی سائیڈ روڈ کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔

" یہ سب کیا کر رہی ہو "...... صالحہ نے کہا۔

" رچرڈ تو صرف احکامات دینے والا تھا ۔ اصل آدمی جونز ہے ۔ اس کے کلب کا نام روز کلب ہے اور وہ روز گارڈن کی سائیڈ روڈ پر ہے اور جب تک ہم اس کا خاتمہ نہیں کریں گی تب تک ہمارا مقصد پورا نہیں ہو سکتا ۔ ابھی چونکہ اسے رچرڈ کی موت کا علم نہیں ہوا ہو گا اس لئے وہ اپنی جگہ پر مطمئن ہو گا "...... جولیا نے کہا۔

" کیا تم نے اس کے بارے میں فائل میں پڑھا ہے "...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک تین منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ گئیں ۔ عمارت اپنی طرز تعمیر سے پرانے دور کی دکھائی دیتی تھی اور اس پر روز کلب کا جہازی سائز کا بورڈ موجود تھا ۔ کلب کا دروازہ کھلا ہوا تھا ۔ البتہ اندر شیشے کا بنا ہوا دروازہ باہر سے نظر آ رہا تھا۔

" آؤ "...... جولیا نے کہا اور سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اوپر جانے لگی تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کی پیروی کی ۔ دونوں شیشے

کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں تو ہال میں چند افراد موجود تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کلب بند ہو۔ ایک طرف کاؤنٹر تھا جس پر ایک آدمی موجود تھا۔ جولیا اس کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔ کاؤنٹر پر کھڑا آدمی ان دونوں کو دیکھ کر حیران سا نظر آرہا تھا۔

" یس میڈم "...... اس آدمی نے جولیا سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میرا نام مارگریٹ ہے اور یہ میری فرینڈ ہے صوفیہ۔ ہم نے جونز سے ملنا ہے "...... جولیا نے کہا۔

" کیا آپ کی ملاقات طے ہے "...... کاؤنٹر مین نے پوچھا۔

" نہیں "...... جولیا نے جواب دیا۔

" تو پھر سوری۔ باس بغیر ملاقات طے کئے کسی سے نہیں ملتے "۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا تو جولیا نے جیکٹ کی جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑی مالیت کا نوٹ موجود تھا۔ اس نے نوٹ کاؤنٹر مین کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

" اوہ۔ اوہ اچھا "...... کاؤنٹر مین نے چونک کر قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے نوٹ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

" دائیں ہاتھ پر ایک راہداری ہے جس کے آخر میں باس کا آفس ہے۔ باہر موجود دربان کو آپ نے کہنا ہے کہ ٹیری نے آپ کو بھیجا ہے لیکن باس کے سامنے آپ نے میرا نام نہیں لینا "...... کاؤنٹر مین

نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ شکریہ "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور دائیں طرف کو بڑھ گئی۔ صالحہ نے اس کی پیروی کی۔ راہداری میں ایک مسلح آدمی موجود تھا۔ اس نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا۔

" ہمیں ٹیری نے بھیجا ہے "...... جولیا نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

" یس میڈم "...... مسلح دربان نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں راہداری کے آخر میں موجود بند دروازے پر رک گئیں۔ دروازے کے ساتھ جنرل مینجر کی نیم پلیٹ موجود تھی جس پر جونز کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور جولیا اطمینان بھرے انداز میں اندر داخل ہوئی۔ دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا لیکن دوسرے لمحے سائیڈ پر موجود دروازے کے اندر لائٹ دیکھ کر وہ مسکرا دی۔ یہ یقیناً واش روم تھا۔ صالحہ کے اندر آنے کے بعد جولیا نے مڑ کر اسے دروازہ لاک کرنے کے لئے کہہ دیا۔ ویسے دروازے کا بھاری پن بتا رہا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ صالحہ نے دروازہ لاک کر دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی جس کے سر پر گنجان بالوں کا گچھا سا تھا پینٹ کو ایڈجسٹ کرتا ہوا باہر آیا۔ اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی جیکٹ پہنی ہوئی تھی لیکن باہر آتے ہی جب اس کی نظریں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھی ہوئیں

جولیا اور صالحہ پر پڑیں تو وہ اس طرح آنکھیں جھپکا جھپکا کر انہیں دیکھنے لگا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آرہا ہو۔

" اطمینان سے بیٹھ جاؤ جونز۔ ہم تمہارا تصور نہیں بلکہ حقیقت میں یہاں موجود ہیں "...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" تم ۔ تم کون ہو ۔ کس طرح یہاں تک پہنچ گئی ہو "...... جونز نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ میز کی دوسری طرف موجود ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔

" اسے چھوڑو۔ اپنی بات کرو۔ تم رچرڈ گروپ کے عملی انچارج ہو اس لئے تمہیں ایسی چھوٹی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہئے "۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو جونز بے اختیار اچھل پڑا۔

" تم کون ہو اور تم نے یہ حوالہ کیوں دیا ہے "...... جونز نے اور زیادہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ابھی تک رچرڈ کی ہلاکت کی اطلاع نہیں ملی اور سنو ۔ اپنے ہاتھ اوپر کر لو ورنہ "...... جولیا نے یکلخت انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں اب مشین پسٹل نظر آنے لگ گیا تھا اور جونز نے یکلخت میز کی دراز کی طرف جاتا ہوا اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

" تم کون ہو ۔ باس کے بارے میں یہ غلط بات کیوں کی تم نے "...... جونز نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" اوہ ۔ باس کا فون "...... جونز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا جبکہ صالحہ نے جو فون کے قریب تھی خود ہی ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" یس ۔ جونز سپیکنگ "...... جونز نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" بلیک کلب سے رابرٹ بول رہا ہوں جونز "...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو جونز بے اختیار چونک پڑا۔

" تم نے کیوں اس خاص فون پر کال کیا ہے "...... جونز نے غور سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" چیف رچرڈ کو ان کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ دو ایکریمین عورتیں چیف کے آفس میں پہنچیں تو چیف نے انہیں بے ہوش کر کے شوٹر اور اس کے ساتھی گوتھر کے حوالے کر دیا تاکہ وہ ان سے بلیک روم میں پوچھ گچھ کر سکیں ۔ پھر وہ دونوں عورتیں بلیک روم سے نکل کر چیف کے آفس میں پہنچ گئیں ۔ پھر باہر موجود کسی کو معلوم ہی نہ ہو سکا اور چیف کو ہلاک کر دیا گیا اور وہ دونوں عورتیں وہاں سے خفیہ راستے سے نکل کر غائب ہو گئیں ۔ چیف کے علاوہ بلیک روم میں شوٹر اور گوتھر کی لاشیں بھی ملی ہیں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کیا ان عورتوں کو تلاش کیا گیا ہے یا نہیں "...... جونز نے پوچھا۔

" ہاں ۔ یہ دونوں آئی بھی مارتھا کی ٹیکسی میں تھیں اور واپس بھی اس کی ٹیکسی میں گئی ہیں ۔ مارتھا نے بتایا ہے کہ واپسی پر اس نے انہیں روز گارڈن کے سامنے ڈراپ کیا تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ٹھیک ہے ۔ میں ابھی گروپ کو ان کی تلاش پر لگا دیتا ہوں لیکن اب بلیک کلب کا کیا ہو گا"...... جونز نے کہا۔

" یہ تو تم نے سوچنا ہے کیونکہ چیف کی ہلاکت کے بعد تم خودبخود کلب کے مالک بھی بن گئے ہو اور چیف بھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ہاں ۔ ٹھیک ہے ۔ میں تمام انتظامات کر کے آؤں گا ۔ تب تک تم یہ سب سنبھالو ۔ آج سے تم میرے نائب ہو"...... جونز نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تھینک یو چیف"...... دوسری طرف سے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو جونز نے رسیور رکھ دیا۔

" تو تم نے واقعی چیف رچرڈ کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا ہے ۔ ویری سٹرینج"...... جونز نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

" اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ اگر تمہارا چیف اور اس کے خاص آدمی شوٹر اور گوتھر ہلاک ہو سکتے ہیں تو تمہیں تو انتہائی آسانی سے گولی ماری جا سکتی ہے"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

" تم ۔ تم کیا چاہتی ہو ۔ تم مجھے مت مارو ۔ تم بے حد خطرناک ہو"...... جونز نے اس بار قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا ۔ وہ ظاہری طور پر خاصا فائٹر ٹائپ آدمی نظر آتا تھا لیکن شاید چیف رچرڈ، شوٹر اور گوتھر کی ہلاکت کا سن کر وہ ذہنی طور پر مرعوب ہو گیا تھا۔

" تم بلیک گروپ کے انچارج ہو اور یہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں کو ہلاک کرنے کے لئے کام کر رہا ہے اور عورتوں اور مردوں کا یہ گروپ کافرستان سے ایک فلائٹ کے ذریعے ولنگٹن پہنچا اور پھر غائب ہو گیا"...... جولیا نے کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ تو تمہارا تعلق اس گروپ سے ہے ۔ میرا مطلب عمران اور اس کے ساتھیوں سے"...... جونز نے تقریباً اچھلتے ہوئے کہا۔

" ہم سے کچھ مت پوچھو ۔ جو میں پوچھ رہی ہوں اس کا جواب دو"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

" ہاں ۔ ہم چیف کے حکم پر کام کر رہے ہیں"...... جونز نے جواب دیا۔

" تو سنو ۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو ہمارے سامنے اپنے گروپ کو اس مشن سے ہٹا لو ورنہ میری جیب میں وہ فائل موجود ہے جس میں تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے سارے گروپ کے بارے میں تفصیلات موجود ہیں ۔ تم سمیت تمہارے تمام ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں ۔ اب چیف رچرڈ ختم ہو چکا ہے ۔ اس لئے اب اس کا حکم بھی ختم اور اس نے جس سے معاہدہ کیا ہو گا وہ بھی ختم ۔ میں حلف دیتا ہوں کہ اب اس پر کام نہیں ہو گا"...... جونز نے کہا۔

"ہمارے سامنے اس بات کو کنفرم کرو"...... جولیا نے کہا تو جونز نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے ۔ آخر میں اس نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا ۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی اور پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہارڈی بول رہا ہوں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جونز بول رہا ہوں"...... جونز نے کہا۔

"یس باس ۔ حکم"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیا رپورٹ ہے اس گروپ کے بارے میں ۔ ٹریس ہوا ہے یا نہیں"...... جونز نے پوچھا۔

"باس ۔ ہم ابھی تک انہیں ٹریس کر رہے ہیں لیکن یہ گروپ ابھی تک کہیں نظر نہیں آیا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو سنو ۔ چیف رچرڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب میں چیف بن چکا ہوں اور میں نے اس گروپ کو ٹریس کرنے کا معاہدہ ختم کر دیا ہے"...... جونز نے کہا۔

"چیف رچرڈ ہلاک کر دیا گیا ہے ۔ اوہ ۔ اوہ ۔ یہ کیسے ہو گیا

باس"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"باس نہیں ۔ چیف"...... جونز نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم اس معاملے میں مت سوچو ۔ یہ ہمارا کام ہے ۔ تم اپنے پورے گروپ کو فوری طور پر اس مشن سے ہٹا لو"...... جونز نے کہا۔

"یس چیف ۔ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں ابھی اور فوراً ۔ اب اس بارے میں مزید کوئی اقدام نہیں کرنا"...... جونز نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب تو تم مطمئن ہو"...... جونز نے کہا تو جولیا اٹھ کھڑی ہوئی اس کے ساتھ ہی صالحہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور جونز بھی ایک جھٹکے سے اٹھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ پوری طرح کھڑا ہوتا جولیا کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل نے گولیاں اگلنا شروع کر دیں اور جونز سینے پر گولیاں کھا کر چیختا ہوا کرسی پر گرا اور پھر گھوم کر نیچے جا گرا ۔ جولیا نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"اب یہ دوبارہ ہمیں ٹریس کرنے کا حکم نہ دے سکے گا"...... جولیا نے کہا۔

"ہمیں پھر بھی میک اپ تبدیل کرنا ہو گا۔ اس مارتھا سے انہوں نے تمام معلومات حاصل کر لی ہوں گی"...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تمہارے صاحب نے کہا ہے کہ اسے ڈسٹرب نہ کیا جائے"۔ باہر موجود دربان سے جولیا نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب وہ دونوں کاؤنٹر کے قریب سے گزریں تو کاؤنٹر پر ٹیری موجود نہ تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں ٹیکسی میں بیٹھیں اور واپس اس کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھیں جہاں ان کی رہائش تھی۔

بلیک ہیڈ لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج کرنل سٹارک اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کا یہ آفس فرنٹ لیبارٹری پر تھا۔ بلیک ہیڈ کے دراصل دو حصے تھے۔ ان میں سے ایک فرنٹ لیبارٹری کہلاتا تھا۔ یہ عام سی لیبارٹری تھی اور یہاں وہی سب کچھ ہوتا تھا جو عام سی لیبارٹریوں میں ہوتا ہے جبکہ دوسرا حصہ بیک لیبارٹری کہلاتا تھا۔ یہ لیبارٹری اس جزیرے سے ہٹ کر سمندر کے اندر ایک چھوٹے سے ٹاپو پر زیر زمین بنی ہوئی تھی۔ اوپر گھنا جنگل تھا اور چھوٹی چھوٹی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جبکہ چاروں طرف گہرے سمندر میں نرک کی بڑی بڑی اور گھنی جھاڑیاں تھیں۔ یہ زہریلی کانٹے دار جھاڑیاں تھیں اور ان جھاڑیوں میں انتہائی خوفناک زہریلے سانپ اور اژدھے کثیر تعداد میں رہتے تھے۔ اصل کام بیک لیبارٹری میں ہوتا تھا لیکن اس ٹاپو پر ڈاج دینے کے لئے محکمہ موسمیات کا اسٹیشن تھا لیکن اس

اسٹیشن پر کام کرنے والوں کو بھی اس بیک لیبارٹری کے بارے میں علم نہیں تھا کیونکہ اس بیک لیبارٹری میں فرنٹ لیبارٹری سے آبدوز کے ذریعے خفیہ راستے سے آمد و رفت رہتی تھی جس کا علم اوپر رہنے والوں کو نہیں ہوتا تھا ۔ ویسے یہ تمام تر حفاظتی انتظامات فرنٹ لیبارٹری کے لئے کئے جاتے تھے تاکہ اصل لیبارٹری کی طرف کسی کی توجہ نہ جائے ۔ کرنل سٹارک اس فرنٹ لیبارٹری کے سیکورٹی آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی ۔ یہ سیٹلائٹ فون تھا اور اس کا سراغ کسی صورت نہ لگایا جا سکتا تھا سوائے اس کے کہ کسی کے پاس اس کا مخصوص نمبر ہوتا ۔ کرنل سٹارک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

" یس ۔ کرنل سٹارک بول رہا ہوں "....... کرنل سٹارک نے کہا۔

" راڈرک بول رہا ہوں باس ۔ گرین ویلی سے "....... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی ۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

" یس ۔ کوئی خاص بات جو کال کی ہے "....... کرنل سٹارک نے چونک کر پوچھا۔

" باس ۔ گرین ویلی میں سرتھری کی طرف سے باقاعدہ آفس بنایا گیا تھا اور پورا گروپ انتہائی جدید ترین آلات کی مدد سے یہاں ہر طرف موجود تھا تاکہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچیں تو ان کا خاتمہ کیا جا سکے "....... راڈرک نے کہا۔

" تم یہ سب باتیں پہلے بھی بتا چکے ہو ۔ پھر کیوں دوہرا رہے ہو "....... کرنل سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔

" جناب ۔ میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ لوگ اچانک واپس چلے گئے ہیں "....... راڈرک نے کہا تو کرنل سٹارک بے اختیار چونک پڑا۔

" واپس چلے گئے ہیں ۔ کیوں ۔ کوئی وجہ "....... کرنل سٹارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہی تو حیرت کی بات ہے جناب ۔ وہ پہلے تو کہتے تھے کہ ہم پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر کے جائیں گے لیکن پھر اچانک سب کچھ ختم کر کے وہ غائب ہو گئے ہیں "....... راڈرک نے کہا۔

" سنو ۔ ہمارا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ہم نے اپنی ڈیوٹی دینی ہے ۔ پاکیشیائی ایجنٹ اول تو یہاں آئیں گے ہی نہیں اور اگر آئے بھی تو لامحالہ گرین ویلی سے وہ کوئی لانچ یا مچھلی کے ٹرالر کے ذریعے لیبارٹری پہنچیں گے ۔ تم نے مجھے اطلاع دینی ہے "....... کرنل سٹارک نے کہا۔

" وہ کیسے پہنچ سکتے ہیں باس ۔ لیبارٹری کے گرد تو انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں "....... راڈرک نے کہا۔

" ہمارے خیال میں تو وہ نہیں پہنچ سکتے لیکن بہرحال وہ کوشش تو کریں گے اور ہم نے انہیں ہلاک کرنا ہے اس لئے تم نے چوکنا رہنا ہے "....... کرنل سٹارک نے کہا۔

" یس باس "....... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل سٹارک نے

رسیور رکھ دیا۔

" یہ لوگ کیوں چلے گئے ہوں گے ۔ کیا خطرہ ختم ہو گیا ہے "...... کرنل سٹارک نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" مجھے معلوم ہونا چاہئے تاکہ میں اطمینان سے رہ سکوں "۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

" یس "...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" کرنل لارج سے بات کراؤ۔ میں بلیک ہیڈ سے کرنل سٹارک بول رہا ہوں "...... کرنل سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر۔ ہولڈ کریں "...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" کرنل لارج بول رہا ہوں "...... چند لمحوں بعد کرنل لارج کی آواز سنائی دی ۔ لہجہ سپاٹ تھا۔

" کرنل لارج مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ سر تھری کا جو گروپ گرین ویلی میں پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کر رہا تھا اسے واپس بلا لیا گیا ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے "...... کرنل سٹارک نے کہا۔

" آپ کو کس نے اطلاع دی ہے "...... کرنل لارج کی آواز سنائی دی۔

" میرے آدمی وہاں موجود تھے "...... کرنل سٹارک نے جواب دیا۔

" کرنل سٹارک ۔ آپ کے آدمیوں کو ہمارے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے ۔ ہم سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ہم ظاہر کچھ کرتے ہیں اور کام کچھ کرتے ہیں اس لئے کبھی ہمارے آدمی آپ کو اوپن دکھائی دیں گے اور کبھی غائب اس لئے آپ اپنا کام کریں اور ہمیں اپنا کام کرنے دیں "...... کرنل لارج نے جواب دیا۔

" تو آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ ہی سیکرٹ ایجنٹ ہیں ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ مجھے اگر اتنی اہم لیبارٹری کا سیکورٹی چیف بنایا گیا ہے تو کیا میرا کوئی تعلق سیکرٹ ایجنسی سے نہیں رہا ۔ میں نے آٹھ سال ٹاپ ایجنسیوں میں گزارے ہیں "...... کرنل سٹارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" آئی ایم سوری کرنل سٹارک ۔ میرا مطلب آپ کی توہین کرنا نہیں تھا ۔ صرف آپ کو یہ بتانا تھا کہ ضروری نہیں کہ ہم ہر وقت سامنے رہیں ۔ آپ اپنا کام کریں اور ہم اپنا کام کرتے رہیں گے ۔ گڈ بائی "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل سٹارک نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا ۔ اس کے چہرے پر ابھی تک غصے کے تاثرات تھے کیونکہ کرنل لارج نے اس سے اس انداز میں بات کی تھی جیسے اس کی کوئی اہمیت ہی نہ ہو ۔ ابھی وہ پوری طرح اپنے غصے پر قابو نہ پا سکا تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... کرنل سٹارک نے کہا۔

"جناب ڈیفنس سیکرٹری صاحب سے بات کریں"....... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل سٹارک بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ڈیفنس سیکرٹری اس کا براہ راست باس تھا ۔ ایکریمیا کی تمام بڑی لیبارٹریاں جن میں کسی بھی دفاعی فارمولے پر کام ہو رہا ہو وہ ڈیفنس سیکرٹری کے تحت تھیں۔

"یس سر۔ کرنل سٹارک بول رہا ہوں"....... کرنل سٹارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل سٹارک ۔ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک ہیڈ لیبارٹری پر حملہ کرنے کے لئے ایکریمیا پہنچ چکی ہے آپ کی حفاظتی تیاریوں کی کیا پوزیشن ہے"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر۔ بلیک ہیڈ لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات ناقابل تسخیر ہیں اگر وہ لوگ یہاں تک پہنچ گئے تو پھر ان کی موت یقینی ہے"۔ کرنل سٹارک نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"یوں تو ایکریمیا میں داخل ہوتے ہی انہیں ہلاک کرنے کے لئے سر تھری تنظیم کو ٹاسک دے دیا گیا ہے اور سر تھری کا کرنل لارج ایسے معاملات میں بے حد کامیاب ایجنٹ رہا ہے لیکن ہمیں ایسی اطلاعات ملی ہیں جن سے ہمیں خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ شاید وہ سر تھری کے قابو نہ آسکیں اس لئے ہم نے آپ سے براہ راست بات کی ہے"....... ڈیفنس سیکرٹری نے گول مول سے انداز میں کہا تو کرنل

سٹارک بے اختیار چونک پڑا۔

"جناب ۔یہاں گرین ویلی میں سر تھری نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنے اور انہیں ہلاک کرنے کا باقاعدہ سیٹ اپ بنایا تھا لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ سیٹ اپ ختم کر کے ان کے آدمی واپس چلے گئے ہیں جس پر میں نے کرنل لارج سے فون پر بات کی لیکن وہ الٹا ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ اپنا کام کریں اور ہم اپنا کام کریں گے"....... کرنل سٹارک نے کہا۔

"اوہ ۔اس کا مطلب ہے کہ ہمیں جو اطلاعات مل رہی ہیں وہ مبالغہ پر مبنی نہیں ہیں"....... ڈیفنس سیکرٹری نے بے ساختہ لہجے میں کہا۔

"کیسی اطلاعات ہیں جناب"....... کرنل سٹارک نے کہا۔

"ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ کرنل لارج نے اس کام کے لئے بلیک گروپ کی خدمات حاصل کی تھیں لیکن بلیک گروپ کا چیف رچرڈ اپنے بلیک کلب کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کا نمبر ٹو جونز جو اس گروپ کا عملی انچارج تھا اسے بھی اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور کرنل لارج بھی اب عملی اقدامات سے پیچھے ہٹ گیا ہے"....... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہوتا رہا ہے جناب یہاں بہرحال وہ لوگ ہلاک کر دیئے جائیں گے"....... کرنل سٹارک نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں ۔ مجھے یاد آیا۔ آپ کو معلوم ہے کہ بلیک ہیڈ لیبارٹری کا کوئی سپیشل وے ایسا ہے جس کے ذریعے آپ کے علم میں لائے بغیر لیبارٹری کا کوئی سائنس دان باہر آکر واپس جا سکے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"نہیں سر۔ تمام راستوں پر سائنسی اقدامات ہیں اور انسان تو ایک طرف چھوٹی سی مکھی بھی ہماری نظروں میں آئے بغیر اور ہماری اجازت کے بغیر گزر نہیں سکتی جناب"...... کرنل سٹارک نے کہا۔

"آپ کا رابطہ ڈاکٹر جوزف سے ہے"...... ڈیفنس سیکرٹری نے پوچھا۔

"نو سر۔ وہ بیک لیبارٹری میں کام کرتے ہیں جبکہ ہم فرنٹ لیبارٹری میں ہیں اور بیک لیبارٹری اور فرنٹ لیبارٹری کا آپس میں رابطہ صرف بیک لیبارٹری سے فرنٹ لیبارٹری میں آنے والی مخصوص آبدوز کے ذریعے ہوتا ہے۔ البتہ وہاں جتنے بھی حفاظتی اقدامات کئے گئے ہیں وہ سب آٹومیٹک ہیں اور ان کا کنٹرول بیک لیبارٹری میں ہی ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں سر"...... کرنل سٹارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر جوزف نے صدر اسرائیل سے کسی پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر عبدالرشید کو لانے کی باقاعدہ اجازت حاصل کی ہے کیونکہ ان کے بغیر بلیک ہیڈ فارمولا کی تکمیل میں آنے والی سائنسی رکاوٹ دور نہیں ہو سکتی اور صدر صاحب نے اجازت بھی دے دی ہے اور مجھے

بھی بتا دیا کہ میں آپ کو کہہ دوں کہ آپ ڈاکٹر عبدالرشید کی آمد میں کوئی مداخلت نہ کریں"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا۔

"ابھی تک تو انہوں نے رابطہ نہیں کیا۔ بہرحال میں آپ کی ہدایات کا خیال رکھوں گا"...... کرنل سٹارک نے کہا۔

"آپ نے ہر طرح سے محتاط اور ہوشیار رہنا ہے اور آپ نے اپنے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں کرنا۔ سپر تھری کیا کرتی ہے اور کیا نہیں اس سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر بلیک ہیڈ لیبارٹری کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری تمام تر آپ پر ہو گی۔ گڈ بائی"...... ڈیفنس سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل سٹارک نے رسیور رکھا اور انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تمام سیکورٹی شعبوں کو کہہ دو کہ آج سے ریڈ الرٹ ہو گا"۔ کرنل سٹارک نے کہا۔

"اس کی کوئی مدت بھی فکسڈ ہے یا نہیں جناب"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"تاحکم ثانی"...... کرنل سٹارک نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ وہ اب ڈاکٹر جوزف سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا بیک لیبارٹری سے فون پر رابطہ نہ تھا لیکن پھر یہ سوچ کر وہ مطمئن ہو گیا

کہ جب ڈاکٹر جوزف نے کسی کو یہاں لانا ہوگا تو لامحالہ وہ خود ہی رابطہ کرے گا کیونکہ کرنل سٹارک کے خیال کے مطابق بغیر اس کی اجازت کے کوئی مکھی بھی فرنٹ لیبارٹری یا بیک لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتی تھی۔

کمرے میں ڈاکٹر عبدالرشید کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔اس کی پیشانی پر غور و فکر کی لکیریں نمایاں تھیں کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹر جوزف اندر داخل ہوا۔

" خوش آمدید ڈاکٹر عبدالرشید ۔ یہ بلیک ہیڈ لیبارٹری ہے"۔ ڈاکٹر جوزف نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا مجھے اس انداز میں یہاں لانا ضروری تھا کہ مجھے وہاں بے ہوش کیا جائے اور پھر یہاں لا کر ہوش میں لایا جائے ۔ کیا تمہیں مجھ پر اعتماد نہیں ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے عصیلے لہجے میں کہا۔

" اس میں تمہاری توہین مطلوب نہیں تھی ڈاکٹر عبدالرشید ۔ اس لیبارٹری کا سپیشل وے اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ یہاں بے ہوش ہوئے بغیر کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کوئی باہر جا

سکتا ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" یہ کیا بات ہوئی ۔ تم مجھے پاگل سمجھتے ہو"...... ڈاکٹر عبدالرشید کے لہجے میں غصے کی شدت مزید بڑھ گئی تھی۔

" آؤ میرے ساتھ ۔ میں تمہیں لیبارٹری بھی دکھاؤں پھر تم خود اپنی آنکھوں سے وہ سسٹم بھی دیکھ لو کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے ویسے میری بات پر یقین نہیں کرنا۔ آؤ میرے ساتھ "...... ڈاکٹر جوزف نے اُٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر انہیں پوری لیبارٹری کا چکر لگانے میں بیس منٹ لگ گئے کیونکہ لیبارٹری کا کام کرنے والا حصہ ایک بڑے ہال پر مشتمل تھا جہاں اٹھارہ کے قریب مشینیں نصب تھیں جبکہ ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا کیبن تھا جہاں ایک بڑی سی میز پر ایک بڑی سی مستطیل شکل کی مشین موجود تھی۔

" لیبارٹری تو بڑی شاندار اور جدید ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

" اس لیبارٹری پر بے حد محنت کی گئی ہے ڈاکٹر عبدالرشید"۔ ڈاکٹر جوزف نے کہا اور پھر اس نے اسے پوری تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"یہاں کتنے سائنس دان ہیں"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے پوچھا۔

" مجھ سمیت سات تھے ۔ اب تمہارے ساتھ مل کر آٹھ ہو گئے ہیں آؤ تمہیں ان سے ملواؤں ۔ پھر اکٹھے بیٹھ کر چائے پیئیں گے اور آئندہ

کا لائحہ عمل بھی سوچیں گے"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

" پہلے تم مجھے وہ طریقہ بتاؤ جس کے متعلق تم نے کہا تھا کہ بغیر بے ہوشی کے یہاں سے نہ کوئی جا سکتا ہے اور نہ کوئی آ سکتا ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

" آؤ"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا اور پھر ڈاکٹر عبدالرشید کو لے کر وہ شیشے والے کمرے سے نکل کر بڑے ہال میں آیا اور پھر ایک مشین کی طرف بڑھ گیا جس کے سامنے ایک نوجوان اونچے سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔

" فلپ"...... ڈاکٹر جوزف نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر"...... فلپ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ ڈاکٹر عبدالرشید ہیں ۔ میرے بہنوئی بھی ہیں اور جس فیلڈ میں ہم کر رہے ہیں اس فیلڈ کے ٹاپ سائنس دان ہیں ۔ انہیں غصہ اس بات پر ہے کہ انہیں باہر سے یہاں بے ہوش کر کے کیوں لایا گیا ہے ۔ تم انہیں عملی طور پر بتاؤ کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے"۔ ڈاکٹر جوزف نے فلپ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس سر"...... فلپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا ۔ مشین کی سکرین پر جھماکے سے ہونے لگے اور پھر ایک جھماکے کے ساتھ ہی سکرین پر ایک تابوت نما کشتی نظر آنے لگی۔

"سر۔ اسے منی سب میرین کہا جاتا ہے"...... فلپ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے چھوٹی آبدوز"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

"یس سر۔ یہ مکمل کمپیوٹرائزڈ ہے۔ اس میں صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی گنجائش ہے۔ اسے اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ انتہائی گہرائی میں بھی سفر کرنے کے باوجود اس میں موجود آدمی کی پانی کے بے حد دباؤ کی وجہ سے موت واقع نہیں ہوتی لیکن وہ بے ہوش ہو جاتا ہے لیکن اگر اسے پانی کے اندر دباؤ کی وجہ سے بے ہوشی کا سامنا کرنا پڑے تو پھر اس کا دوبارہ ہوش میں آنا بعض اوقات ناممکن ہو جاتا ہے اس لئے اس منی سب میرین میں آدمی کو بے ہوش کر کے لٹایا جاتا ہے۔ اس طرح وہ محفوظ انداز میں سفر کر کے یہاں پہنچ جاتا ہے"...... فلپ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس سب میرین کی پوری سائنسی تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"لیکن ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ صاف اور سیدھے راستے سے کیوں نہیں کسی کو لایا یا بھجوایا جا سکتا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

"میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس لیبارٹری کے تمام راستے اس وقت تک سیلڈ کر دیئے گئے ہیں جب تک بلیک ہیڈ مکمل نہیں ہو جاتا"...... اس بار ڈاکٹر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے بلیک ہیڈ بہرحال ایک سائنسی فارمولا ہے اور دنیا بھر میں سائنسی فارمولوں پر کام ہوتا رہتا ہے اور ہو رہا ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید

نے کہا۔

"اس فارمولے کو حاصل کرنے کے لئے پاکیشیا بہت بے چین ہو رہا ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ کر لیبارٹری کو تباہ کرنے اور فارمولا لے جانے کے لئے کام کر رہی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ سروس دنیا کی سب سے تیز سروس ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"لیکن پاکیشیا یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس فارمولے سے کیا تعلق۔ یہ تو بہت ایڈوانس فارمولا ہے جبکہ پاکیشیا میں تو ایسی لیبارٹریاں ہی نہیں ہیں جہاں اس فارمولے پر کام ہو سکے"۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہو گا کوئی مسئلہ۔ یہ اعلیٰ حکام کے مسائل ہیں۔ ویسے بھی پاکیشیا یہودیوں کا دشمن نمبر ایک ہے۔ جہاں بھی اسے یہودیوں کی کامیابی نظر آئے وہ خواہ مخواہ اس معاملے میں کود پڑتا ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس بے حد تیز ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا جیسی سپر پاور اور باوسائل ملک کی سروس کے مقابلے میں پاکیشیا جیسے پسماندہ ملک کی سروس کیا کر سکتی ہے۔ اس کے باوجود تم لوگ اس طرح خوفزدہ نظر آ رہے ہیں جیسے وہ واقعی بے حد خطرناک ہو"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ڈاکٹر صاحب ۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ اس کا سربراہ ایک فری لانسر ایجنٹ ہے جس کا نام علی عمران ہے ۔ وہ بے حد خطرناک ایجنٹ ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے اور پھر ہنستے ہی چلے گئے۔

" کیا ہوا"...... مشین آپریٹر نے جلدی سے ڈاکٹر عبدالرشید کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

" خطرناک اور علی عمران ۔ ارے وہ تو مسخرہ ہے مسخرہ ۔ وہ خطرناک ۔ ہا ۔ ہا ۔ ہا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے ایک بار پھر قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

" آپ جانتے ہیں"...... ڈاکٹر جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آگیا تھا کہ اگر ڈاکٹر عبدالرشید اس خطرناک ایجنٹ سے مل چکے ہیں تو پھر کہیں دوبارہ اس سے رابطہ نہ کریں لیکن پھر اسے فوراً خیال آگیا کہ اب ڈاکٹر عبدالرشید زندہ تو واپس نہیں جا سکتے ۔ ان کی موت یہیں ہو گی اور ان کی لاش گوشت خور مچھلیوں کی خوراک بنا کر ہمیشہ کے لئے غائب کر دی جائے گی اس لئے وہ قدرے مطمئن ہو گیا تھا۔

"ہاں ۔ میں اس سے ملا ہوں ۔ انتہائی معصوم سا آدمی ہے مسخرہ سا ۔ مزاحیہ باتیں کرنے والا اور تم کہہ رہے ہو کہ وہ بے حد خطرناک ہے ۔ یہ واقعی اس صدی کا سب سے بڑا لطیفہ ہے"۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی اور ہو ۔ ایک نام کے کئی افراد بھی ہو سکتے ہیں"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

" ہاں ۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا ۔ بہرحال مجھے بتاؤ کہ یہ بوٹ کس طرح باہر جاتی ہے ۔ کتنی گہرائی میں جاتی ہے اور کہاں پہنچتی ہے ۔ کون اسے وہاں وصول کرتا ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" آپ کیوں اس قدر تفصیل سے معلوم کرنا چاہتے ہیں"۔ ڈاکٹر جوزف نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اس لئے کہ میں مطمئن ہو سکوں کہ کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں تم مجھے باہر بھجوا سکتے ہو ورنہ میری جان کو خطرہ ہو گا تو پھر میں ذہنی سکون کے ساتھ یہاں کام نہ کر سکوں گا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے جواب دیا تو ڈاکٹر جوزف نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی ۔ مشین آپریٹر فلپ ساتھ ساتھ سکرین پر یہ سب کچھ دکھا بھی رہا تھا۔

" اوکے ۔ اب میں مطمئن ہوں ۔ آؤ"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا تو ڈاکٹر جوزف نے بھی اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے ڈاکٹر عبدالرشید کے مطمئن ہونے پر اس کو کوئی کامیابی مل گئی ہو۔

" ارے یہ سلنڈر ۔ یہ تو شاید لازائم گیس کے سلنڈر ہیں ۔ یہ کس کام آتے ہیں ۔ یہ تو انتہائی خطرناک گیس ہے ۔ اس کو آگ لگ جائے تو یہ سائنائیڈ سے بھی زیادہ زہریلی گیس بن جاتی ہے ۔

ایک لمحے میں سب جانداروں کو ہلاک کر دیتی ہے اور اگر اس کی
زیادہ مقدار پھیل جائے تو یہ پھٹ کر ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیتی
ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

" آپ کو تو اس بارے میں بہت کچھ معلوم ہے"...... ڈاکٹر
جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" میں نے اس پر ایک تحقیقاتی مقالہ پڑھا تھا جو مجھے اب تک یاد
ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

" مجھے تو معلوم نہیں کہ اسے یہاں کیوں رکھا گیا ہے۔ شاید
یہاں بلیک ہیڈ کے بعد کسی ایسے فارمولے پر کام کرنا ہو گا جس میں
یہ گیس کام آتی ہو گی"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید
نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ساری لیبارٹری کو دیکھنے کے بعد ڈاکٹر
عبدالرشید نے ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد بلیک ہیڈ پر کام کرنے
کی حامی بھر لی۔

" ڈاکٹر عبدالرشید۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ آپ کو اس سائنسی
رکاوٹ کو دور کرنے میں کتنا وقت لگے گا"...... ڈاکٹر جوزف نے
ڈاکٹر عبدالرشید کو ان کے کمرے تک پہنچانے کے بعد واپس جانے
سے پہلے پوچھا۔

" عرصہ نہیں۔ ایک دو روز میں ہی کام ہو جائے گا۔ میں نے
سب سمجھ لیا ہے۔ اب صرف عملی طور پر کام کرنا ہے"...... ڈاکٹر
عبدالرشید نے کہا۔

" اوکے۔ آپ ایک گھنٹہ آرام کر لیں پھر کام شروع کریں گے"۔
ڈاکٹر جوزف نے کہا اور ڈاکٹر عبدالرشید کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ
مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

" ہونہہ۔ تو یہ یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہے۔
اچھا ہوا جو مجھے پتہ چل گیا۔ اب میں اس فارمولے کو تیار کر کے اس
کی مائیکرو فلم ساتھ لے جاؤں گا اور اس لیبارٹری کو بھی تباہ کر دوں
گا۔ میں اب اس منی سب میرین کی پوری کارکردگی سمجھ گیا ہوں"۔
ڈاکٹر عبدالرشید نے آرام کرسی پر لیٹنے کے انداز میں پشت سے سر ٹکا
کر آنکھیں بند کر کے سوچا۔ اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے والا
مسئلہ کھٹک رہا تھا لیکن اس کا حل بھی اس نے سوچ لیا تھا۔ اس نے
سوچا تھا کہ وہ اسے گہرائی سے اوپر لے جائے گا اور تھوڑی دیر بعد وہ
ذہن میں فارمولا یہاں سے نکالنے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کی پوری
منصوبہ بندی کر چکا تھا۔ اب صرف عمل کرنے کا مرحلہ باقی رہ گیا
تھا اور اسے اطمینان تھا کہ جو کچھ اس نے سوچا ہے ویسے ہی ہو گا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت گرین ویلی کی ایک پرائیویٹ رہائش گاہ میں موجود تھا۔ وہ ولنگٹن سے براہ راست یہاں پہنچے تھے اور یہاں ایک اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے انہوں نے یہ رہائش گاہ حاصل کی تھی۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے اور ان کے پاس کاغذات بھی اصل تھے جو ولنگٹن سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ کے ذریعے بنوائے گئے تھے۔ ولنگٹن میں انہیں خطرہ سرتھری سے تھا لیکن جولیا اور صالحہ نے نہ صرف رچرڈ کو ہلاک کر دیا تھا بلکہ اس کے نمبر ٹو اور عملی آدمی جونز کا بھی خاتمہ کر دیا تھا اور جونز کے ذریعے فون پر انہوں نے باقی گروپ کو بھی کام کرنے سے روک دیا تھا۔ اس طرح جولیا اور صالحہ نے اپنی ہمت سے سرتھری کا یہ یقینی خطرہ چونکہ دور کر دیا تھا اس لئے عمران اپنے ساتھیوں سمیت اطمینان سے گرین ویلی پہنچ گیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ سرتھری

کے انچارج کرنل لارج کا گروپ یہاں ان کے خلاف کام کرنے کے لئے موجود تھا۔ گرین ویلی ایک بندرگاہ تھی اور بلیک ہیڈ لیبارٹری جس جزیرے پر واقع تھی اس جزیرے کا فاصلہ یہاں سے تین سو ناٹ تھا اور تین سو ناٹ اتنا فاصلہ تھا کہ بغیر تیز رفتار لانچ کے اسے کسی صورت کراس نہیں کیا جا سکتا تھا اور عمران جانتا تھا کہ کرنل لارج اور اس کا گروپ سیکرٹ ایجنٹوں کی طرح تربیت یافتہ ہے اس لئے لامحالہ انہوں نے یہاں سے جانے والی تمام لانچوں پر کڑی نگاہ رکھی ہوئی ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ گرین ویلی کے مواصلاتی ٹاور کے ذریعے انہوں نے یہاں سے بلیک ہیڈ جزیرے تک خصوصی فضائی نگرانی کا بندوبست بھی کر رکھا ہو۔ یہ سب باتیں عمران کے پیش نظر تھیں اور اس وقت وہ سب کمرے میں بیٹھے اسی موضوع پر بات چیت کر رہے تھے کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ یہاں ان کا کوئی ایسا شناسا نہ تھا جو اس طرح آ کر کال بیل بجا سکتا۔ وہ خود بھی ایئرپورٹ سے دو دو کر کے علیحدہ علیحدہ پہلے نیشنل پارک پہنچے تھے جبکہ اس دوران عمران نے اس رہائش گاہ کا بندوبست کیا تھا اور پھر اس کی کال پر وہ سب علیحدہ علیحدہ یہاں آئے تھے اس لئے یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کسی کو ان پر شک پڑ گیا ہو اور اگر ایسا ہوا بھی ہو تو وہ لوگ اس طرح کال بیل بجا کر تو نہ آ سکتے تھے۔

" میں دیکھتا ہوں"....... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا اور تیزی سے

مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

" کون ہو سکتا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے ۔ باقی سب کے چہروں کی بھی یہی حالت تھی ۔ ان سب کی نظریں دروازے پر اور کان باہر سے آنے والی آواز پر لگے ہوئے تھے ۔ پھر پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی ۔ تھوڑی دیر بعد دو آدمیوں کے قدموں کی آوازیں ابھریں تو عمران بے اختیار چونک پڑا ۔ اس کا مطلب تھا کہ صفدر اطمینان بھرے انداز میں آنے والے کو یہاں لا رہا تھا ۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور صفدر مطمئن چہرے کے ساتھ اندر داخل ہوا ۔ اس کے پیچھے آنے والے کو دیکھ کر عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ یہ ٹائیگر تھا ۔ گو اس نے میک اپ کر رکھا تھا لیکن اس کے باوجود وہ صاف پہچانا جاتا تھا۔

" تم ٹائیگر یہاں ۔ کیا مطلب ۔ تم تو ناراک میں تھے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یس باس ۔ میں ناراک سے ہی یہاں آ رہا ہوں"...... ٹائیگر نے سلام کرنے کے بعد کہا اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

" تم نے ہمیں کیسے تلاش کر لیا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں اسٹیٹ ایجنٹوں کی تعداد چار ہے ۔ میں نے باری باری ان چاروں کو چیک کیا ۔ ایک نے مجھے بتایا کہ مسٹر مائیکل کو اس

نے رہائش گاہ مہیا کی ہے اور اس رہائش گاہ کا پتہ بتایا تو میں سمجھ گیا کہ آپ لوگ اس کوٹھی میں رہائش پذیر ہیں اس لئے میں یہاں آ گیا"...... ٹائیگر نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کہ اب میرا یہ نام بھی میرے پہلے نام کی طرح بدنام ہو چکا ہے ۔ اب اسے بھی بدلنا ہو گا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" باس ۔ کرنل لارج کو میں نے پیچھے ہٹا دیا ہے ۔ اب یہاں کرنل لارج کا کوئی آدمی موجود نہیں ہے جبکہ لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج کرنل سٹارک کا ایک آدمی یہاں موجود تھا ۔ میں نے اسے بھی ٹریس کر کے ختم کر دیا ہے اور میں یہی بتانے حاضر ہوا ہوں ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے ایک بڑی اور طاقتور لانچ کا بندوبست کر لیا ہے جس سے آپ آسانی سے بلیک ہیڈ پہنچ جائیں گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" تم بہت بڑا دعویٰ کر رہے ہو ۔ کرنل لارج کو پیچھے ہٹانے کا مطلب ہے کہ کرنل لارج ابھی تک زندہ ہے ۔ پھر وہ کیسے پیچھے ہٹ گیا ۔ تفصیل سے بات کرو اور تم یہاں گرین ویلی میں کیسے پہنچ گئے"...... عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے ناراک میں کرنل لارج کے برج وے رہائشی پلازہ کے فلیٹ میں مسٹر اینڈ مسز ہارج کے نام سے رہنے کے ساتھ ساتھ وہاں جانے اور پھر وہاں

ہونے والے تمام واقعات کی تفصیل بتا دی ۔اس نے کرنل لارج
سے ہونے والی خوفناک فائٹ کی بھی پوری تفصیل بتائی اور ساتھ
ہی یہ بھی بتا دیا کہ اس نے کرنل لارج کو زندہ چھوڑ کر اس سے یہ
وعدہ لے لیا تھا کہ وہ اپنے آدمیوں سمیت بلیک ہیڈ مشن سے پیچھے
ہٹ جائے گا ۔اس کے بعد اس نے معلومات حاصل کیں تو اسے پتہ
چل گیا کہ کرنل لارج نے وعدہ کے مطابق ولنگٹن واپس جانے اور
گرین ویلی سے اپنا گروپ واپس منگوا لیا ہے ۔اس کے ساتھ ساتھ
اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ کرنل لارج کے ولنگٹن میں کام کرنے
والے خاص گروپ سیاہ فام گروپ کے خلاف مس جولیا اور مس
صالحہ نے حیرت انگیز کام کیا ہے اور ان دونوں نے رچرڈ کو اس کے
آفس میں ہلاک کر دیا ہے ۔اس کے بعد انہوں نے اس گروپ کے
عملی انچارج جونز کو بھی ہلاک کر دیا اور یہ گروپ بھی پیچھے ہٹ گیا ۔
پھر مجھے یہ اطلاع ملی کہ آپ گرین ویلی پہنچ رہے ہیں تو میں ناراک
سے سیدھا یہاں آ گیا ۔یہاں آتے ہی میں نے سب سے پہلے یہاں آپ
کے خلاف کام کرنے والے لوگوں کا پتہ چلایا اور ایک آدمی ٹریس ہو
گیا جو کرنل سٹارک کا نمائندہ تھا ۔اس سے پوچھ گچھ کر کے میں نے
اسے ہلاک کر دیا ۔ اس کے بعد میں نے اسٹیٹ ایجنٹوں سے
معلومات حاصل کیں اور یہاں آپ کے پاس پہنچ گیا"...... ٹائیگر نے
پوری تفصیل بتائی تو عمران سمیت سب کے چہروں پر اس کے لئے
تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے ۔

" گڈ شو ٹائیگر ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے ۔ گڈ شو"...... سب سے
پہلے تنویر نے اپنی عادت کے مطابق کھل کر ٹائیگر کی تعریف کرتے
ہوئے کہا اور پھر باری باری سب نے ہی اس کی تائید کر دی ۔
" تم نے واقعی کام کیا ہے اور ہمارے مشن کی سب سے بڑی
رکاوٹ دور کر دی ہے ۔ہم تمہارے آنے سے پہلے یہی سوچ رہے تھے
کہ اس گروپ کو کیسے ٹریس کیا جائے اور پھر اس کا خاتمہ کرنے کے
لئے آگے بڑھا جائے ۔ گڈ شو ۔ تم نے آگے بڑھ کر بغیر اجازت کے کام
کرنے کی کوشش کی ہے لیکن بہرحال رزلٹ اچھا رہا ہے لیکن تم یہ
ساری باتیں ٹرانسمیٹر پر بھی تو بتا سکتے تھے"...... عمران نے کہا ۔
" باس ۔ٹرانسمیٹر کال کو یہاں حکومت کی سطح پر باقاعدہ چیک کیا
جا رہا ہے اس لئے میں نے دانستہ ٹرانسمیٹر کال نہیں کی ۔ فون نمبر
مجھے معلوم نہ تھا"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا
دیا ۔
" اب جب سارا کام ہو چکا ہے تو پھر ہمیں فوری روانہ ہو جانا
چاہئے"...... جولیا نے کہا ۔
" ہمیں مخصوص اسلحہ لینا ہو گا"...... عمران نے کہا ۔
" وہ میں نے خرید کر لانچ میں پہنچا دیا ہے باس"...... ٹائیگر نے
جواب دیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا ۔
" اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے تمہارے پیچھے چلنا پڑے گا ۔وہ کیا
کہتے ہیں کہ شاگرد ہمیشہ استاد سے بڑھ جایا کرتا ہے"...... عمران نے

کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" ٹائیگر واقعی کام کرتا ہے ۔ ویسے ٹائیگر ۔ تم نے ان سب معاملات کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کر لیں ۔ عمران تو بڑی بڑی رقمیں دے کر ایسی معلومات حاصل کرتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

" مس جولیا۔ میں انڈر ورلڈ میں کام کرتا ہوں اس لئے میری انڈر ورلڈ کے لوگوں سے خاصی سلام دعا ہے اور پھر انڈر ورلڈ صرف کسی ایک ملک تک محدود نہیں ہوتی بلکہ پوری دنیا کی انڈر ورلڈ دراصل ایک ہی ورلڈ ہوتی ہے اس لئے مجھے مفت معلومات زیادہ مل جاتی ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" تم نے بلیک ہیڈ لیبارٹری اور جزیرے کے بارے میں بھی معلومات لازماً حاصل کی ہوں گی"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس ۔ گرین ویلی سے اس جزیرے کا فاصلہ تقریباً تین سو ناٹ ہے لیکن اڑھائی سو ناٹ پر ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے جسے راسکا آئی لینڈ کہا جاتا ہے ۔ اس جزیرے تک عام بوٹس اور لانچیں جاتی رہتی ہیں لیکن اس کے بعد بلیک ہیڈ جزیرے تک کوئی لانچ اور بوٹ نہیں جا سکتی ۔ نہ کوئی ہیلی کاپٹر یا جہاز اس جزیرے کے اوپر سے گزر سکتا ہے کیونکہ بظاہر یہ جزیرہ ایکریمین فوج کے قبضے میں بتایا جاتا ہے اس لئے راسکا آئی لینڈ سے ہم پچاس ناٹ تیر کر تو جا سکتے ہیں کسی

لانچ یا بوٹ پر نہیں جا سکتے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" اور ٹوائے لینڈ سے اس کا فاصلہ کتنا ہے"...... عمران نے پوچھا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

" میں نے معلوم کیا ہے ۔ ٹوائے لینڈ سے اس کا فاصلہ ڈیڑھ سو ناٹ ہے لیکن راستے میں کوئی جزیرہ نہیں آتا اور یہ پورا ایریا نو گو ایریا ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ آؤ چلیں ۔ باقی کام وہاں پہنچ کر ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ٹائیگر سمیت عمران کے سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر وہ کاروں میں سوار ہو کر گرین ویلی بندرگاہ پر پہنچ گئے ۔ یہ خاصی ترقی یافتہ اور معروف بندرگاہ تھی ۔ بڑے بڑے مال بردار جہازوں کے ساتھ ساتھ ماہی گیروں کے لئے کام کرنے والے فشنگ ٹرالرز، ماہی گیروں کی کشتیاں، لانچیں اور بوٹس سب ہی وہاں نظر آ رہی تھیں۔

" کوئی ایسا بوڑھا ماہی گیر مل جائے جو بلیک ہیڈ جزیرے تک جاتا رہتا ہو تو ہمیں خاصی مدد مل سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

" آپ یہیں رہیں ۔ میں برنارڈ کو لے آتا ہوں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

" برنارڈ ۔ وہ کون ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

" جس کی لانچ میں نے لی ہے ۔ وہ بوڑھا آدمی ہے ۔ اب صرف اپنی چار لانچیں وہ کرایہ پر دے کر گزارہ کرتا ہے ۔ وہ خود ماہی گیری

کرتا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا تھوڑی دیر بعد ٹائیگر ایک بوڑھے آدمی کو لے کر وہاں پہنچ گیا۔

"میں نے اسے بھاری رقم دے دی ہے باس۔ آپ اس سے پوچھ لیں۔ یہ سچ بولے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"جو میں جانتا ہوں جناب وہ میں سچ ہی بتاؤں گا۔ ٹائیگر صاحب نے مجھے واقعی میرے تصور سے بھی بھاری رقم دی ہے"...... بوڑھے برنارڈ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے اس جزیرے پر جانا ہے جہاں ایکریمیا کی لیبارٹری ہے"...... عمران نے کہا۔

"جہاں کرنل سٹارک سیکورٹی چیف آفیسر ہے"...... بوڑھے برنارڈ نے بے ساختہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ تم اسے کیسے جانتے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک طرف آئیے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں"...... برنارڈ نے کہا تو عمران اسے ایک طرف لے گیا۔

"ہاں۔ بتاؤ اب"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ کرنل سٹارک بے حد عیاش طبع آدمی ہے۔ وہ بے تحاشا شراب پینے کا عادی ہے اور ساتھ ہی خوبصورت اور جوان لڑکیوں کا بھی شیدائی ہے اور اس کے لئے یہ دونوں کام میں کرتا ہوں"...... برنارڈ نے جواب دیا۔

"کیسے۔ تم وہاں کیسے پہنچتے ہو جبکہ وہاں کوئی لانچ نہیں جا سکتی"۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"جناب۔ جب میں راسکا آئی لینڈ پہنچتا ہوں تو میں کرنل سٹارک کو ریڈ کاشن دے دیتا ہوں۔ وہ لیبارٹری سے ایک خصوصی لانچ بھیجتا ہے۔ اس لانچ میں شراب کا ذخیرہ اور دو لڑکیاں سوار ہوتی ہیں میں بھی لانچ پر ہی جاتا ہوں۔ پھر ان سب کو وہاں پہنچا کر اور کرنل سٹارک سے بھاری رقم لے کر اس کی لانچ میں واپس آ جاتا ہوں۔ ہر ہفتے ایسے ہی ہوتا ہے"...... برنارڈ نے کہا۔

"لیکن وہ لڑکیاں کب واپس آتی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"کبھی تو وہ پہلے ہی انہیں واپس بھجوا دیتا ہے اور کبھی میرے ساتھ اگلے ہفتے"...... برنارڈ نے جواب دیا۔

"اب تم نے کب جانا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"گزشتہ ایک ماہ سے یہ سلسلہ روک دیا گیا ہے۔ کرنل سٹارک کے بقول لیبارٹری کو کوئی خطرہ ہے۔ البتہ اس نے شراب سٹاک کر لی ہوئی ہے"...... برنارڈ نے جواب دیا۔

"ہم اگر اسکائی لینڈ سے آگے اس جزیرے تک جانا چاہیں تو کیسے جا سکتے ہیں بشرطیکہ کرنل سٹارک کو بھی اس کا علم نہ ہو سکے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ آگے کوئی لانچ یا کوئی بوٹ نہیں جا سکتی ورنہ ایک لمحے میں میزائل اسے جلا کر راکھ کر دیتا ہے"...... برنارڈ نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم تیر کر وہاں جا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب۔بہت طویل فاصلہ ہے اور شاید سمندر کے اندر بھی ان لوگوں نے کوئی خاص انتظامات کر رکھے ہوں۔البتہ ایک کام ہو سکتا ہے۔اگر آپ مجھے مزید رقم دیں"...... برنارڈ نے کہا۔

"تم طریقہ بتاؤ۔رقم بھی مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔اس جزیرے پر دو ناٹ شمال میں ایک اور چھوٹا سا ٹاپو ہے جس پر ایکریمین فوج کا مواصلاتی سنٹر ہے۔یہ چھوٹا سا ٹاپو مکمل طور پر ایکریمین فوج کے قبضے میں ہے۔وہاں کا انچارج کرنل جبرالڈ ہے۔وہ بھی کرنل سٹارک جیسا ہی ہے۔میں وہاں بھی لڑکیاں اور شراب پہنچاتا رہتا ہوں۔اس ٹاپو کے گرد نرکلوں کا جنگل ہے۔انتہائی خوفناک نرکل جس میں لاکھوں کی تعداد میں سانپ اور اژدھے ہر وقت موجود رہتے ہیں اس لئے اس ٹاپو تک کوئی لانچ یا کشتی نہیں پہنچ سکتی۔البتہ جب میری لانچ وہاں پہنچتی ہے تو میں سو میٹر پہلے ریڈ لائٹ کا تین بار اشارہ دیتا ہوں تو وہاں سے ایک کراڈ لانچ بھیجی جاتی ہے۔پھر سمندر میں ہی سامان وغیرہ کا تبادلہ ہوتا ہے اور میں واپس آ جاتا ہوں اور کراڈ لانچ بھی واپس چلی جاتی ہے"۔ برنارڈ نے جواب دیا۔

"لیکن ہم نے تو وہاں نہیں جانا۔ہم نے تو لیبارٹری والے

جزیرے پر جانا"...... عمران نے کہا۔

"میں وہی بتا رہا ہوں جناب۔آپ اس ٹاپو پر جانے کی بجائے لانچ کا رخ اس جزیرے کی طرف موڑ دیں تو شاید وہاں پہنچ جائیں کیونکہ آپ ٹاپو کی طرف سے آ رہے ہوں گے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو نہ روکیں"...... برنارڈ نے کہا۔

"کیا اس ٹاپو پر موجود فوجی باقاعدگی سے یونیفارم پہنتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔وہ یونیفارم میں ہوتے ہیں"...... برنارڈ نے جواب دیا تو عمران نے جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس میں سے پانچ بڑی مالیت کے نوٹ نکال کر برنارڈ کو دے دیئے۔

"بہت شکریہ جناب۔آپ واقعی فیاض آدمی ہیں۔اب میں آپ کو ایک راز کی بات بتا دوں جس کا علم سوائے میرے یہاں اور کسی کو بھی نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ٹاپو میں بھی زیر زمین کوئی اڈا ہے کیونکہ میں نے اکثر وہاں سے ایم ایس ایم کو بندرگاہ کی طرف جاتے یا ٹاپو کی طرف آتے دیکھا ہے"...... برنارڈ نے کہا۔

"ایم ایس ایم۔وہ کیا ہوتی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ ایک تابوت نما کشتی ہوتی ہے جو آٹومیٹک انداز میں چلتی ہے جیسے کوئی آبدوز سمندر کی تہہ میں چلتی ہے۔یہ بھی سمندر کی تہہ میں چلتی ہے۔اسے میں نے کئی بار بندرگاہ پر ابھرتے ہوئے دیکھا ہے اور

کبھی میں نے اسے اس ٹاپو سے نکل کر سمندر میں سفر کرتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس ٹاپو کے نیچے بھی کوئی خاص فوجی اڈا ہے ورنہ اس طرح یہ ایم ایس ایم کام نہ کرتی"...... برنارڈ نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلایا اور پھر اس کا شکریہ ادا کر کے اس کو روانہ کر دیا اور پھر مڑ کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

"کوئی خاص بات عمران صاحب"...... صفدر نے کہا اور عمران نے علیحدگی میں برنارڈ سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"اس راسکا آئی لینڈ پہنچ کر سوچیں گے۔ ابھی وہاں تک تو پہنچیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ برنارڈ کی یہ تجویز تو درست ہے کہ ہم پہلے اس ٹاپو تک پہنچیں اور پھر وہاں سے مڑ کر راسکا آئی لینڈ پہنچ جائیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ اس راستے سے جانے کے لئے ہمیں فوجی لانچ اور فوجی یونیفارم کا بندوبست کرنا ہو گا اور اس میں کافی وقت لگ سکتا ہے اس لئے اسے چھوڑو۔ ہم ادھر سے ہی جائیں گے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سرہلا دیئے۔ ٹائیگر چونکہ لانچ کا بندوبست پہلے ہی کر چکا تھا اس لئے وہ سب اس لانچ میں سوار ہو کر راسکا آئی لینڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ایک بڑے سے تھیلے میں پہلے ہی حساس اور مخصوص اسلحہ لانچ میں موجود تھا۔ اس خصوصی اسلحے کا انتظام بھی

ٹائیگر نے ہی کیا تھا۔

"عمران۔ ہم نے وہاں کرنا کیا ہے۔ کیا وہ فارمولا لے جانا ہے یا صرف اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"فارمولا کیسے واپس لے جائیں گے کیونکہ ہمیں اس فارمولے کے بارے میں کسی تفصیل کا علم نہیں ہے اس لئے بس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے تاکہ ساتھ ہی یہاں موجود تمام فارمولے بھی ختم ہو جائیں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے کوئی پلاننگ بنائی ہے"...... اس بار صفدر نے پوچھا۔

"پلاننگ کیا بنانی ہے۔ بس وہاں پہنچیں گے اور پھر تنویر ایکشن شروع۔ اس جزیرے پر جتنے بھی افراد ہیں ان کا خاتمہ، لیبارٹری کی تباہی اور پھر واپسی"...... عمران نے جواب دیا تو تنویر کا چہرہ چمک اٹھا اور اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

کرنل سٹارک اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل سٹارک نے کہا۔

"مشین روم سے آرنلڈ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات"...... کرنل سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آپ مشین روم میں آجائیں۔ میں آپ کو ایک منظر دکھانا چاہتا ہوں"...... آرنلڈ نے کہا تو کرنل سٹارک بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسا منظر"...... کرنل سٹارک نے چونک کر پوچھا۔

"آپ آجائیں۔ زبانی بات نہیں ہو سکتی۔ جلدی آجائیں باس۔

جزیرہ خطرے میں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ میں آرہا ہوں"...... کرنل سٹارک نے جزیرے کے خطرے میں ہونے کا سن کر تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہ آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم میں داخل ہوا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ کافی مشینیں نصب تھیں اور ان مشینوں کے سامنے سٹولوں پر ان کے آپریٹرز موجود تھے جبکہ ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا کیبن تھا جس میں مشین روم کا انچارج اور کنٹرولر آرنلڈ بیٹھا تھا۔ اس مشین روم میں چوبیس گھنٹے جزیرے کے چاروں طرف سمندر کے اوپر اس کے درمیان اور نچلی تہہ، اسی طرح آسمان کی مسلسل چیکنگ کی جاتی تھی۔ ایک مشین کا تعلق موسمیات سے تھا جو سمندر میں آنے والے طوفانوں اور زمین سے بالاتر حصوں میں آنے والی بارشوں یا طوفانی ہواؤں کے بارے میں مسلسل اطلاعات دیتی رہتی تھی۔ ایک مشین کا تعلق جزیرے کے چاروں طرف ساحلی پٹی پر موجود حفاظتی آلات کی چیکنگ سے تھا۔ ان آلات کی وجہ سے کوئی انسان یا جانور جزیرے پر کسی صورت داخل نہ ہو سکتا تھا۔ اس کام کے لئے ایک خصوصی گھاٹ بنا ہوا تھا جہاں ان لانچوں کی آمد و رفت جاری رہتی تھی لیکن اس گھاٹ پر بھی ایسے آلات نصب تھے جن کے ذریعے ہر آنے جانے والے انسان اور سامان کی تفصیلی چیکنگ ہوتی رہتی تھی

دوسرے لفظوں میں یہاں کے انتظامات اس ٹائپ کے تھے کہ یہاں
بغیر اجازت مکھی بھی داخل نہ ہو سکتی تھی۔ گو یہاں کی لیبارٹری عام
سی لیبارٹری تھی اور یہاں کسی خاص یا اہم فارمولے پر کام نہ ہوتا تھا
لیکن ظاہر یہی کیا جاتا تھا کہ یہی اصل بلیک ہیڈ لیبارٹری ہے جبکہ
اصل بلیک ہیڈ لیبارٹری ٹاپو پر تھی جہاں اوپر ایکریمین فوج کا
مواصلاتی سنٹر بنا ہوا تھا اور اس سنٹر کے لئے کام کرنے والے فوجی اور
ٹاپو پر رہنے والے فوجیوں کو بھی علم نہ تھا کہ اس ٹاپو پر زیر زمین
بلیک ہیڈ لیبارٹری کام کر رہی ہے۔ ٹاپو میں موجود خفیہ لیبارٹری
اور جزیرے کی لیبارٹری کے درمیان رابطہ صرف خصوصی آبدوزوں
کے ذریعے ہوتا تھا جس کا علم ٹاپو پر رہنے والوں کو نہ ہو سکتا تھا۔
صرف کرنل سٹارک کو اس کا علم تھا یا مشین روم کے انچارج آرنلڈ
کو اس بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ کرنل سٹارک تیز تیز قدم
اٹھاتا ہوا شیشے والے کیبن کی طرف بڑھا اور پھر جب وہ اندر داخل
ہوا تو ادھیڑ عمر آرنلڈ اس کے استقبال کے لئے کرسی سے اٹھ کر کھڑا
ہو گیا۔

" کیا ہوا ہے آرنلڈ۔ کیوں اس طرح کال کی تھی"...... کرنل
سٹارک نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" باس۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو ایک خاص منظر
دکھانا چاہتا ہوں"...... آرنلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل
سٹارک کرسی پر بیٹھ گیا۔ آرنلڈ نے بھی اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے

سامنے میز پر پڑی کنٹرولنگ مشین کے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس
کر دیئے تو سکرین پر جھماکے سے ایک منظر ابھر آیا۔ یہ ایک جزیرے
کا منظر تھا۔ آرنلڈ نے ایک ناب کو گھمایا تو جزیرے کے مناظر تیزی
سے بدلتے رہے۔ پھر ایک منظر رک گیا۔ کرنل سٹارک خاموش
بیٹھا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اور
ہرے پر تجسس کے تاثرات نمایاں تھے۔ آرنلڈ نے ایک اور ناب
مائی تو سکرین پر یہ منظر واضح اور بڑا ہو کر نظر آنے لگ گیا۔ وہاں
عورتیں اور پانچ مرد موجود تھے۔ ان کے پاس دو بڑے بڑے تھیلے
جود تھے۔ ان میں سے ایک آدمی آنکھوں سے دوربین لگائے سمندر
ے اندر کسی چیز کو دیکھنے میں مصروف تھا جبکہ باقی افراد خاموش
ڑے تھے۔

" کون ہیں یہ۔ تم کو ان پر کیا شک ہے"...... کرنل سٹارک
قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس۔ اس آدمی نے جو دوربین آنکھوں سے لگا رکھی ہے یہ عام
بین نہیں ہے بلکہ اس دوربین میں ایسے آلات اور خصوصی لینز
ہوئے ہیں جن کی مدد سے سطح سمندر سے سمندر کی انتہائی نچلی
تک کو دیکھا جا سکتا ہے"...... آرنلڈ نے کہا تو کرنل سٹارک
ک پڑا۔

" شاید یہ مچھلیوں کے سلسلے میں چیکنگ کر رہا ہو"...... کرنل
سٹارک نے کہا۔

" نہیں باس ۔ مچھلیوں کی چیکنگ کے لئے یہ دوربین استعمال نہیں ہوتی بلکہ یہ ایکریمین نیوی کے لئے خصوصی طور پر تیار کی گئی ہے تاکہ سمندر میں اگر کوئی ریز لائننگ حفاظتی اقدامات کے طور پر بچھائی گئی ہوں تو انہیں چیک کیا جاسکے "...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ یہ لوگ سمندر میں کئے گئے حفاظتی اقدامات کو چیک کر رہے ہیں "...... کرنل سٹارک نے چونک کر پوچھا۔

" یس باس ۔ میرا یہی مطلب تھا ورنہ عام سیاح اول تو اس ماہی گیروں کے جزیرے پر آتے نہیں اور اگر آئیں بھی سہی تو وہ عام دوربینیں استعمال کرتے ہیں ۔ یہ خصوصی دوربین استعمال نہیں کرتے "...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

" لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں اور کیا چاہتے ہیں "...... کرنل سٹارک نے کہا۔

" یہ تو معلوم نہیں ہے باس ۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو میں اب دوبارہ انہیں چیک کروں "...... آرنلڈ نے کہا۔

" یہ جو کچھ نظر آرہا ہے یہ کتنی دیر پہلے کا ہے "...... کرنل سٹارک نے چونک کر پوچھا۔

" جب میں نے آپ کو فون کیا تھا تو میں نے انہیں مانیٹر کیا تھا اور پھر یہ منظر خصوصی طور پر سٹل کر لیا گیا کیونکہ اتنے فاصلے پر چیکنگ مسلسل نہیں کی جاسکتی "...... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

" ٹھیک ہے ۔ چیک کرو "...... کرنل سٹارک نے کہا تو آرنلڈ نے مشین کو ایک بار پھر آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور سکرین پر ایک بار پھر جھماکے ہونے شروع ہو گئے ۔ چند لمحوں بعد ایک منظر ابھرا تو آرنلڈ کے ساتھ ساتھ کرنل سٹارک بھی بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہاں موجود گروپ جس میں دو عورتیں اور پانچ مرد تھے وہ سب جدید ترین غوطہ خوری کے لباس پہننے میں مصروف تھے۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ جزیرے پر آنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں ۔ انہیں کس طرح روکا جا سکتا ہے "...... کرنل سٹارک نے کہا۔

" یہاں پہنچ کر یہ خود ہی ہلاک ہو جائیں گے باس ۔ یہاں ساحل پٹی پر تنصیبات موجود ہیں "...... آرنلڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ یہ لوگ گھاٹ کو استعمال کریں گے ۔ سنو ۔ فوراً گھاٹ کو بلاکڈ کر دو ۔ مکمل طور پر ۔ وہاں بھی حفاظتی لائن کو اوپن کرو "...... کرنل سٹارک نے کہا۔

" یس باس "...... آرنلڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

" یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں "...... کرنل سٹارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ اس طرح اچھلا جیسے کرسی میں اچانک لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"کیا ہوا باس"...... آرنلڈ نے کرنل سٹارک کے اس طرح اچھلنے پر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ۔ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ لازماً وہی ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ واقعی وہی ہیں"...... کرنل سٹارک نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"ہو سکتے ہیں سر۔ لیکن یہ سب پھر بھی جزیرے پر تو کسی صورت نہیں پہنچ سکتے۔ یہ جزیرے تک پہنچتے ہی خود بخود ہلاک ہو جائیں گے"...... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ سر تھری انہیں نہ روک سکی۔ گرین ویلی میں ہمارے آدمی انہیں چیک نہیں کر سکے۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں لازماً ہلاک ہونا چاہئے"۔ کرنل سٹارک نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ جب سے اس کے ذہن میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا خیال آیا تھا اس وقت سے اس کا لہجہ ہی بدل گیا تھا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی اسے اندر سے چیخنے پر مجبور کر رہا ہو۔

"یہ ہلاک ہو جائیں گے باس۔ چاہے کوئی بھی کیوں نہ ہوں۔ گھاٹ بھی میں نے آف کر دیا ہے"...... آرنلڈ نے کہا۔

"انہیں یہاں تک پہنچنے میں کتنی دیر لگے گی"...... کرنل سٹارک نے اس بار قدرے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پندرہ سے بیس گھنٹے۔ بشرطیکہ یہ تیرتے ہوئے یہاں تک

پہنچیں کیونکہ اتنا فاصلہ آدمی سمندر میں مسلسل تیر نہیں سکتا"۔ آرنلڈ نے کہا اور پھر وہ یکلخت اچھل پڑا۔

"کیا ہوا"...... کرنل سٹارک نے اسے اچھلتے دیکھ کر چونک کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ ہوپر استعمال کر رہے ہیں۔ وہ دیکھیں۔ وہ سر پر لگا رہے ہیں"...... آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ ہوپر کیا ہوتا ہے"...... کرنل سٹارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ ایک خصوصی انداز کا پنکھا ہوتا ہے۔ اس کے پر مخصوص انداز کے بنے ہوئے ہیں۔ یہ پانی کے اندر انتہائی تیز رفتاری سے چلتا ہے اور پانی کو اس طرح کاٹتا ہے جیسے ہوائی جہاز کے پنکھے ہوا کو کاٹ کر پیچھے کی طرف دھکیلتے ہیں اور جہاز تیز رفتاری سے آگے بڑھتا ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ یہ سمندر کا ہوائی جہاز ہے اور اس کی وجہ سے اب انہیں یہاں پہنچنے میں زیادہ سے زیادہ تین یا چار گھنٹے لگیں گے اور اب یہ لازماً یہاں پہنچ جائیں گے کیونکہ ہوپر کے استعمال سے انہیں خود تیرنے کے لئے زور نہیں لگانا پڑے گا"...... آرنلڈ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو مکمل تیاری سے یہاں آ رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہمارے حفاظتی انتظامات کو بریک کرنے کے بھی انتظامات کر رکھے ہوں گے"...... کرنل سٹارک نے کہا۔

"یس باس اب تو مجھے بھی یہی اندازہ ہو رہا ہے ۔ ویسے باس ۔ آپ دس افراد کو تیار کرا لیں ۔ انہیں جیپیں دے دیں اور پھر ٹرانسمیٹر پر آپ انہیں اطلاع دے دیں کہ یہ لوگ کس طرف آ رہے ہیں تاکہ یہ لوگ وہاں پہنچ کر ان کا راستہ روک سکیں"...... آرنلڈ نے کہا۔

"اب ایسا ہی ہو گا لیکن تم یہ بتاؤ کہ راسکا آئی لینڈ سے یہاں تک انہیں ہلاک کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے"۔ کرنل سٹارک نے کہا۔

"جناب ۔ ساحل پٹی پر تمام انتظامات کئے گئے ہیں کیونکہ ہم نے جزیرے کو ہر قسم کی مداخلت سے محفوظ رکھنا تھا ۔ باقی سمندر میں تو ہم مداخلت نہیں کر سکتے کیونکہ یہاں سے قریب ہی ٹاپو پر ایکریمین فوج موجود ہے اور ادھر ادھر فوجی بحری مشقیں بھی ہوتی رہتی ہیں"...... آرنلڈ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اب تک تو ہم نے سب کو یہی بتایا تھا کہ کوئی مکھی بھی جزیرے میں داخل نہیں ہو سکتی ۔ کوئی قریب بھی نہیں آ سکتا"۔ کرنل سٹارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ کوئی لانچ کوئی جہاز نہیں آ سکتا ۔ کوئی ہیلی کاپٹر کوئی جہاز ہمارے جزیرے کو کراس نہیں کر سکتا ۔ ان سب کو سمندر میں ہی تباہ کر دینے کے آلات یہاں موجود ہیں لیکن سمندر کے اندر سفر کرنے والوں کا ہم کیا بگاڑ سکتے ہیں"...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ۔ تو یہ بات ہے ۔ اب میں سمجھا ۔ اس لئے یہ شاطر لوگ سمندر کے اندر سے یہاں تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ویسے ان کا خیال ہو گا کہ ہمیں ان کی آمد کا پتہ نہیں چلے گا لیکن اب وہ یقیناً مارے جائیں گے ۔ میں آدمی بھی تیار کراتا ہوں اور جیپیں بھی ۔ تم بھی اپنے تمام آلات کو چیک کر لو ۔ ہم نے ہر صورت میں ان لوگوں کا خاتمہ کرنا ہے"...... کرنل سٹارک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جناب ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے"...... آرنلڈ نے اچانک چونک کر کہا تو کرنل سٹارک جو اٹھ رہا تھا دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات"...... کرنل سٹارک نے کہا۔

"جناب ۔ اگر یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو پھر تو ان کی لاشیں ہمیں محفوظ رکھنی چاہئیں تاکہ ہم انہیں بطور ثبوت اعلیٰ حکام کو دکھا سکیں ورنہ کسی نے ہماری بات پر یقین نہیں کرنا"...... آرنلڈ نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ انہیں جزیرے پر آنے دیا جائے اور پھر ہلاک کیا جائے"...... کرنل سٹارک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔ تاکہ ان کا میک اپ واش کیا جا سکے"...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

"نہیں ۔ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے ۔ یہ اتنے خطرناک ایجنٹ ہیں کہ اگر انہیں جزیرے پر آنے کا موقع مل گیا تو یہ بازی پلٹ سکتے ہیں اور جہاں تک لاشوں کا تعلق ہے تو لاشیں سمندر سے بھی نکالی جا

سکتی ہیں اس لئے کوئی جزیرے پر نہیں آئے گا۔ ان کی موت سمندر میں ہی ہونی چاہئے "...... کرنل سٹارک نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" یس سر"...... آرنلڈ نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور کرنل سٹارک اٹھ کر مڑا اور شیشے والے کیبن سے باہر نکل گیا۔

" ویری گڈ ڈاکٹر عبدالرشید ۔ آپ واقعی سپر جینئس ہیں ۔ آپ نے سائنسی رکاوٹ دور کر دی ہے ۔ ویری گڈ ۔ اب بلیک ہیڈ کا فارمولا مکمل ہو گا اور پھر پوری دنیا کے مسلمانوں کو ہلاک ہونا پڑے گا ۔ ویری گڈ ۔ ویری گڈ ڈاکٹر عبدالرشید "...... ڈاکٹر جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مسلمانوں کو ہلاک "...... ڈاکٹر عبدالرشید نے چونک کر کہا۔ وہ اس وقت ڈاکٹر جوزف کے آفس میں موجود تھا۔

" ہاں ۔ مسلمانوں کو ہلاک ۔ لیکن تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ تم اس فارمولے کی تکمیل سے پہلے ہی مر چکے ہو گے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم میرے بہنوئی ہو لیکن تم مسلمان ہو اور میں یہودی اور میں یہ بات کیسے فراموش کر سکتا ہوں کہ تم نے میری بہن ایتھل کو ورغلا کر مسلمان کیا تھا اس لئے تمہاری کم سے کم سزا موت

ہے"...... ڈاکٹر جوزف نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل نظر آنے لگا۔ اس کے چہرے پر یکلخت سفاکی کے تاثرات اس طرح نمایاں نظر آنے لگ گئے تھے کہ جیسے وہ سائنس دان نہ ہو بلکہ کسی جیل کا جلاد ہو۔

"کیا تم واقعی مجھے ہلاک کرنے کے لئے یہاں لائے ہو"۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ تم مسلمان ہو اور میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ کسی مسلمان کو زندہ دیکھوں لیکن چونکہ مجبوری تھی کہ تم ہی یہ سائنسی رکاوٹ دور کر سکتے تھے اس لئے مجھے تمہیں یہاں لانا پڑا اور تمہاری خوشامدیں کرنا پڑیں۔ میں نے اسرائیل کے صدر صاحب سے تمہیں یہاں لانے کی باضابطہ منظوری لی تھی لیکن انہوں نے بھی اس شرط پر اجازت دی تھی کہ جب تم سے کام لے لیا جائے تو تمہیں ہلاک کر کے تمہاری لاش گوشت خور مچھلیوں کے سامنے ڈال دی جائے ورنہ اس لیبارٹری میں کسی مسلمان کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ عام آدمی کو یہاں لانا تو ایک طرف کسی کو اس بارے میں بتایا بھی نہیں جا سکتا"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔ مشین پسٹل اس نے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

"لیکن تم نے خود بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس لیبارٹری پر حملہ کرنے کے لئے چل پڑے ہیں"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا تو ڈاکٹر جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہی تو اصل ڈاج ہے۔ بلیک ہیڈ لیبارٹری یہی ہے۔ بلیک ہیڈ پر کام اس لیبارٹری میں ہو رہا ہے لیکن سامنے دوسری لیبارٹری ہے جو تھوڑے فاصلے پر جزیرے میں ہے۔ اس بلیک ہیڈ لیبارٹری کے اوپر تو ایکریمین فوج کا مواصلاتی سنٹر ہے اور وہاں بھی کسی کو معلوم نہیں ہے کہ اصل بلیک ہیڈ لیبارٹری کہاں ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ اگر کامیاب بھی ہو جائیں تو زیادہ سے زیادہ جزیرے والی لیبارٹری کو تباہ کر کے چلے جائیں گے اور مطمئن ہو جائیں گے لیکن جب بلیک ہیڈ کی مدد سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا جا رہا ہو گا تو ان کے پاس پوری دنیا میں کوئی جائے پناہ نہ ہو گی اور پھر پوری دنیا پر یہودیوں کی عظیم سلطنت قائم ہو جائے گی"...... ڈاکٹر جوزف نے کہا۔

"پاکیشیائیوں کے بارے میں تم ابھی کچھ نہیں جانتے ڈاکٹر جوزف۔ ہر پاکیشیائی اپنے وطن اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو بچانے کے لئے اپنی جان دے سکتا ہے۔ تمہارا یہ خواب ہمیشہ خواب ہی رہے گا۔ یہ فارمولا پاکیشیا کی ملکیت تھا کیونکہ اسے میں نے سوچا اور اس پر کام کیا تھا اور یہ پاکیشیا کے ہی کام آئے گا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

"تم تو ابھی مردہ ہو جاؤ گے۔ تم یہ فارمولا کیسے لے جا سکتے ہو"...... ڈاکٹر جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ یہ میری جیب میں فارمولا موجود ہے اور یہ بھی بتا دوں

کہ میں نے لازائم گیس کے ساتھ ایک خصوصی ڈی چارجر نصب کر دیا ہے۔ تم لوگ تو ادھر کا رخ ہی نہیں کرتے اس لئے تمہیں معلوم ہی نہیں ہو سکا اور یہ وائرلیس بم بھی مجھے تمہارے اسلحے خانے سے مل گیا تھا جسے تم نے بند کر رکھا ہے اور جہاں سے تم نے یہ مشین پسٹل نکال کر یہاں میز کی دراز میں رکھا ہو گا اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے منی سب میرین کے ذریعے یہاں سے نکلنے کا بھی پورا بندوبست کر لیا ہے۔ میں نے ایسے انتظامات کر لئے ہیں کہ میں راستے میں بے ہوش بھی نہیں ہوں گا اور بخیر و عافیت گرین ویلی پہنچ جاؤں گا اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے تمہارے مشین روم میں موجود اس مشین کو آپریٹ کر کے اس میں تمام کوڈز آپریٹ کر دیئے ہیں اس لئے جیسے ہی میں منی سب میرین میں اتر کر اس کا بٹن پریس کروں گا تو مشین خود بخود آپریٹ ہو جائے گی اور میں منی سب میرین کے ذریعے یہاں سے نکل جاؤں گا اور پھر گرین ویلی پہنچ کر میں ڈی چارجر کا بٹن پریس کر دوں گا تو لازائم گیس کے ذخیرے کے ساتھ نصب بم پھٹ جائے گا اور یہ زہریلی گیس پوری لیبارٹری میں پھیل جائے گی اور پھر جب اس کا دباؤ بڑھے گا تو یہ پوری لیبارٹری کو اس طرح تباہ کر دے گی جیسے اس کے اندر ایٹم بم پھٹ گیا ہو۔ پھر بتاؤ کہ کیسے یہودی بلیک ہیڈ کے ذریعے پوری دنیا کے مسلمانوں کو ہلاک کریں گے۔ بولو۔ بتاؤ"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" تم شاید ابھی تک ذہنی مریض ہو۔ تمہاری یہاں ایک ایک حرکت ہماری نگاہ میں رہی ہے۔ تمہیں اتنا وقت ہی نہیں مل سکا کہ تم یہ سب کچھ کرو"...... ڈاکٹر جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تمہاری نگرانی کرنے والی مشین کو بھی میں نے جام کر دیا تھا۔ تمہیں شاید معلوم نہیں کہ مجھے الیکٹرونکس میں بھی بے حد دلچسپی رہی ہے اس لئے ایسی مشینوں کو میں نہ صرف اچھی طرح سمجھتا ہوں بلکہ انہیں آپریٹ بھی کر لیتا ہوں۔ نگرانی کرنے والی مشین تمہیں اوکے کا سگنل دیتی رہی لیکن اس دوران میں اپنا کام کرتا رہا"۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" جو کچھ بھی ہو لیکن تم تو چھٹی کرو۔ اچھا ہوا کہ تم نے سب کچھ مرنے سے پہلے بتا دیا۔ ہم سب سنبھال لیں گے"...... ڈاکٹر جوزف نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔

"سمندر میں کوئی دفاعی لائننگ موجود نہیں ہے"...... عمران نے دوربین کو آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے جو دفاعی انتظامات کر رکھے ہیں وہ جزیرے تک ہی محدود ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"پھر تو لانچ کے ذریعے وہاں تک پہنچا جا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں ۔ سمندر کے اندر انتظامات نہیں ہیں ۔ باہر تو ضرور ہوں گے کیونکہ ماہی گیر بوڑھے برنارڈ نے مجھے بتایا ہے کہ لانچوں کو سمندر میں ہی تباہ کر دیا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہے تو پھر سمندر میں بھی انہیں حفاظتی اقدامات کرنے چاہئیں تھے"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا اس لئے نہیں کیا گیا کہ اس جزیرے سے

لیبارٹری والے جزیرے تک پچاس ناٹ یعنی تقریباً پچاس بحری میل کا فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ اتنا ہے کہ کوئی آدمی چاہے وہ کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو تیر کر نہیں پہنچ سکتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں ۔ واقعی ۔ پھر ہم کیسے پہنچ سکیں گے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"جو بات تم نے نہیں سوچی ۔ وہ بات ٹائیگر نے پہلے ہی سوچ لی تھی اس لئے وہ خصوصی اسلحے کے ساتھ ساتھ ہوپر بھی لے آیا تھا ۔ وہ پنکھا جو ہمیں خود ہی کھینچ کر جزیرے تک لے جائے گا"۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے ٹائیگر کی ذہانت پر تحسین کا اظہار کر رہا ہو۔

"باس ۔ یہ تو ضروری تھا ورنہ ہم کسی طرح بھی تیر کر اتنا طویل فاصلہ طے نہ کر سکتے تھے"...... ٹائیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے عمران نے اس کی تعریف کر کے اسے الٹا شرمندہ کر دیا ہو۔

"لیکن عمران صاحب ۔ جزیرے کے ساحل پر یقیناً حفاظتی انتظامات ہوں گے اس کے لئے آپ نے کیا پلاننگ کی ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"ابھی تو ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ وہاں کس درجے کی اور کس قسم کی تنصیبات ہیں ۔ ایک گھاٹ ایسا ہے جہاں سے لانچیں آتی جاتی ہیں ۔ وہاں ایسے انتظامات نہیں ہوں گے اس لئے اس گھاٹ پر قبضہ کر لینے کے بعد ہم آسانی سے آگے بڑھ سکیں گے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ۔اس گھاٹ کو لازماً وہ لوگ خصوصی طور پر چیک کرتے رہتے ہوں گے اس لئے میں نے ولنگٹن سے خصوصی طور پر ایون ہنڈرڈ سپر زیرو پلس آلہ منگوایا ہے ۔مجھے امید ہے کہ وہ وہاں کام دکھائے گا" ...... ٹائیگر نے کہا۔

"مجھے تو لگتا ہے کہ تم نے ابھی یہ بھی کہہ دینا ہے کہ آپ لوگوں کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے ۔بلیک ہیڈ فارمولا بھی لیبارٹری سے منگوا لیا گیا ہے" ...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"گڈ شو ٹائیگر ۔تم واقعی اب بہت آگے جانے لگ گئے ہو ۔ویری گڈ" ...... جولیا نے ٹائیگر کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں براہ راست جزیرے پر نہیں جانا چاہئے بلکہ وہاں کوئی کھاڑی تلاش کر کے غوطہ خوری کے لباس وغیرہ اتار کر اور اسلحہ لے کر آگے بڑھنا چاہئے" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہو سکتا ہے ٹائیگر کہے کہ اس نے کھاڑی پہلے ہی تلاش کر لی ہے اور اس میں سرنگ لگانے والی جدید ترین مشین بھی منگوا لی گئی ہے" ...... عمران نے کہا تو ہر طرف قہقہے بکھر گئے۔

"باس ۔کھاڑی تو تلاش نہیں کی البتہ سرنگ لگانے والی مشین میں نے واقعی منگوا لی ہے کہ شاید ضرورت پڑ جائے" ...... ٹائیگر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ارے واقعی ۔میں تو مذاق کر رہا تھا ۔گڈ شو" ...... عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر باقاعدہ ٹائیگر کے کاندھے پر تھپکی دی تو ٹائیگر کا چہرہ فرط مسرت سے پھول کی طرح کھل اٹھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب اپنی اپنی پشت پر مخصوص تھیلے باندھ کر اور غوطہ خوری کے مخصوص لباس پہن کر آگے بڑھے اور ساحل پر پہنچ کر انہوں نے غوطہ خوری کے ماسک کے اوپر ہی ہوپر کو باندھ کر اس طرح ایڈجسٹ کیا کہ وہ آزادی سے ہاتھوں کو حرکت دے سکیں اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب پانی میں اتر گئے ۔کافی گہرائی میں جا کر انہوں نے اپنا رخ جزیرے کی طرف کیا اور پھر ہوپر چلا دیئے ۔تھوڑی دیر بعد وہ ایک قطار میں تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے ۔سب سے آگے عمران تھا ۔اس کے پیچھے جولیا اور صالحہ اور پھر دوسرے ساتھی اور سب سے آخر میں ٹائیگر تھا ۔ہوپر چونکہ جدید ساخت کے تھے اور ان کے انجن خاصے طاقتور تھے اس لئے ان کی رفتار عام ہوپر سے بھی زیادہ تیز تھی اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مسلسل اور تیز رفتاری سے تیرنے کے بعد انہیں دور سے جزیرے کا ہیولہ نظر آنے لگ گیا اور پھر آہستہ آہستہ وہ جزیرے کے قریب ہوتے گئے تو عمران نے ہاتھ کو پانی میں مخصوص انداز میں لہرایا تو سب سمجھ گئے کہ وہ انہیں ہوپر بند کرنے اور رکنے کا اشارہ کر رہا ہے ۔اس کے ساتھ ہی عمران نے اپنا ہوپر بھی بند کر دیا ۔اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر آہستہ آہستہ وہ سب رک گئے۔

"تم سب یہیں رکو میں کوئی ایسی کھاڑی تلاش کرتا ہوں جو پانی سے اوپر اور ساحل سے نیچی ہو"...... عمران نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا کیونکہ ہوپر کی وجہ سے انہیں ٹرانسمیٹر آف رکھنے پڑے تھے۔

"عمران صاحب۔ بائیں ہاتھ پر اوپر ایک کھاڑی موجود ہے۔ میں نے چیک کر لیا ہے"...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

"پانی کے اندر رہتے ہوئے تم نے کیسے چیکنگ کر لی"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"عمران صاحب۔ میری زندگی زیادہ تر نیوی میں اور سمندر میں گزری ہے۔ میں لہروں کی رفتار سے چیک کر لیتا ہوں کہ ان کے اوپر جزیرے پر کیا ہے۔ چٹانیں ہیں، کھاڑیاں ہیں یا درخت ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"گڈ شو۔ پھر آگے بڑھو۔ ہم تمہارے پیچھے آتے ہیں"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اپنا رخ بدلا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ جزیرے کے بالکل قریب پہنچ کر اس نے اوپر کی طرف اٹھنا شروع کر دیا۔

"احتیاط سے۔ یہاں حفاظتی تنصیبات بھی ہو سکتی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"میں خیال رکھوں گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر وہ سطح سمندر پر آ گیا لیکن دوسرے لمحے اس نے یکلخت پلٹ کر گہرا غوطہ لگایا۔

"کیا ہوا"...... اس کے پیچھے سطح سمندر سے واپس جاتے ہوئے عمران نے اسے غوطہ لگاتے دیکھ کر پوچھا۔

"اوپر آدمی موجود ہیں۔ وہ شاید ہمیں چیک کر چکے ہیں۔ ہمیں اب فوری طور پر گھوم کر عقبی طرف جانا ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیا انہوں نے تمہیں دیکھ لیا ہے"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ دیکھ لیا ہے۔ اگر ہم گہرائی میں جا کر گھوم جائیں تو شاید وہ ہمیں چیک نہ کر سکیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر عمران کے ساتھی بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے گہرائی میں اترتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ایک بار پھر ہوپر سٹارٹ کر لئے اور تیزی سے گھومتے ہوئے سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھنے لگے۔

"عمران صاحب۔ یہاں اوپر کوئی بڑا غار یا کھاڑی ہے کیونکہ یہاں لہروں کی رفتار اور حجم ایسا نظر آتا ہے"...... ہوپر بند کر کے کیپٹن شکیل نے اپنا ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سب نے سن لی اور انہوں نے اپنے ہوپر بند کر دیئے جبکہ عمران نے اپنا ہوپر بند کر کے ٹرانسمیٹر آن کر لیا۔

"میں اوپر جاتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اوپر سطح کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ پانی سے سر باہر نکال کر اس،

نے تیزی سے ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے عین اوپر ساحلی پٹی کافی بلندی
پر تھی اور درمیان میں ایک غار کا دہانہ تھا جو آدھے سے زیادہ پانی سے
بھرا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ پانی اس کے اندر بھی بھرا ہوا ہو گا
البتہ ساحل پر اسے کوئی آدمی دکھائی نہ دے رہا تھا۔

" آجاؤ سب۔ جلدی "....... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے
ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ کر غار میں داخل ہو گیا۔ اس کے
ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر آنے لگے۔ عمران اب کافی آگے چلا گیا
تھا اور جوں جوں وہ آگے بڑھ رہا تھا پانی نیچے ہوتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر
بعد وہ خشک زمین پر پہنچ چکا تھا۔ غار ابھی تک آگے جا رہا تھا اور پھر
تھوڑی دیر بعد غار بند ہو گیا۔ یہ ایک ٹھوس اور سخت چٹان تھی جس
نے غار کو بند کر دیا تھا۔ عمران نے ہو پر اتار کر ہیلمٹ بھی اتار دیا۔
اس کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے سب ساتھی بھی خشک زمین
پر پہنچ گئے اور پھر عمران سمیت سب نے غوطہ خوری کے لباس اتار کر
ایک طرف رکھ دیئے تاکہ واپسی میں اگر موقع ملے تو وہ یہاں آکر
دوبارہ انہیں استعمال میں لا سکیں۔ غوطہ خوری کا لباس اتار کر
عمران نے اندرونی جیب سے ایک مستطیل شکل کا لیکن چھوٹا سا آلہ
نکالا اور اس کا رخ پانی کی طرف کر کے اس نے اس پر موجود مختلف
بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں تک وہ اس آلے کو
دیکھتا رہا۔ پھر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے آلے
کو آف کر کے واپس اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

" تم نے الیون ہنڈرڈ سپر زیرو پلس بتایا تھا نا "....... عمران نے
ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس باس "....... ٹائیگر نے فوراً ہی جواب دیا۔

" یہاں اس سے بھی کہیں زیادہ طاقتور آلات نصب ہیں۔ تقریباً ٹو
تھاؤزنڈ پاور کے اس لئے تمہارا یہ آلہ یہاں کام نہیں کر سکتا "۔
عمران نے کہا۔

" اوہ۔ اس قدر طاقتور آلات "....... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا۔

" یہ یہودیوں کی ایسی لیبارٹری ہے جس کی حفاظت کے لئے وہ
اپنی پوری دولت بھی خرچ کر سکتے ہیں کیونکہ یہاں ایسے فارمولے پر
کام ہو رہا ہے جس کی مدد سے وہ پوری دنیا میں یہودی سلطنت کے
قیام کا خواب پورا کر سکتے ہیں "....... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

" اب کیا کرنا ہو گا عمران صاحب "....... صفدر نے کہا۔

" اب سرنگ لگا کر آگے بڑھنا ہو گا۔ نکالو سرنگ کا سامان "۔
عمران نے کہا۔

" لیکن اس کی تھرتھراہٹ تو اوپر محسوس کر لی جائے گی "۔ کیپٹن
شکیل نے کہا۔

" نہیں۔ ہم ساحل سے زیادہ اندر نہیں ہیں اور عام طور پر ساحل
کے قریب درختوں کے جھنڈ ہوتے ہیں۔ بہرحال اب رسک تو لینا
ہی ہو گا ورنہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے جدید آلات سے ہماری یہاں

موجودگی کا کھوج لگالیں اور پھر ہم سب کے لئے ایک بم ہی کافی ہو گا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اور صفدر مل کر سرنگ لگانے میں مصروف ہو گئے۔

"کوشش کرو کہ کم سے کم لمبائی میں جاؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ اب دونوں سرنگ لگاتے ہوئے آگے بڑھ گئے تھے۔ سرنگ اس قدر تنگ بن رہی تھی کہ اس میں سے صرف ایک آدمی ہی آگے بڑھ سکتا تھا اور وہ بھی رینگ کر۔ تھوڑی دیر بعد مٹی باہر آنا بند ہو گئی اور پھر یکلخت روشنی غار میں دور سے نظر آنے لگ گئی۔

"آ جائیں عمران صاحب۔ اوپر واقعی درخت اور جھاڑیاں ہیں"...... صفدر نے پیچھے رینگ کر واپس غار میں آ کر کہا اور ایک بار پھر آگے کو رینگ گیا۔ اس کے پیچھے عمران اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی غار میں رینگتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ ٹائیگر سب سے پہلے باہر آیا تھا۔ یہاں خاصی اونچی جھاڑیاں تھیں اور اوپر گھنے درختوں کا جھنڈ تھا۔ عمران نے اندرونی جیب سے وہی آلہ نکالا جس سے اس نے پہلے آلات کی طاقت چیک کی تھی اور پھر اسے چاروں طرف گھما کر اس نے چیکنگ شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے آلے کو آف کر کے اسے واپس اپنی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

"اسلحہ نکال کر جیبوں میں بھر لو۔ یہاں سے ہم نے تنویر ایکشن

کرنا ہے اور جو بیرے پر جو بھی نظر آئے اڑا دو۔ سامنے ہی لیبارٹری ہے اسے ہم نے مکمل طور پر تباہ بھی کرنا ہے اور پھر واپس یہیں آ کر اس سرنگ کے ذریعے نیچے غار میں پہنچنا ہے"...... عمران نے باقاعدہ فلمی ہدایت کاروں کے انداز میں سب کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ سب تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ چند لمحوں بعد انتہائی طاقتور بم ان کی جیبوں میں تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گن کم میزائل گنیں موجود تھیں۔ ٹائیگر نے اس بار ایکریمیا کی یہ جدید ترین ایجاد کہیں سے حاصل کر لی تھی۔ اسے حال میں ہی ایجاد کیا گیا تھا۔ یہ بیک وقت دو فنکشنز کی حامل تھی۔ عام حالات میں وہ مشین گن کے انداز میں کام کرتی تھی لیکن ضرورت پڑنے پر صرف ایک بٹن پریس کرنے سے یہ مشین گن، میزائل گن میں تبدیل ہو جاتی تھی۔ اس میں مشین گن اور میزائل گن دونوں کا فل میگزین لوڈ ہوتا تھا۔ اسے کوڈ میں ایم ایم یا ڈبل ایم گن کہا جاتا تھا یعنی مشین پلس میزائل گن اور پھر وہ سب جھاڑیوں کی آڑ لے کر آگے بڑھنے ہی لگے تھے کہ یکلخت ان کے سروں پر ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہاں اس علاقے میں یکلخت دودھیا رنگ کا دھواں تیزی سے پھیلتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے یکلخت جان نکل گئی ہو۔ وہ دیکھ سکتا تھا، سوچ سکتا تھا لیکن حرکت نہ کر سکتا تھا۔ وہ زمین پر گر چکا تھا اور اب منہ زمین پر ڈالے وہ بے بسی اور بے کسی کی تصویر بنا نظر آ رہا تھا۔

کرنل سٹارک مشین روم میں بنے ہوئے شیشے والے کمرے میں آرنلڈ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمایاں تھے۔ سامنے مشین کی سکرین پر انہیں پانچ مرد اور دو عورتیں ہوپر کے ذریعے جزیرے کی طرف بڑھتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

"ان کا خاتمہ کر دو آرنلڈ۔ ان عفریتوں کا خاتمہ کر دو"...... کرنل سٹارک نے یکلخت چیخ کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اگر وہ چیخ کر نہ بولا تو اس کا دم سینے میں ہی گھٹ جائے گا۔

"بے فکر رہیں سر۔ میں نے مکمل انتظامات کئے ہوئے ہیں۔ آپ بس دیکھتے جائیں"...... آرنلڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارے پاس انہیں سمندر میں ہی ہلاک کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے"...... کرنل سٹارک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا باس کہ سمندر کے اوپر تو ہم انہیں ہلاک کر سکتے ہیں لیکن سمندر کے اندر انہیں ہلاک کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے"...... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے بتایا تو تھا لیکن یہ تو جزیرے کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں۔ انہیں آخر تم کس طرح روکو گے"...... کرنل سٹارک نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا شاید بس نہ چل رہا تھا ورنہ وہ ایک لمحہ مزید گزارے بغیر انہیں ہلاک کر دینا چاہتا تھا۔

"باس آپ دیکھتے جائیں۔ ان کی ہلاکت ہر لحاظ سے یقینی ہے"...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

"وہ۔ وہ اوپر آ رہے ہیں۔ اوپر"...... کرنل سٹارک نے یکلخت قدرے چیخ کر کہا۔

"اوپر میرے آدمی موجود ہیں۔ جیسے ہی یہ اوپر آئیں گے انہیں فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا جائے گا"...... آرنلڈ نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل سٹارک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ۔ یہ بے حد ہوشیار ہیں۔ یہ سب اوپر نہیں آئے۔ ایک آیا اور وہ بھی فوراً ڈبکی لگا گیا۔ کیا یہاں فائرنگ کر کے انہیں ہلاک نہیں کیا جا سکتا"...... کرنل سٹارک نے ایک بار پھر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" نہیں باس - یہ اتنی گہرائی میں ہیں کہ اوپر سے فائرنگ کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا" ...... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ - اوہ - یہ پھر اوپر کو اٹھ رہے ہیں" ...... تھوڑی دیر بعد کرنل سٹارک نے کہا۔

" ہاں - لیکن یہ اوپر نہیں آسکتے - جیسے ہی یہ حفاظتی تنصیبات سے ٹکرائے ان کے پرخچے اڑ جائیں گے - آپ دیکھتے جائیں باس" ...... آرنلڈ نے جواب دیا - وہ ساتھ ساتھ مشین کو مسلسل آپریٹ کرتا جا رہا تھا۔

" اپنے آدمی بھیجو یہاں - جہاں سے یہ اوپر اٹھ رہے ہیں" - کرنل سٹارک نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے باس - جیسے ہی یہ ساحل پر پہنچیں گے ان کے پرخچے اڑ جائیں گے - ویسے بھی آدمیوں کو وہاں تک پہنچتے پہنچتے دیر ہو جائے گی" ...... آرنلڈ نے کہا۔

" ارے یہ کیا - یہ تو غار میں گھستے جا رہے ہیں - یہ کیا ہو رہا ہے اوہ - انہیں ہلاک کر دو" ...... کرنل سٹارک نے یکلخت ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

" باس - غار ہماری چیک شدہ ہے - یہ آگے سے بند ہے - انہیں بہرحال واپس آنا پڑے گا" ...... آرنلڈ نے جواب دیا - اب سکرین پر وہ لوگ نظر نہیں آ رہے تھے۔

" یہ غار میں کیوں گئے ہوں گے - یہ وہاں کیا کر رہے ہیں" -

کرنل سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس - یہ ہوپر اور غوطہ خوری کا لباس اتار کر وہاں رکھنے کے لئے گئے ہیں تاکہ جزیرے پر آکر آزادانہ نقل و حرکت کر سکیں لیکن انہیں معلوم نہیں کہ اوپر ان کی موت ان پر جھپٹ پڑنے کے لئے انتظار کر رہی ہے" ...... آرنلڈ نے جواب دیا - کرنل سٹارک جس قدر بے چین تھا آرنلڈ اتنا ہی مطمئن نظر آ رہا تھا۔

" یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں آرنلڈ اور تم انہیں ایزی لے رہے ہو" ...... کرنل سٹارک سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

" باس - مجھے معلوم ہے کہ یہاں کیا کیا حفاظتی اقدامات موجود ہیں اس لئے میں مطمئن ہوں کہ ان کی موت بہرحال یقینی ہے" - آرنلڈ نے جواب دیا۔

" ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسی مشین ہو جس کے ذریعے یہ ہمارے حفاظتی آلات کو زیرو کر دیں" ...... کرنل سٹارک نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

" باس - اس جزیرے پر اس قدر طاقتور آلات ہیں کہ آج تک ایکریمیا بھی انہیں زیرو کرنے کی مشین تیار نہیں کر سکا - یہ پاکیشیائی پسماندہ لوگ ایسی مشینری کہاں سے لے آئیں گے" - آرنلڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

" انہیں اب تک باہر آ جانا چاہئے تھا - یہ اندر آخر کیا کر رہے ہیں" ...... کچھ دیر بعد جب کرنل سٹارک سے خاموش نہ رہا گیا تو وہ

بے اختیار بول پڑا۔

" ابھی یہ واپس آجائیں گے باس ۔ ابھی آپ دیکھتے رہیں "۔ آرنلڈ نے جواب دیا۔

" ان غاروں اور کھاڑیوں میں بھی تمہیں حفاظتی آلات نصب کرنے چاہئیں تھے ۔ تم نے انہیں خالی کیوں چھوڑ دیا ہے "۔ کرنل سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔

" اس کی ضرورت ہی نہ تھی باس ۔ جزیرے اور لیبارٹری کو ان غاروں اور کھاڑیوں میں بیٹھ کر تباہ نہیں کیا جا سکتا ۔ انہیں بہرحال جزیرے پر آنا پڑے گا"...... آرنلڈ نے جواب دیا اور پھر اس کا فقرہ ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ مشین سے سیٹی کی تیز آواز نکلنے لگی اور وہ دونوں ہی اچھل پڑے۔

" کیا ہوا ۔ کیا ہوا"...... کرنل سٹارک نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا جبکہ آرنلڈ جواب دینے کی بجائے مشین کو آپریٹ کرنے میں مصروف ہو گیا ۔ سیٹی کی آواز نکلنی اب بند ہو گئی تھی ۔ آرنلڈ ویسے ہی مشین کو آپریٹ کرتا رہا۔

" کیا ہوا ہے ۔ بتاتے کیوں نہیں "...... کرنل سٹارک نے جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" باس ۔ وہ لوگ سرنگ لگا کر جزیرے پر آرہے ہیں "...... آرنلڈ نے کہا۔

" کیا ۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ سرنگ لگا کر ۔ اوہ ۔ ویری بیڈ یہ کیسے

لوگ ہیں ۔ ان کے پاس ہر طریقہ موجود ہے "...... کرنل سٹارک نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" باس ۔ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے ۔ جہاں یہ لوگ سرنگ لگا کر اوپر آرہے ہیں وہ پوائنٹ الیون ہے ۔ وہاں گھنے درختوں کا ذخیرہ ہے اور نیچے اونچی جھاڑیاں ہیں "...... آرنلڈ نے مشین سے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

" تو پھر کیا ہو گا ۔ کیا درخت اور جھاڑیاں انہیں ہلاک کر دیں گی تم اپنے آدمی بھیجو وہاں ۔ فوراً "...... کرنل سٹارک نے تیز لہجے میں کہا۔

" باس ۔ پوائنٹ الیون پر درختوں پر وسیع علاقے میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلانے والا آلہ نصب ہے کیونکہ یہاں زہریلے سانپوں کی اکثریت ہوتی ہے ۔ میں نے خصوصی طور پر یہ گیس وہاں نصب کرائی تھی جو آہستہ آہستہ وہاں فائر ہوتی رہتی ہے اس طرح زہریلے سانپ اور دیگر حشرات الارض بھی ساتھ ساتھ ہلاک ہوتے رہتے ہیں ورنہ ان سے خطرہ تھا کہ وہ پورے جزیرے پر بھی پھیل سکتے ہیں اور لیبارٹری میں بھی داخل ہو سکتے ہیں ۔ ان سے ہمارے آدمی بھی ہلاک ہو سکتے ہیں اس لئے یہاں میں نے زہریلی گیس فائر کرنے والا آلہ لگا رکھا ہے "...... آرنلڈ نے جواب دیا۔

" تمہارا مطلب ہے کہ اس گیس سے یہ لوگ جزیرے پر آتے ہی ہلاک ہو جائیں گے "...... کرنل سٹارک نے امید بھرے لہجے میں

کہا۔

" ہلاک تو حشرات الارض یا سانپ وغیرہ ہوں گے لیکن یہ لوگ لازماً مفلوج ہو جائیں گے اور پھر ہمارے آدمی ان کے سروں پر پہنچ جائیں گے اور انہیں ہلاک کر دیں گے "...... آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار کرنل سٹارک نے قدرے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا ۔ ان دونوں کی نظریں سکرین پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

" وہ ۔ وہ دیکھیں سر ۔ وہ آدمی باہر آ گیا ہے "...... آرنلڈ نے کہا۔

" ہاں ۔ مگر وہ تو بے ہوش نہیں ہوا "...... کرنل سٹارک نے چونک کر کہا۔

" ابھی ہو جائے گا سر ۔ سب کو باہر آنے دیں "...... آرنلڈ نے ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کرتے ہوئے کہا اور کرنل سٹارک نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے ۔ سکرین پر اب وہ علاقہ پھیلتا جا رہا تھا جہاں سے یہ لوگ جزیرے پر آ رہے تھے اور پھر ہر چیز انہیں نظر آنے لگ گئی ۔ وہ سب عام لباس میں تھے اور ان کے پاس عجیب ساخت کی گنیں تھیں اور وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ سے جزیرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

" اب آپ دیکھیں انہیں مفلوج ہوتے "...... آرنلڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پر موجود سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا تو یکلخت سکرین پر دودھیا رنگ کا

دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔

" وہ مارا باس ۔ آخر کار ہم جیت گئے "...... آرنلڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" اوہ ۔ اوہ ۔ ویری گڈ ۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے ۔ لیکن یہ صرف مفلوج ہوئے ہیں ۔ انہیں فوراً ہلاک بھی کر دو"۔ کرنل سٹارک نے کہا۔

" میں آدمی ابھی بھیجتا ہوں باس ۔ ذرا یہ دھواں مکمل طور پر چھٹ جائے تاکہ اس بات کی تسلی ہو جائے کہ یہ تمام افراد واقعی مفلوج ہو چکے ہیں یا نہیں "...... آرنلڈ نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب دھواں چھٹ گا تو انہوں نے سکرین پر ان لوگوں کو زمین پر بے حس و حرکت پڑے دیکھ لیا۔

" گڈ شو ۔ رئیلی گڈ شو "...... کرنل سٹارک نے اس بار آرنلڈ سے بھی زیادہ مسرت بھرے لہجے میں کہا اور آرنلڈ نے بھی مسرت بھرے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے دوبارہ مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا تاکہ اپنے آدمیوں کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے پوائنٹ الیون پر بھیج سکے۔

" میں بھی ساتھ جاؤں گا تاکہ اپنے ہاتھوں سے ان کا خاتمہ کر سکوں "...... کرنل سٹارک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

" یس باس ۔ آپ مین گیٹ پر پہنچ جائیں ۔ میں اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں ۔ وہ جیپ لے کر پہلے آپ کو مین گیٹ سے پک کر لیں

گے اور پھر پوائنٹ الیون پر جائیں گے"...... آرنلڈ نے کہا تو کرنل سٹارک سر ہلاتا ہوا مڑ کر شیشے والے کمرے سے باہر نکلا اور پھر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا ۔ مسرت کی شدت سے اس کے چہرے کے اعصاب اس طرح کپکپا رہے تھے جیسے ان میں طاقتور برقی رو دوڑ رہی ہو ۔ جو کام سپر تھری نہ کر سکی تھی وہ اس نے کر دکھایا تھا۔

ٹائیگر غار سے سب سے پہلے نکلا تھا لیکن اب وہ سب سے آخر میں تھا کیونکہ وہ عمران کا شاگرد تھا جبکہ باقی سب عمران کے ساتھی تھے اور ٹائیگر کی نظر میں وہ ان سب سے جونیئر تھا اس لئے عمران غار سے نکل کر سب سے آگے آگے تھا ۔ اس کے سارے ساتھی اس کے پیچھے تھے جبکہ ٹائیگر تقریباً غار کے دہانے کے قریب ہی تھا جب اچانک ہلکا سا دھماکہ ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی دودھیا رنگ کی گیس ہر طرف پھیلتی چلی گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے یکلخت جان نکل گئی ہو ۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا تو سیدھا سر کے بل اس غار کے دہانے میں جا پڑا اور پھر وہ قلابازیاں کھاتا ہوا غار کے اس حصے میں جا پڑا جہاں پانی کی معمولی مقدار موجود تھی اور پانی میں گرتے ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں سے غائب ہونے والی توانائی یکلخت واپس آ گئی ہو ۔

اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر دو چلو پانی پی لیا اور اس کے ساتھ ہی
اس کی توانائی پوری طرح لوٹ آئی اور وہ سمجھ گیا کہ اس مفلوج کر
دینے والی گیس کا تریاق پانی بھی ہے اور قدرت نے اس کا علاج فوراً
کر دیا تھا۔ اس کے پاس کوئی برتن نہیں تھا ورنہ وہ پانی ساتھ لے
جاتا تاکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے حلق میں ڈال کر انہیں بھی
ٹھیک کر سکتا لیکن اس نے یہی سوچا تھا کہ وہ انہیں باری باری اٹھا
کر نیچے لائے گا اور پانی پلا کر ٹھیک کر دے گا کیونکہ اس کے خیال
کے مطابق جزیرے پر موجود لوگوں کو ان کے بارے میں معلوم
نہیں ہو سکا لیکن دوسرے لمحے وہ اپنے خیال پر خود ہی ہنس پڑا کیونکہ
گیس کا دھماکہ بتا رہا تھا کہ وہ سب ان کی نظروں میں ہیں اور کسی
بھی وقت ان کے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال وہ تیزی سے آگے
بڑھا اور پھر رینگتا ہوا غار میں سے گزر کر اوپر دہانے سے باہر آیا تو اس
کے کانوں میں دور سے کسی طاقتور انجن والی جیپ کی غراہٹ بھری
آواز سنائی دی۔ گیس کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ البتہ عمران صاحب اور
ان کے ساتھی جھاڑیوں میں ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے
ٹائیگر نے جھاڑیوں سے سر نکال کر دیکھا تو اس نے میدان میں دوڑتی
ہوئی جیپ دیکھ لی۔ جیپ کا رخ اس طرف تھا جہاں ٹائیگر تھا۔
ٹائیگر نے جلدی سے زمین پر پڑی ہوئی اپنی ایم گن اٹھائی۔ اس کا
میگزین چیک کیا اور پھر اس نے اس کی نال کا رخ قریب آتی ہوئی
جیپ کی طرف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میزائل بٹن پریس

کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی جیپ اس کے خیال کے مطابق گن کی رینج
میں آ گئی تو اس نے ٹریگر دبا دیا۔ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی گن
سے سرخ رنگ کا میزائل نکلا اور پلک جھپکنے میں دوڑتی ہوئی جیپ
سے ٹکرا گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور جیپ
کے پرخچے اڑ گئے۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن والا بٹن
پریس کیا اور پھر ٹریگر دبا دیا تو ادھر ادھر زمین پر تڑپتے ہوئے آدمیوں
پر اس نے گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ چند لمحوں بعد جب سب
ساکت ہو گئے تو اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹا لی۔ جیپ مکمل طور پر
تباہ ہو چکی تھی۔ اس کے باوجود جو زندہ بچ گئے تھے انہیں بھی اس
نے مشین گن سے ہلاک کر دیا تھا لیکن اب وہ اس مخمصے میں پھنس
گیا تھا کہ وہ فوری طور پر مزید کیا کارروائی کرے۔ اپنے ساتھیوں کو
اٹھا کر نیچے لے جائے اور انہیں پانی پلا کر حرکت میں لے آئے یا خود
ہی آگے بڑھ کر اس پورے جزیرے پر کارروائی کرے۔ دونوں باتیں
ہی اسے ناممکن نظر آ رہی تھیں۔ اسے یہ بھی خدشہ تھا کہ کہیں
دوسری بار کوئی ایسی گیس نہ فائر کر دی جائے جو زیادہ زہریلی ہو۔
پہلے تو وہ غار کے قریب تھا اس لئے غار میں گر گیا تھا لیکن اب تو وہ
غار کے دہانے سے کافی فاصلے پر تھا۔ اچانک اس کی نظریں دور سے
دوڑ کر آنے والے آٹھ افراد پر پڑیں جنہوں نے باقاعدہ بلٹ پروف
لباس پہن رکھے تھے۔ سر پر خول تھے اور ہاتھوں میں مشین گنیں
اٹھائے وہ پھیل کر آگے بڑھ رہے تھے۔ ٹائیگر نے ایک لمحے میں

انہیں جانچا اور دوسرے لمحے اس نے ایک فیصلہ کیا اور تیزی سے مڑ
کر اس نے گن کو کاندھے سے لٹکایا اور پھر ایک درخت پر چڑھتا چلا
گیا ۔ اب وہ براہ راست فائرنگ سے بھی بچ سکتا تھا اور آنے والوں کا
خاتمہ بھی اس لئے آسانی سے کر سکتا تھا کہ بلندی کی وجہ سے وہ جب
گن کو گھماتا تو وہ نسبتاً زمین سے زیادہ پھیلاؤ میں فائرنگ کر سکتا تھا
اس نے ایک بار پھر میزائل والا بٹن پریس کیا اور پھر ٹریگر پر انگلی رکھ
دی ۔ آنے والے سب بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے اور پھر
اس نے ایک آدمی کو جیب سے ایک بم نکالتے دیکھ لیا ۔ وہ لوگ
قریب آنے سے پہلے بم مار کر انہیں ہلاک کرنا چاہتے تھے اور ٹائیگر
نے ٹریگر دبا دیا ۔ وہ مسلسل ٹریگر دبائے چلا جا رہا تھا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے ہاتھ کو قوس کی صورت میں دائیں بائیں گھمانا
شروع کر دیا ۔ اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکوں سے پورا جزیرہ
گونج اٹھا اور چند لمحوں بعد ان آنے والوں کے پرخچے اڑ گئے ۔ اس میں
زیادہ کام اس بم نے کیا تھا جو اس آدمی نے جیب سے نکالا تھا اور ابھی
وہ اس کے ہاتھ میں ہی تھا کہ گن فائرنگ کی وجہ سے بم پھٹ گیا تھا
اور ان آٹھوں کے جسموں کے پرخچے اڑ گئے تھے ۔

" اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کہ میں خود ہی تمام
کارروائی کروں "...... ٹائیگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے
درخت سے چھلانگ لگائی اور بجائے سامنے کے وہ سائیڈ پر دوڑتا چلا
گیا ۔ جھاڑیاں دور تک چلی گئی تھیں ۔ البتہ درخت محدود ایریئے تک

ہی محدود تھے ۔ آگے اکا دکا اور ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر درخت
تھے ۔ وہ اب سائیڈ سے ہو کر اس عمارت میں جانا چاہتا تھا جو یقیناً
لیبارٹری تھی ۔ ابھی اس نے کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ اس کے
کانوں میں عمران کے کراہنے کی آواز پڑی تو وہ تیزی سے مڑا اور اس
نے دور سے عمران کو واضح طور پر حرکت کرتے دیکھ لیا ۔ اس کا
مطلب تھا کہ عمران کی ذہنی ورزشوں کی وجہ سے اس کے ذہن نے
خودکار انداز میں رد عمل کیا اور نتیجے میں اعصاب میں پیدا ہونے والی
بے حسی کے سرکٹ کو توڑ دیا ۔ وہ واپس دوڑتا ہوا عمران کے قریب
گیا تو اس وقت عمران اٹھ کر بیٹھ چکا تھا ۔

" باس ۔ پوری طرح ہوش میں آجائیں "...... ٹائیگر نے قریب جا
کر ایک ہاتھ سے عمران کا کاندھا پکڑ کر زور سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا
اسے معلوم تھا کہ عام انداز میں پوری طرح ہوش میں آنے کا
پراسس بے حد سست ہوتا ہے اور عمران کو پوری طرح ہوش میں
آنے میں خاصا وقت لگ جائے گا اور یہاں کے حالات اس وقت بے
حد نازک تھے اس لئے اس نے عمران کا کاندھا جھنجھوڑ دیا تھا اور اس
کے اس طرح جھنجھوڑنے سے عمران چونک کر سیدھا ہو گیا ۔

" اوہ ۔ تم کیسے حرکت میں آگئے "...... عمران نے تیزی سے
اٹھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اپنے غار میں گرنے، پانی میں ڈوبنے اور
پھر پانی پی کر واپس آنے، جیپ کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ آنے
والے افراد کے خاتمے کی پوری تفصیل بتا دی ۔

"گڈ۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے ساتھ پڑی ہوئی گن اٹھالی۔
"اب اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے باس"...... ٹائیگر نے کہا۔
"ہاں۔ تم بائیں ہاتھ سے آگے بڑھو جبکہ میں دائیں ہاتھ پر بڑھتا
ہوں تاکہ ایک دوسرے کا تحفظ کر سکیں"...... عمران نے کہا اور
تیزی سے دائیں ہاتھ کی طرف جھکے جھکے انداز میں دوڑتا چلا گیا۔ ٹائیگر
نے اس کے حکم کی تعمیل میں بائیں ہاتھ پر دوڑنا شروع کر دیا۔
تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس عمارت کی سائیڈوں پر پہنچ گئے۔ اس
عمارت کا مین گیٹ بند تھا۔ ابھی عمران حالات کا جائزہ لے رہا تھا کہ
اسے اپنے عقب میں ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے مڑا اور
ایک جھاڑی کی اوٹ میں ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ایک گن شپ ہیلی
کاپٹر اسے جزیرے کی طرف بڑھتا نظر آیا۔ وہ خاصی بلندی پر تھا۔
عمران اسے غور سے دیکھتا رہا۔ یہ ایکریمین فوج کا ہیلی کاپٹر تھا۔ اس
کے ساتھ ہی عمران ساری صورت حال سمجھ گیا۔ لیبارٹری میں موجود
کسی آدمی نے ٹاپو پر موجود ایکریمین فوج کو یہاں طلب کر لیا تھا
جس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ لانچوں میں بھی یہاں پہنچ سکتے ہیں اور یہ
گن شپ ہیلی کاپٹر بھی اس کے مفلوج ساتھیوں پر بلٹ فائرنگ اور
میزائل فائر کے انہیں ہلاک کر سکتا ہے اور پھر گن شپ ہیلی کاپٹر
عمران کے اوپر سے ہوتا ہوا اس طرف کو بڑھنے لگا جہاں عمران کے
باقی ساتھی مفلوج حالت میں پڑے ہوئے تھے لیکن گن شپ ہیلی

کاپٹر کی بلندی اس قدر تھی کہ وہ کسی صورت بھی عمران کی گن کی
رینج میں نہ آ سکتا تھا۔ بغیر رینج کے اگر وہ فائر کھول دیتا تو گن شپ
ہیلی کاپٹر الٹا اسے ٹارگٹ کر لیتا اور یہاں چھپنے کے لئے صرف یہ
جھاڑیاں ہی تھیں۔ اس لمحے عمران کی بے بسی دیکھنے والی تھی۔ اس
کے ساتھی اسے اپنی آنکھوں کے سامنے یقینی موت کے منہ میں جاتے
دکھائی دے رہے تھے۔ گن شپ ہیلی کاپٹر نے ایک چکر کاٹا اور پھر
اس کی بلندی قدرے کم ہو گئی تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ
لئے کیونکہ اس کا یہ چکر بتا رہا تھا کہ وہ اب درختوں کے ذخیرے پر
میزائل فائر کرنے والا ہے لیکن اس سے پہلے کہ گن شپ ہیلی کاپٹر
فائرنگ کرتا بائیں ہاتھ پر واقع ایک اونچے درخت سے شعلہ لپکا اور
دوسرے لمحے گن شپ ہیلی کاپٹر کے فضا میں ٹکڑے اڑ گئے اور عمران
نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کارنامہ
ٹائیگر نے سرانجام دیا ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر کو رینج میں لے آنے کے لئے
ایک اونچے درخت پر چڑھ گیا تھا اور پھر اس نے گن شپ ہیلی کاپٹر پر
میزائل فائر کر دیا تھا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر کوئی عام ہیلی کاپٹر نہیں تھا
اس لئے اسے بیرونی فائر سے تباہ کرنا خاصا مشکل کام ہوتا ہے اس
کے لئے مخصوص جگہوں پر فائر کرنا ضروری ہوتا ہے اور ٹائیگر کا پہلا
نشانہ ہی درست ثابت ہوا تھا۔ اس کا دل ٹائیگر کے لئے تحسین سے
بھر گیا۔ ٹائیگر نے واقعی انتہائی ذہانت اور مہارت سے کام لیا تھا۔
"گڈ شو ٹائیگر۔ تم نے شاگردی کا حق ادا کر دیا ہے"...... عمران

نے بے اختیار ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا لیبارٹری
کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے جیب سے ایک بم
نکال کر اس کی پن کھینچی اور اسے پوری قوت سے مین گیٹ پر مار دیا
ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی فولادی گیٹ کئی
حصوں میں تقسیم ہو کر اندر کی طرف جا گرا۔ عمران ہاتھ میں مشین
گن پکڑے دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا اور اندر داخل ہوتے ہی تیزی
سے گھوم گیا لیکن وہاں کوئی آدمی نہ تھا اور پھر وہ دوڑتا ہوا اس پوری
عمارت میں گھوم گیا لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہاں ایک
مشین روم ضرور تھا لیکن مشین روم بھی خالی تھا اور اس کے ساتھ
شیشے کا بنا ہوا کیبن بھی خالی تھا لیکن پھر اچانک اس کی نظر ایک
کمرے کے ایک کونے پر پڑ گئی۔ ایسا ڈیزائن اس صورت میں بنایا
جاتا ہے جب اس کے پیچھے کسی کمرے کو خفیہ رکھنا ہو۔ عمران تیزی
سے آگے بڑھا اور پھر اس نے دیوار کی جڑ میں موجود ایک ابھری ہوئی
اینٹ پر پیر مارا تو سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ
کر سائیڈوں میں ہوئی اور عمران تیزی سے اس خلاء میں داخل ہو کر
اندر پہنچا۔ وہ بے حد محتاط تھا لیکن اندر چھ افراد ہاتھ سروں پر رکھے
کھڑے کانپ رہے تھے۔

"ہم۔ ہم بے گناہ ہیں"...... ان میں سے ایک نے ہکلاتے
ہوئے کہا۔

"مشین روم کا انچارج کون ہے۔ اسے میں چھوڑ دوں گا۔ بولو"۔

عمران نے چیخ کر کہا۔

"مم۔ میں انچارج ہوں۔ میرا نام آرنلڈ ہے۔ میں انچارج
ہوں"۔ آگے والے آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہاں لیبارٹری کہاں ہے۔ بولو۔ جواب دو۔ اگر تم نے درست
جواب دیا تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا"...... عمران نے کہا۔

"لیبارٹری یہاں نہیں ہے۔ لیبارٹری تو ٹاپو کے نیچے زیر زمین
ہے۔ یہاں تو ڈاجنگ لیبارٹری بنائی گئی ہے"...... آرنلڈ نے جواب
دیا۔

"فوجی ہیلی کاپٹر تم نے کال کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ جب اور کوئی راستہ نہ رہا تو میں نے فوج کو کال کیا تھا۔
تم ناقابل تسخیر عفریتوں کی طرح مسلسل آگے بڑھتے چلے آ رہے تھے
ہمارا ہر حربہ ناکام ہو گیا تھا۔ تم سب بے حس مفلوج تھے اور
انچارج کرنل سٹارک اپنے آدمیوں کے ساتھ جیپ پر گیا لیکن اس کی
جیپ اڑا دی گئی۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک ہو گیا۔ پھر سیکورٹی
کے باقی آٹھ افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا تو میں کیا کرتا۔ میں یہی کر
سکتا تھا"...... آرنلڈ جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا۔

"اب یہاں تمہارے علاوہ اور کون ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"سوائے ہمارے اور کوئی نہیں ہے۔ ہم تو یہاں چھپ گئے تھے
ہمیں یقین تھا کہ تم ہمیں تلاش نہ کر سکو گے لیکن تم نجانے کیا ہو۔
انسان ہو یا بدروح۔ تمہیں ہر بات کا علم ہو جاتا ہے"...... آرنلڈ

نے کہا۔

"ٹاپو پر کتنی فوج ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہاں دس بارہ فوجی ہوں گے لیکن وہ گرین ویلی سے فوج طلب کر سکتے ہیں۔ فوج یہاں جلدی ہی پہنچ جائے گی۔ تم نے ان کا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا ہے۔ اب فوج یہاں آنے والی ہو گی۔ میں تمہیں محفوظ راستے سے نکال سکتا ہوں بشرطیکہ تم ہمیں زندہ چھوڑ دو"۔ آرنلڈ نے کہا تو عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے گولیوں کی بوچھاڑ نے آرنلڈ اور اس کے ساتھیوں کو چند لمحوں میں ڈھیر کر دیا۔

"تمہیں زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مجبوری ہے"...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے مڑا۔ عمارت کی چیکنگ کے دوران وہ ایک کمرہ دیکھ چکا تھا جس میں انتہائی طاقتور اور حساس اسلحہ موجود تھا۔ عمران دوڑتا ہوا اس کمرے میں گیا۔ اس نے جیب سے ایک طاقتور بم نکالا۔ یہ وائرلیس چارجر بم تھا۔ اس نے اسے چارج کر کے اس کمرے میں ایسی جگہ رکھ دیا جہاں سے وہ نظر ہی نہ آ سکتا تھا اور اس کے پھٹتے ہی پورا اسلحہ بھی بلاسٹ ہو جاتا۔ اسے یقین تھا کہ یہ اسلحہ بلاسٹ ہوتے ہی یہ عمارت تنکوں کی طرح بکھر جائے گی۔ گو اسے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ڈاج کھا گیا ہے۔ اصل لیبارٹری علیحدہ اور محفوظ ہے لیکن اسے سب سے زیادہ فکر اپنے ساتھیوں کی تھی۔ اس لیبارٹری کو تو وہ بعد میں بھی تباہ کر سکتے تھے لیکن اگر یہاں فوج پہنچ گئی تو پھر ان کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا۔ چنانچہ وہ دوڑتا ہوا

گیٹ سے باہر آیا اور اس نے چیخ چیخ کر ٹائیگر کو پکارنا شروع کر دیا۔

"یس باس۔ میں ادھر ہوں۔ ادھر فوجیوں سے بھری ہوئی دو لانچیں آ رہی تھیں۔ میں نے میزائلوں سے دونوں لانچوں کو سمندر میں ہی تباہ کر دیا ہے"...... ٹائیگر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ادھر آؤ جہاں ساتھی پڑے ہیں۔ جلدی۔ فوراً"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح درختوں کے اس ذخیرے کی طرف دوڑ پڑا جیسے اس کے پیروں میں کسی نے مشین فٹ کر دی ہو۔ اسے معلوم تھا کہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ اس کے ساتھی اب اس انداز میں حرکت کر رہے تھے جیسے انہیں ہوش آ رہا ہو۔ عمران نے ایک ایک کر کے سب کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی وہاں پہنچ گیا۔

"جلدی کرو۔ انہیں غار میں لے جانا ہے۔ فوج آنے والی ہے"۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے بھی باری باری انہیں جھنجھوڑ کر ہوش میں لانے کا عمل شروع کر دیا اور پھر عمران نے ایک ایک کر کے انہیں اٹھا کر غار میں گرا دیا۔ غار میں گرنے کے باوجود وہ زخمی ہونے سے محفوظ رہے تھے کیونکہ سرنگ کی نرم مٹی وہاں ہر طرف پھیلی ہوئی تھی اور پھر گرنے کے دھماکوں کی وجہ سے وہ تیزی سے ہوش میں آ گئے تھے۔ آخر میں عمران اور ٹائیگر بھی سرنگ میں اتر گئے اور پھر وہ سب اس سرنگ سے نکل کر اس بڑی غار میں پہنچ گئے۔ اب وہ پوری طرح ہوش میں آ گئے تھے۔

"ابھی کچھ مت پوچھو۔ جلدی سے غوطہ خوری کے لباس پہنو۔ ہوپر بھی باندھو اور سمندر میں کود جاؤ"....... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور خود بھی تیزی سے اس نے غوطہ خوری کا لباس پہننا شروع کر دیا۔ اس کے سارے ساتھی چونکہ تربیت یافتہ تھے اس لئے وہ سب بھی خاموش رہ کر تیزی سے اس کے حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔

ڈاکٹر جوزف نے جیسے ہی مشین پسٹل کا ٹریگر دبایا ٹرچ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ ڈاکٹر عبدالرشید کے ہذیانی انداز کے قہقہے سے گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ڈاکٹر جوزف چیختا ہوا اچھل کر کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا۔

"تم نے مسلمانوں کے خون کو سستا سمجھ لیا تھا ڈاکٹر جوزف۔ میں نے پہلے ہی سارا انتظام کر لیا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم اپنی میز کی دراز میں مشین پسٹل رکھنے لگے ہو اور میں نے تمہارے جونیئر ڈاکٹر آرتھر سے ہونے والی تمہاری بات چیت بھی سن لی تھی۔ مجھے تمہاری سازش کا علم ہو گیا تھا اور میں نے اس کا تمام انتظام کر لیا تھا۔ اس وقت فارمولا میری جیب میں ہے اور تمہارے ساتھی بھی میرے نشانے پر۔ اس کے بعد میں منی سب میرین کے ذریعے یہاں سے

"نکل جاؤں گا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے اس طرح تیز تیز لہجے میں
بولتے ہوئے کہا جیسے وہ مردہ ڈاکٹر جوزف کو سب کچھ سنا رہا ہو۔ اسی
لمحے دروازہ کھلا اور ڈاکٹر عبدالرشید تیزی سے مڑا۔ کمرے میں ڈاکٹر
آرتھر داخل ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا
اور ڈاکٹر آرتھر چیختا ہوا وہیں دروازے میں ہی ڈھیر ہو گیا۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہودی مر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی بجائے یہودی مر
رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے تم پر"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے
ہذیانی انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر تڑپتے ہوئے ڈاکٹر آرتھر کو پھلانگتا
ہوا وہ لیبارٹری کی طرف دوڑ پڑا۔ لیبارٹری کا دروازہ بند تھا اس لئے
ڈاکٹر عبدالرشید سمجھ گیا کہ فائرنگ کی آوازیں اندر نہ گئی ہوں گی۔
اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو وہاں پانچ سائنس دان اور
چار ان کے اسسٹنٹ کام میں معروف تھے۔

"تم سب یہودی ہو۔ سب دشمن ہو مسلمانوں کے"...... ڈاکٹر
عبدالرشید نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے ٹریگر دبانا شروع کر دیا اور پھر اس وقت تک اس نے ٹریگر
سے انگلی نہ ہٹائی جب تک کہ اس نے ان سب کا خاتمہ نہیں کر دیا۔
اس کے بعد وہ مڑا اور پھر دوڑتا ہوا مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔
اسے معلوم تھا کہ وہ کمرہ بھی ساؤنڈ پروف ہے اس لئے وہاں اطمینان
سے کام ہو رہا ہو گا اور پھر اس نے مشین روم کا دروازہ کھول کر ٹریگر
دبا دیا اور وہاں موجود چار افراد کو ہلاک کر کے وہ دوڑتا ہوا کیبن میں
داخل ہوا اور وہاں بھی اس نے فائر کھول دیا اور مشین روم کا انچارج
چیختا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا تو ڈاکٹر عبدالرشید نے تیزی سے آگے
بڑھ کر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے
وہ الیکٹرونکس کا ماہر ہو۔ تھوڑی دیر بعد وہ مڑا تو اس نے ایک نظر
مشین روم انچارج پر ڈالی۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا۔ ڈاکٹر عبدالرشید
تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں اسلحہ
موجود تھا۔ اس نے وہاں سے ایک وائرلیس چارجر بم اٹھایا اور ایک
بار پھر دوڑتا ہوا اس حصے کی طرف بڑھ گیا جہاں لازائم گیس کا ذخیرہ
موجود تھا۔ اس نے بم کو چارج کر کے لازائم گیس کے ذخیرے میں
اس انداز میں چھپا کر رکھ دیا کہ جیسے ہی وہ ڈی چارج ہو کر بلاسٹ
ہو لازائم گیس کا پورا ذخیرہ ہی فائر ہو جائے۔ اسے معلوم تھا کہ
لازائم گیس انتہائی زہریلی گیس ہوتی ہے اس لئے یہاں کوئی آدمی
زندہ نہیں چھوڑے گی لیکن اصل کام جو وہ اس لازائم گیس سے
حاصل کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھا کہ جب یہ گیس اس بند زیر زمین
لیبارٹری میں پھیلے گی تو اس کا دباؤ اس قدر تیزی سے بڑھے گا کہ چند
لمحوں میں یہ پوری لیبارٹری اس ٹاپو سمیت مکمل طور پر بلاسٹ ہو کر
ختم ہو جائے گی۔ بم کا ڈی چارجر جیب میں رکھ کر ڈاکٹر عبدالرشید
ایک بار پھر مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مین سب میرین
مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ کمپیوٹرائزڈ
ہوتی ہے اور اس مشین میں اگر اس کے تمام کوائف فیڈ کر کے اسے

ٹارگٹ کر دیا جائے تو پھر یہ کشتی خود بخود اپنی منزل پر پہنچ جاتی ہے۔
وہ پہلے ہی مشین روم کے انچارج سے اس بارے میں تفصیلات معلوم کر چکا تھا اور پھر مشین سے فارغ ہو کر وہ ایک کمرے میں آیا جہاں منی سب میرین موجود تھی۔ ڈاکٹر عبدالرشید نے اسے اوپن کیا اور پھر اس میں لیٹ کر اس نے اسے بند کر کے مخصوص انداز میں ٹائٹ کر دیا۔ پھر اس نے سائیڈ پر موجود بٹنوں کے پینل پر موجود سرخ رنگ کے بٹن کو پریس کر دیا تو کشتی کو جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے پھسلتی ہوئی ایک طرف کو بڑھ گئی۔ ڈاکٹر عبدالرشید کو معلوم تھا کہ یہ کشتی سمندر کی انتہائی گہرائی میں سفر کرتی ہے اور آبدوز کی طرح اس میں دباؤ ختم کرنے والے ہیوی آلات نصب نہیں کئے جاتے اس لئے سمندر کی گہرائی میں پانی کا بے پناہ دباؤ اس کے اندر موجود آدمی پر پڑتا ہے اور وہ بے ہوش ہو جاتا ہے اس لئے اسے کوئی خاص اور قیمتی سامان کو خفیہ طور پر کہیں لانے اور لے جانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے لیکن ضرورت کے وقت آدمی بھی اس میں سفر کر سکتا تھا۔ چونکہ یہ آٹومیٹک انداز میں کام کرتی ہے اس لئے وہ آدمی صرف بے ہوش ہو جاتا ہے ورنہ وہ بخیر و عافیت اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی ڈاکٹر عبدالرشید کو اپنے جسم پر یکلخت دباؤ کا احساس ہونا شروع ہو گیا۔
ڈاکٹر عبدالرشید نے اپنے طور پر ہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس دباؤ کا مقابلہ کرے گا اور بے ہوش نہیں ہو گا لیکن بہرحال وہ بوڑھا آدمی

تھا اور جو خوفناک کارروائی کر کے وہ آیا تھا اس نے بھی اس کے اعصاب پر دباؤ ڈالا تھا اس لئے باوجود سرتوڑ کوشش کے اچانک اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ اسے آخری احساس یہ ہوا تھا جیسے وہ زندہ ہی تابوت میں دفن ہو چکا ہے۔ پھر جس طرح اس کا ذہن اچانک تاریک ہوا تھا اسی طرح اچانک ہی اس کے ذہن پر چھا جانے والی تاریکی کا پردہ کسی ریشمی چادر کی طرح سمٹ گیا اور پھر ہوش میں آتے ہی اس کی نظریں ایک چہرے پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔
"تم۔ تم۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے ہذیانی انداز میں چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس کے ذہن پر تاریکی نے غلبہ پا لیا۔ شاید ایسا حیرت کے شدید ترین جھٹکے کی وجہ سے ہوا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں اتر چکا تھا اور اب وہ ہوپروں کی مدد سے واپس راسکا آئی لینڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ عمران اور ٹائیگر کے علاوہ باقی سب کے ذہن تجسس کی وجہ سے پھٹنے کے قریب ہو رہے تھے لیکن وہ عمران کا موڈ دیکھتے ہوئے جبراً اپنے آپ کو کنٹرول میں کئے ہوئے تھے اور پھر تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے بعد وہ راسکا آئی لینڈ کے اس علیحدہ حصے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں لوگ موجود نہیں ہوتے۔ یہاں پہنچتے ہی عمران سمیت سب نے ہوپر اور پھر غوطہ خوری کے لباس اتار دیئے۔

"ٹائیگر دیکھو ہماری لانچ موجود ہے یا نہیں۔ ہم نے فوری واپس گرین ویلی پہنچنا ہے"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا واپس اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس نے لانچ کو ہک کیا تھا۔

"کیا ہوا ہے عمران۔ ہمیں کچھ تو بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"ابھی سب خاموش رہو۔ کوئی نہ بولے۔ گرین ویلی پہنچ کر بات گی"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو جولیا ہونٹ بھینچ کر گئی۔ ظاہر ہے عمران نے اسے جس انداز میں جواب دیا تھا وہ اسے ند نہ آیا تھا لیکن وہ بہرحال عمران کا موڈ پہچانتی تھی اس لئے اس نے رف ہونٹ بھینچنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"لانچ موجود ہے باس"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے واپس آکر ہا۔

"آؤ۔ سامان اٹھاؤ اور جلدی کرو۔ جلدی پلیز"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر لانچ موجود تھی۔ اس کے ساتھیوں نے اپنے غوطہ خوری کے لباس اور ہوپر وغیرہ اٹھائے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب لانچ میں سوار ہو چکے تھے۔ ٹائیگر کیپٹن سیٹ پر بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد لانچ مڑ کر انتہائی تیز رفتاری سے گرین ویلی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

"ٹائیگر۔ لانچ کو بندرگاہ کے اس حصے میں لے جانا جو سنسان اور ویران ہو۔ بندرگاہ کی طرف مت لے جانا۔ ہو سکتا ہے کہ ایکریمین فوج وہاں ہمارے استقبال کے لئے موجود ہو"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایکریمین فوج ۔وہ کہاں سے آگئی درمیان میں"...... جولیا نے کہا۔

"کچھ دیر خاموش رہو ۔حالات بے حد نازک ہیں ۔جب حالات درست ہو جائیں گے تو میں سب کچھ بتا دوں گا۔ویسے بتانے کے لئے کچھ ہے بھی نہیں میرے پاس اور جو کچھ میں بتاؤں گا اسے سن کر تم سب کو شاک ہی پہنچے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔کیا ہم وہاں پہنچ کر بھی ناکام رہے ہیں"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی خاموش رہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جولیا ایک بار پھر ہونٹ بھینچ کر رہ گئی اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ گرین ویلی بندرگاہ کے قریب پہنچ گئے لیکن ٹائیگر نے لانچ کو براہ راست بندرگاہ کے عام گھاٹ کی طرف لے جانے کی بجائے اسے موڑ دیا تھا اور پھر کافی لمبا چکر کاٹ کر وہ ایک متروک لائٹ ٹاور کے قریب پہنچ گئے جہاں ساحل پر ایک عمارت موجود تھی لیکن وہ ویران کھنڈر بنی ہوئی نظر آرہی تھی ۔ٹائیگر نے لانچ کو وہاں ہک کر دیا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب نیچے اتر آئے۔

"اب بتاؤ کیا ہوا ہے اور اب تمہیں بتانا ہی پڑے گا"...... جولیا نے اس بار کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔تو سنو روئیداد ناکامی"...... عمران نے وہیں ریت پر ہی بیٹھتے ہوئے کہا تو سب ہی اس کے گرد دائرہ بنا کر بیٹھ گئے جبکہ

ٹائیگر اس عمارت کی طرف بڑھ گیا جو ویران اور کھنڈر بنا تھی ۔عمران نے بے ہوش ہونے کے بعد ہوش میں آنے سے لے کر لیبارٹری میں داخل ہو کر وہاں موجود مشین روم کے افراد کی ہلاکت سمیت ساری تفصیل بتا دی۔

"وہاں فوج پہنچ چکی ہو گی اور اب یقیناً ہماری تلاش شروع کر دی گئی ہو گی ۔میں نے اس لئے مشین روم کے انچارج آرنلڈ اور اس کے ساتھیوں کو نہ چاہتے ہوئے بھی ہلاک کر دیا تھا کہ ہمارے جانے کے بعد وہ فوج کو ہماری نشاندہی کر سکتے تھے اور گن شپ ہیلی کاپٹر کی تباہی اور دو کشتیوں میں سوار فوجیوں کی ہلاکت کے بعد فوج نے ہمیں کسی صورت زندہ نہ چھوڑنا تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری بات چیت وہاں ٹاپو پر موجود مواصلاتی سنٹر میں ریکارڈ ہو رہی ہو اس لئے میں نے تمہیں خاموش رہنے کو کہا تھا"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم ناکام رہے ۔ہم نے غلط جگہ پر ریڈ کیا تھا۔ویری بیڈ"...... صفدر نے کہا۔

"اس بار واقعی ہمیں ڈاج ہی ایسا دیا گیا ہے کہ ہم آخری لمحے تک بھی اصل بات نہ سمجھ پائے ۔بہرحال اب ہم سب بچ کر آگئے ہیں اب ہم اس ٹاپو پر کام کریں گے"...... عمران نے کہا تو سب کے لٹکے ہوئے چہرے بے اختیار نارمل ہوتے چلے گئے۔

"ارے ۔یہ کسے لا رہا ہے ٹائیگر"...... اچانک کیپٹن شکیل نے

کہا تو سب چونک کر مڑے اور اس عمارت کی طرف دیکھنے لگے ۔ ٹائیگر ایک بے ہوش آدمی کو کاندھے پر لادے ان کی طرف آ رہا تھا۔ عمران بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" کون ہے یہ ٹائیگر ۔ کیا اس ویران کھنڈر عمارت میں تھا یہ"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں باس ۔ مجھے کوئی سایہ سا نظر آیا تھا ۔ میں ویسے ہی شک مٹانے کے لئے چلا گیا۔ وہاں نیچے ایک تہہ خانہ ہے جس میں ایک سیٹلائٹ فون موجود تھا اور یہ آدمی بھی ۔ میں نے اسے بے ہوش کر دیا اور یہاں لے آیا ہوں تاکہ اس سے کھل کر پوچھ گچھ ہو سکے"۔ ٹائیگر نے قریب آکر کہا اور پھر اس آدمی کو اس نے ریت پر ڈال لیا۔

" اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے جھک کر دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا ۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ یہ ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

" تم ۔ تم سب کون ہو ۔ تم"...... اس شخص نے بڑے ہراساں سے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی ہرن چاروں طرف سے شکاریوں کے نرغے میں آگیا ہو۔

" تم کون ہو اور اس ویران اور کھنڈر عمارت میں کیا کر رہے تھے"...... عمران نے پوچھا۔

" مم ۔ مم ۔ میں تو ڈیوٹی پر ہوں"...... اس آدمی نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

" ڈیوٹی ۔ کیسی ڈیوٹی ۔ کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے کہا۔

" میرا نام چارلس ہے اور میں یہاں ڈیوٹی پر ہوں ۔ آٹھ گھنٹے میں ڈیوٹی دیتا ہوں آٹھ گھنٹے دوسرا آدمی اور آٹھ گھنٹے تیسرا آدمی"۔ چارلس نے خود ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" کیسی ڈیوٹی"...... عمران نے پوچھا۔

" سوری ۔ یہ حکومت کا سیکرٹ ہے ۔ عام آدمیوں کو نہیں بتایا جا سکتا ۔ سوری"...... چارلس نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

" مطلب ہے کہ تم مرنا چاہتے ہو ۔ ٹھیک ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا ۔ شاید اس کے لہجے کی سرد مہری کا اثر تھا یا اس کے چہرے پر ابھر آنے والی سفاکی کہ چارلس گھبرا گیا۔

" بتاتا ہوں ۔ بتاتا ہوں ۔ مجھے مت مارو ۔ میں تو غریب آدمی ہوں"...... چارلس نے یکلخت ہراساں ہوتے ہوئے کہا۔

" بتاؤ جلدی اور پوری تفصیل کے ساتھ ۔ سنو ۔ جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں فوراً جھوٹ سچ معلوم کر لیتا ہوں اور جیسے ہی تم نے جھوٹ بولا گولی تمہارے دل میں اتر جائے گی"۔ عمران

نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

"میں بتاتا ہوں اور سچ بتاؤں گا۔ میں غریب آدمی ہوں۔ سمندر میں کہیں حکومت کی خفیہ لیبارٹری ہے۔ وہاں سے ضروری سامان اور آدمیوں کی نقل و حرکت کے لئے منی سب میرین استعمال کی جاتی ہے جو خود بخود ہی اس سنسان گھاٹ پر پہنچ کر رک جاتی ہے اور مجھے وہاں کے کمپیوٹر سے اطلاع مل جاتی ہے اور یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ میں نے اس آدمی یا سامان کا کیا کرنا ہے اور جب یہاں سے منی سب میرین واپس جاتی ہے تو میں یہاں سے فون کر کے اس میں موجود سامان یا آدمی کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ بس یہی میری ڈیوٹی ہے"...... چارلس نے کہا تو عمران چونک پڑا کیونکہ بوڑھے ماہی گیر برنارڈ نے بھی اسے اس منی سب میرین کے بارے میں بتایا تھا۔

"کب آتی ہے یہ منی سب میرین"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ اسی لئے تو ہم تین آدمی چوبیس گھنٹے یہاں ڈیوٹی دیتے ہیں لیکن ابھی وہ آنے والی ہے لیکن اس بار مجھے بتایا نہیں گیا کہ اس میں کیا آرہا ہے۔ صرف مشین نے اس کی وہاں سے روانگی کے بارے میں مخصوص گھنٹی دے کر اطلاع دی ہے"...... چارلس نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کب پہنچے گی وہ یہاں"...... عمران نے ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"ابھی آنے ہی والی ہو گی"...... چارلس نے کہا تو عمران نے

ثبات میں سر ہلا دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ اس طرح قدرت نے ان
ی مدد کی ہے اور اب وہ اس منی سب میرین کے ذریعے اصل بلیک
سیڈ لیبارٹری تک پہنچ سکتا ہے اور اس طرح وہ آسانی سے اپنا مشن
مکمل کر لے گا۔

"تم کس چیز پر یہاں آتے ہو"...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"میرے پاس ایک ویگن ہے۔ میرے آنے جانے اور سامان وغیرہ لے آنے اور لے جانے کے لئے"...... چارلس نے جواب دیا۔

"وہ۔ وہ کیا چیز باہر آرہی ہے"...... اچانک صالحہ نے چیختے ہوئے کہا تو سب سمندر کی طرف مڑے اور پھر انہوں نے ایک تابوت نما کشتی کو سمندر کی سطح پر ڈولتے ہوئے دیکھا۔

"یہی منی سب میرین ہے"...... چارلس نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

"تم اسے عمارت کے اندر لے جاتے ہو یا یہ یہیں رہتی ہے"۔ عمران نے بھی اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں اسے دھکیل کر پرانے لائٹ ہاؤس کے اندر لے جاتا ہوں۔ وہاں خصوصی طور پر اس کا راستہ بنایا گیا ہے"۔ چارلس نے کہا۔

"اس میں کیا ہو گا اور یہ کس طرح یہاں پہنچی ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کمپیوٹرائزڈ گاڑی ہے ۔ سمندر کی تہہ میں سفر کرتی ہے اس لئے کوئی اسے چیک نہیں کر سکتا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر وہ اس منی سب میرین کے پاس پہنچ گئے ۔ عمران کے حکم پر چارلس نے اسے دھکیل کر لائٹ ہاؤس میں بنی ہوئی ایک مخصوص جگہ پر پہنچا دیا۔

"اب اسے کھولو"...... عمران نے چارلس سے کہا۔

"یہ ابھی خود بخود کھل جائے گی ۔ اس کی ہر چیز کمپیوٹرائزڈ ہے"۔ چارلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اسے باہر سے نہیں کھولا جا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"نہیں ۔ یہ اندر سے بند ہوتی ہے اور کمپیوٹرائزڈ سگنل پر کھلتی ہے"...... چارلس نے جواب دیا اور پھر واقعی پانچ منٹ بعد کھٹاک کی تیز آواز سنائی دی اور چارلس نے آگے بڑھ کر اس کا ڈھکن اٹھا دیا۔

"اوہ ۔ اس میں تو آدمی ہے"...... چارلس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

"آدمی ۔ کون ہے یہ"...... عمران نے آگے بڑھ کر اندر موجود آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ اس طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں میں اچانک بم پھٹ پڑا ہو۔

"کیا ہوا"...... تقریباً سب نے ہی یک زبان ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر عبدالرشید اور اس میں ۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کون ڈاکٹر عبدالرشید"...... سب نے آگے بڑھ کر اندر موجود آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا ۔ اسی لمحے عمران کو ڈاکٹر عبدالرشید کے کراہنے کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے اس پر جھک گیا ۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر عبدالرشید نے آنکھیں کھول دیں۔

"تم ۔ تم ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید کے منہ سے بے ساختہ نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ایک بار پھر ڈھلک گئی ۔ وہ شاید حیرت کی شدت سے بے ہوش ہو گیا تھا ۔ حیرت کا شدید جھٹکا ڈاکٹر عبدالرشید کو اس ڈبل ایم میں دیکھ کر عمران کو بھی لگا تھا لیکن وہ برداشت کر گیا تھا مگر ڈاکٹر عبدالرشید اسے برداشت نہ کر سکا اس لئے وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

"اسے باہر نکالو"...... عمران نے چارلس سے کہا اور پھر چارلس نے صفدر اور تنویر کی مدد سے اندر موجود ڈاکٹر عبدالرشید کو باہر نکال لیا ۔ ڈاکٹر عبدالرشید ایک بار پھر ہوش میں آنے لگ گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ڈاکٹر عبدالرشید نے ایک بار پھر آنکھیں کھول دیں۔

"ڈاکٹر صاحب آپ اور یہاں ۔ اس منی سب میرین میں"۔ عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا ۔ کیا تم وہی عمران ہو ۔ وہی جو مجھے پاکیشیا میں ملا تھا ۔ وہ احمق مسخرہ ۔ کیا تم وہی ہو"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں وہی ہوں اور اب آپ کو اس منی سب میرین میں دیکھ کر مجھے اپنی حماقت پر مکمل یقین ہو گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ ڈاکٹر جوزف تو تم سے اس قدر خوفزدہ تھا جیسے تم دنیا کے خطرناک ترین آدمی ہو۔ میں نے اسے بتایا بھی کہ تم احمق اور مسخرے آدمی ہو لیکن وہ نہ مانا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"کون ڈاکٹر جوزف"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا سالا اور بلیک ہیڈ لیبارٹری کا انچارج۔ لیکن وہ یہودی تمام دنیا کے مسلمانوں کو مارنا چاہتا تھا اور میں نے اسے مار دیا۔ میں نے اس کے سب ساتھیوں کو مار دیا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے ہذیانی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مار دیا۔ کیا مطلب"...... عمران نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں کہیں بیٹھ کر بات کرنی چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"میرے ساتھ چلیں۔ وہاں کرسیاں ہیں اور جگہ بھی"۔ چارلس نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا چلو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر عبدالرشید کو ساتھ لے کر اس لائٹ ہاؤس سے نکل کر واپس اس کھنڈر نما عمارت کی

طرف چل پڑا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے ساتھ چلتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"اس چارلس کا خیال رکھنا۔ اس نے جس اشتیاق بھرے لہجے میں اپنی جگہ کی دعوت دی ہے اور جس طرح ڈاکٹر عبدالرشید کے کہنے پر کہ انہوں نے ڈاکٹر جوزف کو مار دیا ہے تو اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھرے تھے جنہیں دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ یہ ہم سے کوئی کھیل کھیلنا چاہتا ہے"...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کھنڈر نما عمارت میں داخل ہو کر تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ یہاں واقعی آٹھ دس کرسیاں بھی موجود تھیں اور ایک بڑی میز بھی۔ میز پر کارڈلیس فون سیٹ موجود تھا۔ ایک دیوار کے ساتھ الماری اور دوسری دیوار کے ساتھ ریفریجریٹر رکھا ہوا تھا۔ ایک کونے میں چھوٹا سا ٹی وی بھی موجود تھا۔

"یہاں بجلی کی لائن بھی ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ زیرزمین لائن لائی گئی ہے"...... چارلس نے جواب دیا۔

"آپ لوگ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے کھانے کا بندوبست کرتا

ہوں ۔یہاں ساتھ ہی دوسرے تہہ خانے میں، میں نے کچن بنایا ہوا ہے" ...... چارلس نے کہا۔

" کھانا نہیں ۔صرف چائے" ...... عمران نے کہا تو چارلس واپس مڑ گیا۔اس کے باہر نکلتے ہی ٹائیگر بھی خاموشی سے مڑ کر اس کے پیچھے باہر نکل گیا۔

" ہاں اب بتائیے ۔کیا تفصیل ہے ڈاکٹر صاحب" ...... عمران نے ڈاکٹر عبدالرشید سے مخاطب ہو کر کہا۔

" پہلے تم بتاؤ ۔تم یہاں کیا کر رہے ہو اور یہ کون لوگ ہیں اور یہ کون سی جگہ ہے" ...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

" یہ سب میرے ساتھی ہیں اور ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے جبکہ میں فری لانسر ہوں اور ہم اس بلیک ہیڈ لیبارٹری کو ختم کرنے گئے تھے لیکن ہم غلط ٹارگٹ پر پہنچ گئے ۔ وہاں صرف ڈاجنگ لیبارٹری بنائی گئی تھی اس لئے ہم واپس آ گئے اور اب سوچ رہے تھے کہ ہم اصل لیبارٹری پر ریڈ کریں جو ٹاپو کے نیچے زیر زمین ہے تاکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کا ان یہودیوں سے تحفظ کیا جا سکے" ...... عمران نے کہا۔

" کیا تم مجھے اس بات کا کوئی ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا تعلق واقعی حکومت سے ہے" ...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

"آپ کس بات کے لئے ثبوت چاہتے ہیں ۔کیا کوئی خاص بات

ہے" ...... عمران نے چونک کر کہا۔

" ہاں ۔خاص بات ہے تو کہہ رہا ہوں" ...... ڈاکٹر عبدالرشید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" آپ سرداور کو جانتے ہیں" ...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید بے اختیار چونک پڑے۔

" سرداور ۔ہاں ۔انہیں کون نہیں جانتا" ...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

" اگر وہ میری ضمانت دے دیں تو کیا آپ ان کی بات تسلیم کر لیں گے" ...... عمران نے کہا۔

" ہاں بالکل ۔وہ تو میرے ساتھ پڑھتے رہے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ وہ اس وقت حکومت کے ساتھ ہیں" ...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا تو عمران نے میز پر موجود کارڈلیس فون کا رسیور اٹھا کر ٹون چیک کی اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

" داور بول رہا ہوں" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

" علی عمران ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں" ...... عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید چونک کر عمران کو دیکھنے لگے ۔ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کوئی خاص بات ہے کیا جو اس قدر چہک رہے ہو"۔ دوسری طرف سے سرداور نے کہا۔

"ڈاکٹر عبدالرشید صاحب سے تو آپ واقف ہوں گے ۔ وہی جو اپنی بیٹی کا استقبال کرنے روزانہ ریلوے اسٹیشن جاتے تھے"۔ عمران نے ڈاکٹر عبدالرشید کو بغور دیکھتے ہوئے کہا لیکن ان کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔

"ہاں ۔ وہ بلیک ہیڈ پر کام کرنے والے ۔ کیا ہوا ہے انہیں"۔ سرداور نے کہا۔

"وہ میرے پاس بیٹھے ہیں ۔ وہ مجھے کوئی خاص بات بتانا چاہتے ہیں لیکن وہ آپ کی ضمانت چاہتے ہیں میرے بارے میں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ضمانت اور تمہارے بارے میں ۔ فون انہیں دو"...... سرداور نے چونک کر کہا تو عمران نے رسیور ڈاکٹر عبدالرشید کی طرف بڑھا دیا۔

"یس ۔ ڈاکٹر عبدالرشید بول رہا ہوں"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ عمران خاموش بیٹھا بغور انہیں دیکھ رہا تھا کیونکہ جس ڈاکٹر عبدالرشید سے وہ پہلے ملا تھا یہ ڈاکٹر عبدالرشید رویے اور گفتگو کے لحاظ سے ان سے یکسر مختلف تھے ۔ البتہ یہ بات کنفرم تھی کہ وہ تھے اصل ڈاکٹر عبدالرشید میک اپ میں نہیں تھے۔

"داور بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب ۔ آپ کیسے ہیں ۔ مجھے عمران

نے بتایا تھا کہ آپ کچھ بیمار ہیں"...... سرداور نے کہا۔

"ہاں شاید ۔ لیکن اب مجھے یاد نہیں ہے ۔ میرے خیال میں ولنگٹن میں ایک آدمی جیگر نے ذہنی ڈاکٹروں کے ایک بورڈ سے میرا علاج کرایا ہے ۔ بہرحال میں اب ٹھیک ہوں ۔ عمران کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں ۔ کیا واقعی یہ ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے یا یہ بھی اس کا مذاق ہے"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

"عمران واقعی ایم ایس سی ۔ ڈی ایس سی ہے ڈاکٹر صاحب ۔ بظاہر یہ دوسروں کو احمق بنانے کے لئے مزاحیہ حرکتیں اور باتیں کرتا ہے ورنہ درحقیقت یہ انتہائی ذمہ دار آدمی ہے اور آپ اسے پاکیشیا کا ہی نہیں پوری دنیا کے مسلمانوں کا سرمایہ افتخار سمجھیں ۔ آپ اسے جو بتانا چاہتے ہیں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بتا سکتے ہیں ۔ ہر قسم کی ذمہ داری میری ہو گی"...... سرداور نے کہا۔

"اوکے ۔ ٹھیک ہے ۔ اب میں مطمئن ہوں"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا اور رسیور عمران کو دے دیا۔

"بے حد شکریہ سرداور ۔ چلو اس دنیا میں کوئی تو ہے جو میری ضمانت دے سکتا ہے ۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا ۔ پھر اس کی نظریں ٹائیگر پڑیں جو خاموشی سے آکر بیٹھ گیا تھا۔ عمران نے اس کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا تو ٹائیگر نے آہستہ سے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران سمجھ گیا کہ ٹائیگر اس چارلس کا خاتمہ کر آیا ہے یا اسے بے ہوش کر آیا ہے اس لئے وہ مطمئن بیٹھا

ہوا ہے۔

"ہاں ڈاکٹر صاحب آپ فرمائیں ۔ ویسے پہلے یہ بتائیں کہ جیگر کون ہے جس نے آپ کا علاج کرایا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرے سالے کا آدمی تھا اور پھر میرا سالا مجھے اس کے پاس آ کر ملا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ اس لیبارٹری کا انچارج ہے جہاں بلیک ہیڈ فارمولے پر کام ہو رہا ہے لیکن اس میں ایک ایسی سائنسی رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے جو کسی سے بھی دور نہیں ہو رہی ۔ میں نے جب اس سلسلے میں مزید وضاحت طلب کی تو اس نے مجھے اس رکاوٹ کے بارے میں بتایا اور میں نے اسے کہا کہ یہ میرے لئے کوئی مشکل بات نہیں ۔ میں اس رکاوٹ کو دور کر سکتا ہوں ۔ چنانچہ وہ مجھے بے ہوش کر کے اسی منی سب میرین کے ذریعے اس لیبارٹری میں لے گیا ۔ مجھے ہوش وہاں جا کر آیا اور پھر میں نے اس کی لیبارٹری دیکھا ۔ اس منی سب میرین کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور اس کے بعد میں نے اس سائنسی رکاوٹ پر کام کیا اور میں اسے دور کرنے میں کامیاب ہو گیا لیکن میں اپنے سالے اور ایک دوسرے سائنس دان کے درمیان ہونے والی بات چیت سن چکا تھا ۔ وہ سائنسی رکاوٹ دور ہونے کے بعد مجھے ہلاک کرنے کا پروگرام بنائے ہوئے تھے اور اس فارمولے کو مکمل کر کے وہ اس کی مدد سے نہ صرف پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کے مسلم ممالک کو تباہ و برباد کر کے پوری دنیا پر یہودی سلطنت قائم کرنا چاہتے تھے ۔ میں نے بھی جواب

میں منصوبہ بنا لیا"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا اور پھر اس نے وہاں ہونے والی ساری کارروائی کی تفصیل بتا دی ۔ عمران اور اس کے ساتھی بڑے حیرت بھرے انداز میں ان کی بات سنتے رہے۔

"میں یہ بلیک ہیڈ فارمولا ساتھ لے آیا ہوں ۔ یہ تم رکھ لو اور سرداور کو پہنچا دینا ۔ اگر حکومت اس پر کام کرنا چاہے تو میری خدمات حاضر ہیں ورنہ بے شک وہ اسے ضائع کر دیں ۔ جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ میری بیٹی میرے ساتھ ایک ڈکیتی میں فوت ہو گئی تھی اس وقت سے میرا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا ہے ۔ یہ سب کچھ جو میں نے کیا ہے پوری دنیا کے مسلمانوں کے تحفظ کے لئے کیا ہے کیونکہ میں برداشت نہیں کر سکتا کہ یہودی اس طرح میرے آئیڈیئے کی بناء پر پوری دنیا کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے میں کامیاب ہو جائیں"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا اور جیب سے ایک مائیکرو فلم نکال کر عمران کو دے دی۔

"آپ نے تو اصل کارنامہ سرانجام دیا ہے ڈاکٹر صاحب ۔ وہ کام جو ہم نہیں کر سکے آپ اکیلے نے کر دیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر دے گا"...... عمران نے کہا۔

"اور یہ ڈی چارجر ۔ اگر یہاں سے وہ لیبارٹری رینج میں ہو تو اسے فائر کر دو ۔ وہاں موجود لازائم گیس اس پوری لیبارٹری بلکہ اس پورے ٹاپو کو ہی تباہ کر دے گی"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے جیب سے ایک ڈی چارجر نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ نے تو ہم سیکرٹ ایجنٹوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی جیب سے ایک ڈی چارجر نکال لیا۔

"وہ ڈاجنگ لیبارٹری اڑانے کا بندوبست میں نے بھی کر لیا تھا اور یہ دونوں ڈی چارجر رینج میں ہیں ۔ اس لئے یہ دونوں یہودی لیبارٹریاں تباہ کرنے کا اعزاز آپ کا بنتا ہے لیجئے یہ دونوں ڈی چارجر آپ فائر کر دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر عبدالرشید نے مسکراتے ہوئے دونوں ڈی چارجر باری باری ڈی چارج کر دیئے۔

"ویسے آئی ایم سوری علی عمران ۔ میں نے تمہیں احمق اور مسخرہ کہا ۔ اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ تم واقعی سرمایہ افتخار ہو ۔ میں تو بس ڈاکٹر جوزف کی وجہ سے وہاں پہنچ گیا اور مجھے یہ سب کچھ کرنے کا موقع مل گیا لیکن تم لوگ سب سے لڑ کر اور بے پناہ جدوجہد کر کے وہاں تک پہنچے ہو"...... ڈاکٹر عبدالرشید نے کہا۔

"آپ کے مقابلے میں ہم تو ناکام رہے تھے ۔ سب کچھ کر لینے کے باوجود ہم کچھ نہ کر سکے اور آپ نے وہ سب کچھ کر دیا جو کہ ہمارے خیال کے مطابق آپ نہ کر سکتے تھے ۔ ویل ڈن ڈاکٹر عبدالرشید ۔ ویل ڈن"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جب سب نے ڈاکٹر عبدالرشید کو خراج تحسین پیش کیا تو ڈاکٹر عبدالرشید کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

ختم شد